لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مسیح موعودؑ کا بے مثال عشقِ رسول ﷺ

قارئین بدر کو جلسہ سالانہ قادیان اور نیا سال بہت بہت مبارک ہو! جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال ادارہ بدر کو بدر کا خصوصی شمارہ نکالنے کی توفیق ملتی ہے۔ امسال حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خصوصی نمبر کیلئے 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق' کے عنوان کی منظوری مرحمت فرمائی۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول کی مختصر جھلک کسی قدر صفحہ قرطاس پر ڈھال کر قارئین کی خدمت میں پیش کرسکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بے انتہا عشق تھا، ایسا عشق جس کی صحیح عکاسی کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ آپ کی ہر ادا میں عشق رسول ﷺ کا رنگ نمایاں تھا جو دیکھنے والوں کو واضح نظر آتا تھا۔ عشقِ رسول ﷺ کا ایک طلاطم آپ کے سینہ میں موجزن تھا جو پوری زندگی تقریر و تحریر کی صورت میں صفحہ قرطاس پر پھوار بن کر برستا رہا اور وقتاً فوقتاً نہایت دلنشین اور ایمان افروز واقعات کی صورت میں ظاہر ہوتا رہا جسے صحابہ نے آنے والی نسلوں کے لئے روایت کی صورت میں سنبھال کر رکھ لیا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی آپ مجسم تصویر تھے۔ آنحضرت ﷺ کے عشق میں جئے اور عشق میں مرے۔ پوری زندگی، زندگی کا ہر لمحہ اسلام اور بانی اسلام کی عزت کی سربلندی میں گزار دی اور اس راہ میں اپنی جان لڑا دی۔

عاشقِ رسولؐ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ 1835 سے 1908 کا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ تمام مذاہب مل کر اسلام پر پل پڑے تھے۔ عیسائیت کی یورش اتنی شدید تھی کہ بڑے سے بڑا مولوی بھی اس کے آگے ٹکتا نہ تھا۔ لاکھوں کی تعداد میں توحید کے جگر گوشے تثلیث کی گود میں پناہ لے رہے تھے۔ نہ صرف پورے ہندوستان کو عیسائیت کی آغوش میں لانے کے پلان پر عمل ہو رہا تھا بلکہ تثلیث کی دیدہ دلیری اس قدر ہو چلی تھی کہ مکہ کی مقدس سرزمین پر عیسائیت کا پرچم لہرانے کی بات ہو رہی تھی۔ تثلیث کے اس منہ زور سیلاب کو کس نے روکا؟ اُسی نے جو اسلام کے غم میں ہلاک ہو رہا تھا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے آپؑ نے اس شان سے اسلام اور بانی اسلام کا دفاع فرمایا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کو دادِ تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی، اسلام اور بانی اسلام اور قرآن مجید کے عشق میں آپ کے منظوم کلام دل کی گہرائیوں تک اثر کرتے ہیں۔ انہیں پڑھ کر ایک انتہائی لذت اور سرور کی کیفیت روئیں روئیں پر طاری ہو جاتی ہے۔ ایسے عاشقِ رسولؐ کو مخالفین دشمن رسولؐ کہہ کر حد درجہ ناانصافی کرتے ہیں۔ ہمیں بے انتہا حیرت ہوتی ہے جب ہمارے مخالفین ایسے زبردست عاشق رسول کو گستاخ رسول کہتے ہیں ہمارا سینہ خون ہوتا ہے جب آپ جیسے فنافی الرّسول کو قسما قسم کے بُرے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ تو بدیہی بات ہے کہ گستاخِ رسول کے منہ سے گستاخی کے کلمات نکلتے ہیں عشق و محبت کے نہیں۔ عشق و محبت سے شرابور کلمات جس کے منہ سے نکلے ہیں وہ یقیناً عاشقِ رسول ہی ہوگا۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی محبت میں ڈوبے ہوئے جو کلمات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان و قلم مبارک سے نکلے ہیں اس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ ہم نے آپؑ کے عشق رسول میں ڈوبے ہوئے منظوم و منثور کلام کے کچھ نمونے اس نمبر میں یکجا کرنے کی ایک حقیر کوشش کی ہے۔ عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے ان زبردست اور پرشوکت کلمات کو پڑھیں اور پھر فیصلہ کریں!

ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ایسا عاشق رسول چودہ سو سال میں چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔!

(منصور احمد مسرور)

ہفت روزہ بدر "جلسہ سالانہ نمبر"

فہرست مضامین

❁❁❁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان مقام و مرتبہ قرآن مجید کی روشنی میں

آپؐ کی بیعت خدا تعالیٰ کی بیعت

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱﴾ (الفتح : 11)

ترجمہ :: یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی عہد توڑے تو وہ اپنے ہی مفاد کے خلاف عہد توڑتا ہے اور جو اُس عہد کو پورا کرے جو اُس نے اللہ سے باندھا تو یقیناً وہ اُسے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔

آپؐ کا فعل خدا کا فعل

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ (الانفال : 18)

ترجمہ :: اور (اے محمد!) جب تُو نے (اُن کی طرف کنکر) پھینکے تو تُو نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ ہے جس نے پھینکے اور یہ اس لئے ہوا کہ وہ اپنی طرف سے مومنوں کو ایک اچھی آزمائش میں مبتلا کرے۔ یقیناً اللہ بہت سُننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

آپؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۱﴾ (النساء : 81)

ترجمہ :: جو اِس رسول کی پیروی کرے تو اُس نے اللہ کی پیروی کی اور جو پھر جائے تو ہم نے تجھے اُن پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔

مقامِ قاب قوسین

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۹﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۱۰﴾ (النجم : 10،9)

ترجمہ :: اور وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور اُن پر رحم کر کے خدا سے ملنے کے لئے) اُس کے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں) اُوپر سے نیچے آ گیا۔ اور وہ دونوں دو کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی۔

سراپا نُور

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۵﴾

(النساء : 175)

ترجمہ :: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک بڑی حجّت آ چکی ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن کر دینے والا نُور اُتارا ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶﴾

(المائدہ : 16)

ترجمہ :: اے اہلِ کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آ چکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جو تم (اپنی) کتاب میں سے چھپایا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کر رہا ہے اور بہت سی ایسی ہیں جن سے وہ صرفِ نظر کر رہا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آ چکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔

مجسّم ذکر

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

(الطّلاق : 12،11)

ترجمہ :: اللہ نے تمہاری طرف ایک عظیم ذکر نازل کیا ہے۔ ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کر دینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تا کہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔

شاہد، مبشر، نذیر اور سراجِ منیر

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۷﴾ (الاحزاب : 47،46)

ترجمہ :: اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے اُس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منوّر کر دینے والے سورج کے طور پر۔

مقامِ محمود پر فائز ہونا

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

(بنی اسرائیل : 80)

ترجمہ :: اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

محمد ﷺ، رسول اللہ اور خاتم النبیّین ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۱﴾ (الاحزاب : 41)

ترجمہ :: محمدؐ تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔ بلکہ وہ اللہ کا رسول

ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

آپؐ کی اطاعت نبی، صدیق، شہید اور صالح کا مقام دلا سکتی ہے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء : 70)

ترجمہ :: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

آپؐ کی اتباع محبت الٰہی کے حصول کا موجب ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران : 32)

ترجمہ :: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے قرب کا وسیلہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ : 36)

ترجمہ :: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو۔ (وسیلہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

آپؐ کا وجود قوم کے لئے تعویذ ہے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال : 34)

ترجمہ :: اور اللہ ایسا نہیں کہ اُنہیں عذاب دے جبکہ تُو اُن میں موجود ہو اور اللہ ایسا نہیں کہ اُنہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش طلب کرتے ہوں۔

اللہ اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود وسلام بھیجتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب : 57)

ترجمہ :: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

رحمۃ للعالمین

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء : 108)

ترجمہ :: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

عالمگیر نبی

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (الاعراف : 159)

ترجمہ :: تُو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سبا : 29)

ترجمہ :: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آخرت میں تمام اُمّتوں پر بطور گواہ کے آنا

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء: 42)

ترجمہ :: پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک اُمّت میں سے ایک گواہ لیکر آئیں گے اور ہم تجھے اُن سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

خُلقِ عظیم پر فائز

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 5)

ترجمہ :: اور یقیناً تُو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

نرم دل نرم گفتار

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران: 160)

ترجمہ :: پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو اُن کے لئے نرم ہو گیا اور اگر تُو تُند خُو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے پس اُن سے درگزر کر اور اُن کے لئے بخشش کی دُعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں اُن سے مشورہ کر پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکّل کر یقیناً اللہ توکّل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

مومنوں کے لئے رؤف و رحیم

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ : 128)

ترجمہ :: یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا۔ اُسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تُم تکلیف اُٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

★★★ ★★★

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان مقام ومرتبہ اور آپؐ کے اخلاق فاضلہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْلِفُ الْبَعِیْرَ وَیُقِیْمُ الْبَیْتَ وَیَخْصِفُ النَّعْلَ وَیَرْقَعُ الثَّوْبَ وَیَحْلِبُ الشَّاۃَ وَیَأْکُلُ مَعَ الْخَادِمِ وَیَطْحَنُ مَعَہٗ اِذَا أَعْیَا وَکَانَ لَا یَمْنَعُہُ الْحَیَاءُ اَنْ یَحْمِلَ بِضَاعَتَہٗ مِنَ السُّوْقِ اِلٰی اَھْلِہٖ وَکَانَ یُصَافِحُ الْغَنِیَّ وَالْفَقِیْرَ وَیُسَلِّمُ مُبْتَدِیًا وَلَا یَحْتَقِرُ مَا دُعِیَ اِلَیْہِ وَلَوْ اِلٰی حَشْفِ التَّمْرِ وَکَانَ ھَیِّنَ الْمُؤْنَۃِ لَیِّنَ الْخُلُقِ کَرِیْمَ الطَّبِیْعَۃِ جَمِیْلَ الْمُعَاشَرَۃِ طَلِقَ الْوَجْہِ بَسَّامًا مِنْ غَیْرِ ضِحْکٍ مَحْزُوْنًا مِنْ غَیْرِ عُبُوْسَۃٍ مُتَوَاضِعًا مِنْ غَیْرِ مَذَلَّۃٍ جَوَّادًا مِنْ غَیْرِ سَرَفٍ رَقِیْقَ الْقَلْبِ رَحِیْمًا بِکُلِّ مُسْلِمٍ لَمْ یَتَجَشَّأْ قَطُّ مِنْ شَبَعٍ وَلَمْ یَمُدَّ یَدَہٗ اِلٰی طَمَعٍ۔

(اسد الغابہ جلد اوّل صفحة ۲۹، قشیریہ صفحہ ۷۵، الشفاء جلد ۱ صفحہ ۷۷)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی بڑی سادہ تھی۔ آپؐ کسی کام کو عار نہیں سمجھتے تھے) اپنے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے۔ گھر کے کام کاج کرتے۔ اپنی جوتیوں کی مرمت کر لیتے۔ کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔ بکری دوہ لیتے۔ خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ آٹا پیستے پیستے اگر وہ تھک جاتا تو اس میں اس کی مدد کرتے۔ بازار سے گھر کا سامان اٹھا کر لانے میں شرم محسوس نہ کرتے امیر غریب ہر ایک سے مصافحہ کرتے۔ سلام میں پہل کرتے اگر کوئی معمولی کھجوروں کی بھی دعوت دیتا تو آپؐ اسے حقیر نہ سمجھتے اور قبول کرتے۔ آپؐ نہایت ہمدرد، نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ آپ کا رہن سہن بڑا صاف ستھرا تھا۔ بشاشت سے پیش آتے۔ تبسّم آپؐ کے چہرے پر جھلکتا رہتا۔ آپؐ زور کا قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے۔ خدا کے خوف سے فکرمند رہتے لیکن تُرش رُوئی اور خشکی نام کو نہ تھی۔ منکسر المزاج تھے لیکن اس میں کسی کمزوری، پست ہمّتی کا شائبہ تک نہ تھا۔ بڑے سخی (کھلے ہاتھ کے) لیکن بیجا خرچ سے ہمیشہ بچتے۔ نرم دِل، رحیم و کریم تھے۔ ہر مسلمان سے مہربانی سے پیش آتے۔ اتنا پیٹ بھر کر نہ کھاتے کہ ڈکار لیتے رہیں۔ کبھی حرص و طمع کے جذبہ سے ہاتھ نہ بڑھاتے بلکہ صابر و شاکر اور کم پر قانع رہتے۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ سَأَلْتُ خَالِیْ ھِنْدَ بْنَ اَبِیْ ھَالَۃَ وَکَانَ وَصَّافًا قُلْتُ صِفْ لِیْ مَنْطِقَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ دَائِمَ الْفِکْرَۃِ لَیْسَتْ لَہٗ رَاحَۃٌ طَوِیْلَ السَّکْتِ لَا یَتَکَلَّمُ فِیْ غَیْرِ حَاجَۃٍ یَفْتَحُ الْکَلَامَ وَیَخْتِمُہٗ بِاَشْدَاقِہٖ وَیَتَکَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ کَلَامُہٗ فَصْلٌ لَا فُضُوْلَ وَلَا تَقْصِیْرَ لَیْسَ بِالْجَافِیْ وَلَا الْمُھِیْنِ یُعَظِّمُ النِّعْمَۃَ وَاِنْ دَقَّتْ لَا یَذُمُّ مِنْھَا شَیْئًا غَیْرَ اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ یَذُمُّ ذَوَّاقًا وَلَا یَمْدَحُہٗ وَلَا تُغْضِبُہُ الدُّنْیَا وَلَا مَا کَانَ لَھَا فَاِذَا تُعُدِّیَ الْحَقُّ لَمْ یَقُمْ لِغَضَبِہٖ شَیْءٌ حَتّٰی یَنْتَصِرَ لَہٗ لَا یَغْضَبُ لِنَفْسِہٖ وَلَا یَنْتَصِرُ لَھَا اِذَا اَشَارَ اَشَارَ بِکَفِّہٖ کُلِّھَا وَاِذَا تَعَجَّبَ قَلَّبَھَا وَاِذَا تَحَدَّثَ اِتَّصَلَ بِھَا وَضَرَبَ بِرَاحَۃِ الْیُمْنٰی بَطْنَ اِبْھَامِہِ الْیُسْرٰی وَاِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ وَاِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَہٗ جُلُّ ضِحْکِہِ التَّبَسُّمُ یَفْتَرُّ عَنْ مِّثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ۔

(شمائل ترمذی باب کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کا بیان ہے کہ مَیں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے انداز کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یوں لگتے جیسے کسی مسلسل اور گہری سوچ میں ہیں اور کسی خیال کی وجہ سے کچھ بے آرامی سی ہے۔ آپؐ اکثر چپ رہتے۔ بلا ضرورت بات نہ کرتے۔ جب بات کرتے تو پوری وضاحت سے کرتے۔ آپ کی گفتگو مختصر لیکن فصیح و بلیغ پُرحکمت اور جامع مضامین پر مشتمل اور زائد باتوں سے خالی ہوتی۔ لیکن اس میں کوئی کمی یا اِبہام نہیں ہوتا تھا۔ نہ کسی کی مذمّت و تحقیر کرتے نہ توہین و تنقیص۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بھی بڑا ظاہر فرماتے۔ شکر گزاری کا رنگ نمایاں تھا۔ کسی چیز کی مذمّت نہ کرتے۔ نہ اتنی تعریف جیسے وہ آپؐ کو بے حد پسند ہو۔ مزیدار یا بدمزہ ہونے کے لحاظ سے کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف یا مذمّت میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا آپ کی عادت نہ تھی۔ ہمیشہ میانہ روی شعار تھا۔ کسی دُنیوی معاملے کی وجہ سے نہ غصّے ہوتے نہ بُرا مناتے۔ لیکن اگر حق کی بے حرمتی ہوتی یا حق غصب کر لیا جاتا تو پھر آپ کے غصّے کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ جب تک اس کی تلافی نہ ہو جاتی آپؐ کو چین نہیں آتا تھا۔ اپنی ذات کیلئے کبھی غصّے نہ ہوتے اور نہ اس کے لئے بدلہ لیتے۔ جب اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے کرتے صرف انگلی نہ ہلاتے۔ جب آپ تعجّب کا اظہار کرتے تو ہاتھ کو اُلٹا دیتے۔ جب کسی بات پر خاص طور پر زور دینا ہوتا تو ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے اس طرح ملاتے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو مارتے۔ جب کسی ناپسندیدہ بات کو دیکھتے تو منہ پھیر لیتے۔ اور جب خوش ہوتے تو آنکھ کسی قدر بند کر لیتے۔ آپؐ کی زیادہ سے زیادہ ہنسی کھِلے تبسّم کی حد تک ہوتی یعنی زور کا قہقہہ نہ لگاتے۔ ہنسی کے وقت آپؐ کے دندان مبارک ایسے نظر آتے تھے جیسے بادل سے گرنے والے سفید سفید اولے ہوتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنِہٖ

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۶۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین قرار پایا ہوں جب کہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَھُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔

(مسلم کتاب المساجد صفحہ ۱۹۴، جلد ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوسرے انبیاء پر مجھے چھ باتوں میں فضیلت حاصل ہے۔ حقائق و معارف کے جامع کلمات مجھے دیئے گئے ہیں۔ رعب سے میری مدد کی گئی۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں۔ میرے لئے ساری زمین پاک وصاف مسجد اور جائے عبادت قرار دی گئی۔ اور مجھے ساری مخلوقات کی طرف بھیجا گیا اور مجھے نبیوں کا خاتم بنایا گیا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔ (مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں مٹانے والا ہوں میرے ذریعہ کفر کا قلع قمع ہوگا۔ میں حاشر ہوں میری پیروی میں لوگوں کا حشر ہوگا۔ اور میں آخر میں آنے والا ہوں میرے بعد کوئی (مستقل) نبی نہیں ہوگا۔

مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔

(مؤطا امام مالک، باب فی حسن الخلق صفحہ ۳۶۴، السنن الکبری مع جواہر النقی کتاب الشہادۃ باب بیان مکارم الاخلاق صفحہ ۱۹۲، جلد ۱۰)

حضرت امام مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاق حسنہ کی تکمیل کیلئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرِينِي بِخُلُقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔

(مسند احمد صفحہ ۹۰ جلد ۶، دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ ۳۰۹ جلد اوّل)

حضرت سعد بن ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے بارہ میں ہمیں کچھ بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضورؐ کے اخلاق و اطوار قرآن کے عین مطابق تھے۔ پھر پوچھا کہ کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا 'وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ' کہ اے رسول تو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ۔ وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔ (ریاض الصالحین باب الجود)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور جب رمضان میں جبرائیل آپؐ کے پاس قرآن کریم کا دَور کرنے آتے تو آپ پہلے سے بھی زیادہ سخاوت کا اظہار فرماتے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بھلائی اور سخاوت میں آپ موسلا دھار بارش اور اس میں چلنے والی تیز ہوا سے بھی تیز رفتار دکھائی دیتے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، وَلَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ: يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ، وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيدُ إِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يَلْبَثُ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى يَكُونَ الْإِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

(مسلم کتاب الفضائل باب ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً قط فقال لا، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۷۵، ۱۰۸)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کا واسطہ دے کر مانگا جاتا تو آپؐ حسبِ استطاعت ضرور دیتے، ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا۔ آپؐ نے اس کو بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ دیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کی وادی بھر گئی۔ جب وہ بکریاں لیکر اپنی قوم میں واپس آیا تو آ کر کہا لوگو! اسلام قبول کر لو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح دیتے ہیں جیسے غربت و احتیاج کا انہیں کوئی ڈر ہی نہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر کوئی آدمی دنیا کی خاطر اسلام قبول کر لیتا تو کچھ مدّت کے بعد وہ محسوس کرنے لگتا کہ دنیا و مافیہا میں سے اسلام سے زیادہ اسے اور کوئی چیز محبوب نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ۔

(مسلم کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلی اللہ علیہ وسلم للآثام واختیارہ من المباح)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو باتوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے جو آسان ہو اُسے اختیار کیا لیکن اگر وہ بات گناہ کی ہوتی تو پھر آپؐ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے ہوتے۔ یعنی گناہ کی بات کے آپؐ قریب بھی نہ جاتے خواہ وہ کتنی ہی آسان اور فائدہ مند نظر آتی۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي۔ (مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہٖ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو بھنورے اور پروانے اس میں گرنے لگے وہ آدمی ان پروانوں کو آگ سے ہٹانے لگ گیا تا کہ وہ آگ میں جل نہ مریں۔ ایسا ہی دوزخ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان مقام و مرتبہ کے متعلق
حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ارشادات

پاک اور کامل توحید
صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے

مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذُرّیّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

وہ لوگ جو اس خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لا شریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا جیسا کہ عبد الحکیم خان کا مذہب ہے ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ یوں تو شیطان بھی خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک سمجھتا ہے۔ مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔

(۱) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیّت جلّ شانہٗ کی اُس کے دل میں جاگزین ہو کہ جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اُس کی راحتِ جان ہو جس کے بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اس کی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کردے یہی توحید حقیقی ہے کہ بجز متابعت ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شئے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے۔ اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اسلئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخر کار دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی اُن کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور اُن کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اِس قسم کے لوگ کئی لاکھ اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اول درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُن کو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے۔ اور اگر وجود باری جلّ شانہٗ پر کوئی بُرہان یقینی عقلی اُنکو ملزم کرتی تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا بلکہ ضرور غرق ہو گا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اُس کو میسر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسر آ سکتی ہے اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ اے نادانو! جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُس کی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اُس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 115 تا 118 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118 تا 121)

ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال
اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

اے تمام لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔

(تریاق القلوب صفحہ 11 روحانی خزائن جلد 15)

★★★　★★★

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عدیم المثال عربی قصیدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قصیدہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔(ترجمہ از عربی عبارت)''یہ ایک عمدہ اور لطیف قصیدہ ہے جو ادبی لطائف اور عربی زبان کے نفیس جواہر ریزوں سے پُر ہے اور میرے آقا اور سردار دو جہاں حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا گیا ہے جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں بیان فرمائی ہے۔ اے اللہ! ان پر قیامت تک تیری رحمت اور سلامتی نازل ہو۔ اور یہ قصیدہ میری رُکی ہوئی طبیعت اور بجھی ہوئی ذہانت وفطانت کا رہینِ منّت نہیں اور نہ میرا خشک ملکہ غور وخوض اس میدان کا مرد اور ان اسرار کا منبع ہے۔ بلکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ میرے رب کی طرف سے ہے جو میرا رفیق ہے اور ایسا مؤید ہے جو ہر وقت میرے ساتھ ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں غلطی کرتا یا راستہ سے بھٹک جاتا ہوں تو وہ میری راہنمائی فرماتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ میں نے ادب کے عمدہ اور دلچسپ کلمات اور اس کے عجیب وغریب اور فصیح الفاظ جن میں جدّت اور ندرت پائی جاتی ہے بزورِ محنت حاصل نہیں کئے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے قادر الکلام ادیبوں پر غلبہ بخشا ہے اور میرے رب کی طرف سے اہل علم لوگوں کے لئے ایک نشان ہے اور میں نے اس امر کا اظہار صرف اس نیّت سے کیا ہے تا شکر کرنے والوں کی طرح مجھے بدلہ دیا جائے اور ان لوگوں میں میرا شمار نہ ہو جو ناشکر گذار ہیں۔

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللهِ وَالعِرْفَانِ
يَسْعٰى اِلَيكَ الخَلْقُ كَالظَّمْآنِ

اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے
لوگ تیری طرف سخت پیاسے کی طرح دوڑے آتے ہیں

يَا بَحْرَ فَضْلِ المُنْعِمِ المَنَّانِ
تَهْوِيْ اِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيْزَانِ

اے منعم و منّان کے فضل کے سمندر
لوگ کوزے لئے تیری طرف بھاگے آ رہے ہیں

يَا شَمْسَ مُلْكِ الحُسْنِ وَالاِحْسَانِ
نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حُسن و احسان کے ملک کے آفتاب
تو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کردیا

قَوْمٌ رَأَوْكَ وَاُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ
مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِيْ اَصْبَانِيْ

ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے
اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

يَا لَلْفَتٰى مَاحُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ
رَيَّاهُ يُصْبِي الْقَلْبَ كَالرَّيْحَانِ

واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت جوان ہے
جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح شیفتہ کر لیتی ہے

وَجْهُ الْمُهَيْمِنِ ظَاهِرٌ فِيْ وَجْهِهٖ
وَشُئُوْنُهٗ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّانِ

اس کے چہرہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے
اور اس کی شان سے خدا کی شان نمایاں ہوگئی ہے

فَلِذَا يُحَبُّ وَيُسْتَحَقُّ جَمَالُهٗ
شَغَفًا بِهٖ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ

اسی لئے وہ محبوب ہے اور اس کا جمال اس لائق ہے کہ تمام
دوستوں کو چھوڑ کر اسی کے جمال سے دلبستگی پیدا کی جائے

سُجُحٌ كَرِيْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰى
خِرْقٌ وَفَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْيَانِ

خوش خو، کریم، سخی، عاشق تقویٰ
کریم الطبع اور تمام اسخیاء سے بڑھ کر سخی

فَاقَ الْوَرٰى بِكَمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ
وَجَلَالِهٖ وَجَنَانِهِ الرَّيَّانِ

اپنے کمال اور جمال اور جلال اور تازگی دل کے
سبب سے تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى
رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ
برگزیدہ کرام اور چنیدہ اعیان ہیں

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ
خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانِ

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپؐ کے وجود میں اپنے کمال کو
پہنچی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپؐ کی ذات پر ختم ہیں

وَاللهِ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ
وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

اللہ کی قسم! آنحضرتؐ شاہی دربار کے سب سے اعلیٰ افسر کیطرح ہیں
اور آپؐ ہی کے ذریعہ سے دربار سلطانی میں رسائی ہوسکتی ہے

يَارَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِ

اے میرے رب اپنے اس نبی پر ہمیشہ درود بھیج
اِس دنیا میں بھی اور دوسرے بعث میں بھی

يَاسَيِّدِيْ قَدْ جِئْتُ بَابَكَ لَاهِفًا
وَالْقَوْمُ بِالْاِكْفَارِ قَدْ اٰذَانِيْ

میرے آقا! میں سخت غمزدہ ہوکر تیرے دروازہ پر آیا ہوں
اور قوم نے مجھے کافر کہہ کر ستایا ہے

لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اِمَامَ الْعَالَمِ
اَنْتَ السَّبُوْقُ وَسَيِّدُ الشُّجْعَانِ

آفرین تجھے اے امامِ جہاں
تو سب سے بڑھا ہوا اور شجاعوں کا سردار ہے

اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَتَحَنُّنٍ
يَاسَيِّدِيْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

مجھ پر رحم اور محبت کی نظر کر!
اے میرے آقا میں تیرا ایک ناچیز غلام ہوں

يَاحِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً
فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِكِيْ وَجَنَانِيْ

اے میرے پیارے تیری محبت میری جان
میرے سر اور دماغ میں رچ گئی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 594)

❁

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات وارشادات کے حوالہ سے آپ کی قبولیت دعا کے بعض واقعات اور نشانات کا ایمان افروز تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اپنے فرستادہ کو بھیجا ہے۔ اس کی باتوں کو سنو کہ اسی میں برکت ہے اور اس سلسلے کی ترقی خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے اور اس کے ماننے سے ہی انسانیت کی بقا ہے۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے کہ وہ نشانوں کو سمجھنے والے بھی ہوں اور صرف نشانوں کا مطالبہ اپنی عقل اور خواہش کے مطابق کرنے والے نہ ہوں بلکہ وقت کی ضرورت اور زمانے کی آواز اور حالت جو خدا تعالیٰ کے فرستادے کی ضرورت کا اظہار کر رہی ہے اس کو سنیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو تلاش کر کے ماننے والے بھی ہوں تا کہ اس دنیا میں فسادوں کا خاتمہ ہو سکے

مکرم غلام قادر صاحب (مرحوم) درویش قادیان کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

اسی طرح مکرم مرزا محمد اقبال صاحب (مرحوم) درویش قادیان اور مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ (مرحوم) درویش قادیان کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21 ر نومبر 2014ء بمطابق 21 نبوت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات اور تحریرات پیش کروں گا جن میں آپ نے قبولیت دعا کے واقعات بیان کئے ہیں۔ یہ چند واقعات ہیں۔ ان میں نشانات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور نصیحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مجھے بھیجا ہے، اپنے فرستادہ کو بھیجا ہے۔ اس کی باتوں کو سنو کہ اسی میں برکت ہے اور اس سلسلے کی ترقی خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے اور اس کے ماننے سے ہی انسانیت کی بقا ہے۔

ایک جگہ نواب علی محمد خان صاحب رئیس لدھیانہ کے ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم رئیس لدھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ تا وہ کھل جاویں۔ (کچھ کاروباری پریشانیاں تھیں۔ فرماتے ہیں) جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے (ان کے کاروبار میں یا ان کے کام میں کمی کی جو وجہ بنی تھی وہ دور ہو گئی۔ فرمایا کہ میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دی۔ وہ دو چار دن میں کھل گئے) اور ان کو بشدت اعتقاد ہو گیا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ ان کا جو اعتقاد تھا مزید پختہ ہو گیا) پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط ان کی طرف سے آنے والا ہے۔ تب مَیں نے بلاتوقّف ان کی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کریں گے۔ دوسرے دن وہ خط آ گیا اور جب میرا خط ان کو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر (انہوں نے یہ سوچا کہ ان کے اس راز کی خبر) کسی کو نہ تھی۔ اور ان کا اعتقاد اس قدر بڑھا کہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے اور انہوں نے ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان متذکرہ بالا درج کر دیئے اور ہمیشہ ان کو پاس رکھتے تھے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) جب مَیں پٹیالہ میں گیا اور جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو میں وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانوں کے بارہ میں کچھ تذکرہ ہوا۔ تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چھوٹی سی کتاب اپنی جیب میں سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میرے ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں۔ اور جب کچھ مدت کے بعد ان کی موت سے ایک دن پہلے میں ان کی عیادت کے لئے لدھیانہ میں ان کے مکان پر گیا تو وہ بواسیر کے مرض سے بہت کمزور ہو رہے تھے۔ اور بہت خون آ رہا تھا۔ اس حالت میں وہ اٹھ بیٹھے اور اپنے اندر کے کمرہ میں چلے گئے اور وہی چھوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ مَیں نے بطور حرز جان رکھی ہے اور اس کے دیکھنے سے میں تسلی پاتا ہوں اور وہ مقام دکھلائے جہاں دونوں پیشگوئیاں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب قریب نصف کے یا زیادہ رات گزری تو وہ فوت ہو گئے"۔ یہ نشان اب بھی ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ اب تک (یہ باتیں جو انہوں نے اپنی ڈائری میں لکھی تھیں) ان کے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی"۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 258-257)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس جو اول درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور ان کی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہو گئی تھی۔ انہوں نے دعا کے لئے درخواست کی۔ تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے۔ قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے۔ اس الہامی عبارت کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بنا دے گا۔ مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا توڑ دے گا۔ (فرماتے ہیں کہ) چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سنایا گیا اور تھوڑے دن ہی گزر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی۔ (کام ان کے بحال ہو گئے اور بڑی ہی کشائش پیدا ہو گئی۔ فرمایا کہ) اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہو گئیں (بے انتہا مالی کشائش پیدا ہوئی) اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنا بنایا

کام ٹوٹ گیا۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 260-259)

الہام کے مطابق پہلے تو کاروبار میں ترقی ہوئی اور پھر کچھ عرصے کے بعد آہستہ آہستہ اس میں خرابی پیدا ہونی شروع ہوئی اور پھر کاروبار خراب ہو گیا۔

پھر آپ ایک جگہ اپنے بارے میں ہی فرماتے ہیں کہ: ''مجھے دو بیماریاں مدّت دراز سے تھیں۔ ایک شدید دردِسر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے (بڑی شدید سر درد ہوتی تھی۔ فرمایا) اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی لاحق ہو گیا (یعنی چکروں کی تکلیف بھی ہو گئی) اور طبیبوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ (دورے پڑتے ہیں مرگی کے۔ فرماتے ہیں کہ) چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے (یعنی مرگی کے دورے ان کو پڑنے لگ گئے) اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اس کا قد تھا (سیاہ رنگ کی بلا تھی۔ جانور کی شکل کی طرح تھی اور بھیڑ کے مطابق قد تھا۔) اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے۔ (یعنی مرگی کی بیماری ہے)۔ تب مَیں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دُور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی۔ صرف دورانِ سر کبھی کبھی ہوتا ہے (یعنی کبھی کبھی چکروں کی تکلیف ہوتی ہے) تا دو زرد چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ (مسیح موعودؑ کے بارے میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں ہوگا اور دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ پہلی تو یہی فرمائی۔ چکروں کی تکلیف۔ فرمایا) ''دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے۔ جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے (یعنی ٹیسٹ کرنے سے) بول میں شکر پائی گئی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کے رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے (آنکھوں کی بیماری ہو جاتی ہے) اور یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے۔ سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا۔ (یعنی آنکھوں کی بیماری کے متعلق الہام ہوا کہ) نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى ثَلٰثٍ۔ اَلْعَيْنِ وَعَلَى الْاُخْرَيَيْنِ۔ یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی آنکھ اور دو اور عضو پر۔ اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ سو ایک عمر گزری کہ مَیں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376-377)

یہاں ذیابیطس یعنی شوگر کی بیماری کا ذکر ہوا۔ گزشتہ دنوں ایک عرب احمدی نے خط لکھ کر پوچھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شوگر تھی تو پھر اتنے زیادہ روزے کیوں رکھے۔ یہ جو حضرت مسیح موعود اپنی بیماری کا ذکر فرما رہے ہیں یہ 1907ء میں فرمایا اور جہاں روزوں کا ذکر ہے وہاں دعوے سے بہت پہلے جوانی میں روزوں کا ذکر ہے۔ بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں نے جو لگاتار روزے رکھے تھے وہ جوانی میں رکھے تھے اور چالیس سال کے بعد تو ویسے بھی انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ اتنے میں رکھ نہیں سکتا تھا۔ اور اس وقت جو میری حالت تھی اس میں مجھ میں اتنی طاقت تھی کہ اگر میں چاہتا تو چار سال تک بھی روزے رکھ سکتا تھا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 257۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو بہرحال یہ جو شوگر ہے، یہ شوگر بعد میں شروع ہوئی۔ اور یہ جوانی کی بات ہے جب آپ نے لگاتار چھ مہینے روزے رکھے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کے بارے میں ایک (جگہ) بیان فرماتے ہیں۔ ان کا ذکر گزشتہ خطبے میں حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے ہوا تھا کہ جب ان کی وفات ہوئی ہے تو حضرت مصلح موعودؓ کو بڑا صدمہ پہنچا تھا۔ بہرحال ان کا ایک بڑا مقام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی بیماری کے دوران ان کے لئے دعا بھی کرتے رہے اور اسی بارے میں ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''سال گزشتہ میں یعنی 11/اکتوبر 1905ء کو (بروز چارشنبہ) ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے۔ ان کے لئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ 1۔ کفن میں لپیٹا گیا۔ 2۔ 47 برس کی عمر۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ 3۔ اِنَّ الْمَنَايَا لَا تَطِيْشُ سِهَامُهَا۔ یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ جب اس پر بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا۔ 4۔ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ۔ 5۔ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ یعنی اے لوگو! تم اس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو اور اس پر توکّل رکھو۔ کیا تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اس کے مرنے سے نہایت درجہ حرج ہوگا ایک شرک ہے اور اس کی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے۔ اس کے بعد مَیں خاموش ہو گیا اور سمجھ لیا کہ اس کی موت قطعی ہے۔ چنانچہ وہ گیارہ اکتوبر 1905ء کو بروز چارشنبہ بوقت عصر اس فانی دنیا سے گزر گئے۔ وہ درد جو اُن کے لئے دعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اس کو فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے۔ اس لئے اس نشان کے لئے سیٹھ عبدالرحمٰن کو منتخب کر لیا۔ اگرچہ خدا نے عبدالکریم کو ہم سے لے لیا تو عبدالرحمن کو دوبارہ ہمیں دے دیا۔ وہی مرض ان کے دامنگیر ہو گئی آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں سے شفایاب ہو گئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ (فرماتے ہیں کہ) میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے (سینکڑوں مرتبہ تجربہ کیا ہے) کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے (یہاں دعا کی جو روح ہے، جو فلاسفی ہے اس کا بھی پتا لگ گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ تو نبیوں کی بھی دعائیں بعض دفعہ اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے تو قبول نہیں ہوتیں لیکن اس کے مقابلے میں دوسری دعا قبول ہو جاتی ہے۔ تو فرمایا کہ) ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرۃ:107)''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 340-339)

یعنی جس کسی نشان کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسا نشان ہم اس دنیا میں لے آتے ہیں۔ کیا تُو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر امر پر جس کا وہ ارادہ کرے پورا قادر ہے۔

اب یہ آیت غیر احمدی تو اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ اس سے قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ کی گئی ہیں حالانکہ اس کے بڑے وسیع معنی ہیں، مختلف معنی ہیں۔ آپ یہاں بھی اس کو چسپاں کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نشان بھلا دیتے ہیں تو کوئی اور نشان اس کے مقابلے میں آ جاتا ہے۔ اگر ایک نشان ختم ہوتا ہے تو دوسرا نشان آ جاتا ہے۔ یا پھر یہ بھی اس کی تشریح ہے کہ پرانی شریعتوں کو منسوخ کیا تو اس کے بدلے میں، مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے نئی شریعت قرآن کریم دے دی جو دائمی رہنے والی ہے۔

پھر اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر قرآن کریم کی جو پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک پیشگوئی جو سواری کے متعلق ہے۔ اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر:05)۔ یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا۔ یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا۔ ایّام حج میں مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے۔ اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل تیار ہو جائے گی تب اس سفر پر یہ صادق آئے گا کہ لَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 206-205)

ابھی تک لوگ یہی کہتے ہیں کہ جی وہاں تو ریلوے نہیں ہے۔ لیکن وہاں ایک پراجیکٹ ہے جو اَب شروع ہوا ہوا اور ان کا خیال ہے کہ 2015ء کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ مکّہ اور مدینہ

کے درمیان میں ریلوے لائن بن رہی ہے اور یہ بڑی فاسٹ ٹرین ہوگی۔ تو نبی کے منہ سے جو باتیں نکلی ہوتی ہیں وہ پوری تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے چاہے بعض دفعہ وہ کچھ وقت کے بعد وہ پوری ہوں لیکن بہرحال سواریاں تو بیکار وہاں ہوئیں کیونکہ اس کی جگہ بسیں اور کاریں استعمال ہو رہی تھیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ریلوے لائن بھی اب بچھ رہی ہے۔ کام ہو رہا ہے اور وہ بھی شروع ہو جائے گی۔

پھر اسلام کے ایک دشمن جس کی بدزبانیوں کی وجہ سے آپ نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے۔ اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آپ نے اس کے انجام کا اعلان کیا۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں۔ اوّل یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا۔ دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے کلام سے باز آ جائے گا جو اس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ مہینے کے اندر نہیں مرے گا۔ اور جیسا کہ مَیں لکھ چکا ہوں۔ موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب 'اندرونہ بائبل' نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا (نعوذ باللہ) اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مرنے کے لئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی۔ مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ''بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔'' مگر آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔ اس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستّر آدمی ہیں۔ جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب اب تک ان میں سے زندہ ہوں گے جن کے رُوبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ منہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اس کھلے کھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ یا ستّر آدمیوں کے رُوبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اس نے رجوع نہیں کیا۔ تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا (یعنی بنیاد تو اس کی ساری یہ تھی کہ دجّال کہا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اسی وجہ سے اس پہ نازل ہونا تھا) اور اسی بناء پر پیشگوئی تھی۔ اور اسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا۔ مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں۔ (یہ تو کہیں پیشگوئی میں نہیں لکھا تھا کہ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ مقصد یہ تھا کہ اس لفظ سے وہ انکاری ہو جائے گا اور توبہ کر لے گا۔ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں) پس جب اس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا۔ الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جبتک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچے گا۔ (یہ تو الہام میں نہیں کہا گیا تھا کہ جب تک اسلام نہیں لائے گا ہلاکت سے نہیں بچے گا۔ فرمایا)'' کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے عیسائی شریک ہیں۔ خدا اسلام کے لئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلاں شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلاں مدّت تک مر جاوے گا۔ (کیونکہ اسلام لانا تو پھر جبر ہو گیا۔ یہ تو بہت ساری دنیا ہے جو اسلام نہیں لاتی۔ اسلام کو قبول نہیں کرے گی یا نہیں کرتی اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مر جائے گی۔ نہ اسلام میں کوئی جبر ہے اور نہ یہ پیشگوئی کا مقصد تھا۔ فرماتے ہیں کہ) دنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو منکر اسلام ہیں اور جیسا کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا میں نہیں آ سکتا بلکہ اس گناہ کی باز پرس صرف قیامت کو ہوگی۔ پھر آتھم کی اس میں کونسی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکار اسلام اس کی موت کی پیشگوئی کی گئی اور دوسروں کے لئے نہیں کی گئی۔ بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدّس کی نسبت دجّال کا لفظ استعمال کیا تھا۔ جس قول سے اس نے ساٹھ یا ستّر انسانوں کے روبرو رجوع کیا، (توبہ کی) جن میں سے بہت سے شریف اور معزز تھے جو اس مجلس میں موجود تھے۔ پھر جبکہ اس نے اس لفظ سے رجوع کر لیا بلکہ بعد اس کے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہو گیا مگر صرف اسی قدر کہ اس کی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہوگئی اور میری زندگی میں ہی مر گیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ میں تھی اس کی رُو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جھوٹا ثابت ہوا تو کیا ابتک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بیشک پوری ہوگئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے۔ (جب یہ سارا کچھ پورا ہو گیا تو پھر بھی باز نہیں آتے۔) اگر وہ چاہیں تو آتھم کے رجوع پر مَیں چالیس آدمی کے قریب گواہ پیش کر سکتا ہوں اور اسی وجہ سے اس نے قسم بھی نہ کھائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور ہمیں اس بحث کو طُول دینے کی ضرورت نہیں۔ آتھم اب زندہ موجود نہیں۔ گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ وہ مر چکا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 221 تا 223)

یہ آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرما رہے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم کی برکات انسانوں کی طاقت سے بہت برتر ہیں اور ماننے والوں کو نشان دکھا کر وہ یقینی معرفت عطا فرماتا ہے۔ اور پھر اس برکت سے معجزات ظہور میں آتے ہیں۔ بڑے عجیب عجیب نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 402)

آپ فرماتے ہیں کہ ''مَیں ان قرآنی برکات کو قصے کے طور پر بیان نہیں کرتا۔ (قرآن کریم کی جو برکتیں ہیں وہ صرف قصہ کہانیاں نہیں ہیں) بلکہ مَیں وہ معجزات پیش کرتا ہوں جو مجھ کو خود دکھائے گئے ہیں۔ وہ تمام معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں بلکہ غالباً وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا تھا کہ جو شخص میرے اس کلام کی پیروی کرے وہ نہ صرف اس کتاب کے معجزات پر ایمان لائے گا بلکہ اس کو بھی معجزات دیئے جائیں گے۔ سو میں نے بذات خود وہ معجزات خدا کے کلام کی تاثیر سے پائے جو انسانوں کی طاقت سے بلند اور محض خدا کا فعل ہیں۔ وہ زلزلے جو زمین پر آئے۔ اور وہ طاعون جو دنیا کو کھا رہی ہے۔ (اس زمانے میں بہت شدید طاعون تھی) وہ انہیں معجزات میں سے ہیں جو مجھ کو دیئے گئے۔ مَیں نے ان آفات کے نام و نشان سے پچیس برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ان حوادث کی خبروں کو بطور پیشگوئی شائع کر دیا تھا کہ یہ آفتیں آنے والی ہیں سو وہ تمام آفات آ گئیں اور ابھی بس نہیں بلکہ آنے والی آفات ان آفات سے بہت زیادہ ہیں۔ (ابھی تو بہت ساری آفتیں آنی ہیں) اور بعض نئی وبائیں بھی ہیں جو پہلے اس سے کبھی اس ملک میں ظاہر نہیں ہوئیں اور وہ ڈرانے والی اور دہشتناک ہیں اور ایک سخت اور خوفناک قسم کی طاعون بھی ظاہر ہونے والی ہے جو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں ظاہر ہوگی اور نہایت پریشان کرے گی۔'' (پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ یہ نشانات بند نہیں ہوئے۔ فرمایا) ''ایک سخت اور خوفناک قسم کی طاعون بھی ظاہر ہونے والی ہے جو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں ظاہر ہوگی اور نہایت پریشان کرے گی۔ شاید اب کے سال یا دوسرے سال میں اور ایک زلزلہ بھی آنے والا ہے جو ناگہانی طور پر آئے گا اور سخت آئے گا''۔ (اور اب دنیا کے جو عمل ہیں اور جس طرح خدا سے دُور ہٹ رہے ہیں اور نہ صرف دُور ہٹ رہے ہیں بلکہ ظلم بھی کر رہے ہیں۔ ان آفات کو پھر بلانے کے لئے خود ان کے عمل جلدی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور احمدیوں کو دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے عملوں کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ) ''معلوم نہیں کہ کسی حصہ ملک میں یا عام ہوگا۔ اگر دنیا کے لوگ خدا سے ڈریں تو یہ آفات ٹل بھی سکتی ہیں کیونکہ خدا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ وہ اپنے حکموں کو جاری بھی کر سکتا ہے اور ٹال بھی سکتا ہے مگر بظاہر کچھ امید نہیں کہ لوگ خدا سے ڈریں کیونکہ دل حد سے زیادہ سخت ہو گئے ہیں اور مجھے ان پیشگوئیوں کے پیش از وقت سنانے کی وجہ سے ان کے متنبہ ہونے کی کچھ توقع نہیں۔ اور بجز اس کے کوئی امید نہیں کہ ٹھٹھا کیا جائے گا اور یا گالیاں دی جائیں گی اور یا ہم اس بات سے متہم کئے جائیں گے (ہمیں الزام دیا جائے گا) کہ لوگوں میں تشویش پھیلاتا ہے''۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 403)

یہ نہیں کہ جو غیر دنیا ہے بلکہ مسلمانوں کا اپنا حال بھی یہی ہے کہ مسلمان ملکوں میں بعض خاص طور پہ خدا سے دُور ہو رہے ہیں اور جس طرح آپ نے فرمایا کہ جو کہہ رہا ہے صحیح رستے پر چلو اس سے ہنسی ہوگی، ٹھٹھا ہوگا اور اس پر یہ کہا جائے گا کہ یہ فساد پھیلانے کی یا تشویش پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بلکہ اب تو گزشتہ دنوں یہ خبر تھی کہ ایک بڑے مولوی صاحب نے (مولوی کا نام نہیں مجھے یاد رہا) پاکستان میں کہا کہ یہ جو ہے ناں کہ امام مہدی نے آنا ہے۔ کوئی کسی نے نہیں آنا اور نہ وہ پیدا ہوا ہے، نہ پیدا ہوگا۔ بلکہ استہزائیہ رنگ میں پھر کہا کہ اگر پیدا ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ

کرے وہ جلدی ختم ہو جائے کیونکہ ہم مزید فساد فتنے برداشت نہیں کر سکتے۔ تو یہ تو بہر حال اب ان کی سوچیں ہیں۔

پھر مسلمانوں کو جہالت سے بچنے، اللہ تعالیٰ کی آواز کو سننے، اپنی حالتوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اس وقت اسلام جس چیز کا نام ہے اس میں فرق آ گیا ہے۔ تمام اخلاق ذمیمہ بھر گئے ہیں۔ (یعنی برے اخلاق بھر گئے ہیں) اور وہ اخلاص جس کا ذکر مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ میں ہوا ہے آسمان پر اٹھ گیا ہے۔ (کوئی اخلاص نہیں رہا۔) خدا تعالیٰ کے ساتھ صدق، وفاداری، اخلاص، محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہو گئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سرے سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔ وہ خدا جو ہمیشہ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا کرتا رہا ہے اس نے ارادہ کیا ہے اور اس کے لئے کئی راہیں اختیار کی گئی ہیں۔ ایک طرف مامور کو بھیج دیا گیا جو نرم الفاظ میں دعوت کرے اور لوگوں کو ہدایت کرے۔ (یعنی اپنے آنے کے بارے میں فرما رہے ہیں) دوسری طرف علوم وفنون کی ترقی ہے اور عقل آتی جاتی ہے...... (یعنی ذہن مزید کھل رہے ہیں۔ علوم و فنون کی ترقی ہو رہی ہے۔ فرمایا) ...... اتمام حجت کے لئے آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے۔ (بہت سارے نشانات جو آپ کے زمانے میں بھی، طوفانوں کے بھی، چاند سورج گرہن کے بھی، زلزلوں کے بھی ظاہر ہوئے۔ پھر فرمایا:) ...... اور پھر قہری نشانات کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے جن میں سے طاعون کا بھی ایک نشان ہے اور اب جو اس شدت سے پھیل رہی ہے۔ (اس زمانے میں جو تھی کبھی گزشتہ نسلوں نے نہ دیکھی ہوگی) اور بہت سے لوگ ہیں جو ان نشانات اور آیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کوئی دن نہیں جاتا کہ لوگ بذریعہ خطوط یا خود حاضر ہو کر داخل بیعت نہیں ہوتے۔ اگرچہ دنیا میں فسق وفجور اور شوخی و آزادی اور خودرَوی بہت بڑھ گئی ہے تاہم یہ لوگ جو ہمارے سلسلے میں آتے ہیں یہ بھی اسی جماعت میں سے نکل نکل کر آتے ہیں۔ (انہی لوگوں میں سے آرہے ہیں۔) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھی انہی میں ملے ہوئے ہیں۔ (یعنی نیک فطرت لوگ بھی ان میں موجود ہیں۔ یہی نہیں کہ سارے بگڑے ہوئے ہیں۔) خدا تعالیٰ ان لوگوں کو نکال لے گا اور ان کو سمجھ دے گا اور کچھ طاعون کا نشانہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر دنیا کا انجام ہوگا اور اتمام حجت ہو گی۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 352 تا 354۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس آپ نے فرمایا کہ پڑھے لکھے لوگ، سعید فطرت لوگ آرہے ہیں اور اس کا تعلیم کی وجہ سے اثر ہے، دماغوں کے ذہنوں کے کھلنے کا اثر ہے جس کی وجہ سے وہ اس تعلیم کو سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو سمجھتے ہیں اور پھر اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور ہر علاقے میں اور ہر طبقے میں ہر ملک میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں ہزاروں بلکہ اب تو لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔ ''یاد رکھو کہ ان معجزات اور پیشگوئیوں کی نظیر جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ظاہر ہو رہے ہیں کمیت اور کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کر سکو گے خواہ تلاش کرتے کرتے مر بھی جاؤ۔'' (نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 462) (بلکہ اب تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں بھی ایک ایسے نشانات بن چکے ہیں جن میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہر روز ہم دیکھتے ہیں۔)

ایک نو مسلم نے آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بڑی دلیری سے نشان مانگا کہ کیا نشان ہے مجھے دکھائیں، اپنی ماموریت کا بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ''ہر ایک مامور کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ دل میں ڈالا جاتا ہے وہ اس کی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہی بالکل سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دنیا میں مامور کر کے بھیجتا ہے تو اس کی تائید میں خارق عادت نشان بھی ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ اس جگہ بھی اس نے میری تائید کے لئے بہت سے نشان ظاہر کئے ہیں جن کو لاکھوں انسانوں نے دیکھا ہے اور وہ اس پر گواہ ہیں تاہم مَیں اپنے خدا پر کامل یقین رکھتا ہوں کہ اس نے انہیں نشانوں پر حصر نہیں کیا۔ (یہی کافی نہیں ہو گئے) اور آئندہ اس سلسلے کو بند نہیں کیا۔ وقتاً فوقتاً وہ اپنے ارادے سے جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے۔ ایک طالب حق کے لئے وہ نشان تھوڑے نہیں ہیں مگر اس پر بھی اگر دل شہادت نہ دے۔ (یعنی جو نشانات ہو چکے ہیں فرمایا کہ وہ تھوڑے نہیں ہیں لیکن اگر اس پر بھی دل شہادت نہیں دیتا، مانتا نہیں ہے کہ ایک شخص واقعی طالب حق ہے اور صدق نیت سے اگر دل سے اس پر بھی شہادت نہ دے) کہ ایک شخص واقعی طالب حق ہے اور صدق نیت سے وہ نشان کا خواہشمند ہے تو ہم اس کے لئے توجہ کر سکتے ہیں۔ (اور تم صدق دل سے یہ سمجھتے ہو کہ حق کو تم نے ماننا ہے تو پھر بتاؤ۔ فرمایا کہ ہم توجہ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے دعا کریں گے) اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں کہ کوئی امر ظاہر کر دے گا۔ لیکن اگر یہ بات نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے پہلے نشانوں کی بے قدری کی جاوے اور انہیں ناکافی سمجھا جاوے تو توجہ کے لئے جوش پیدا نہیں ہوتا اور ظہورِ نشان کے لئے ضروری ہے کہ اس میں توجہ کی جاوے اور اقبال الی اللہ کے لئے جوش ڈالا جاوے۔ (مطلب اگر ان نشانوں کی بے قدری کر رہے ہو۔ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہے تو پھر نہ تمہارے لئے نشان ظاہر ہوگا، نہ تمہارے لئے نشان ظاہر ہونے کے لئے کوئی دعا ہوگی۔ تمہارا انجام پھر بد ہی ہوگا۔ فرمایا کہ اگر ناکافی سمجھا جاوے تو توجہ کے لئے جوش پیدا نہیں ہوتا اور ظہورِ نشان کے لئے ضروری ہے کہ اس میں توجہ کی جاوے اور اقبال الی اللہ کے لئے جوش ڈالا جاوے۔) اور یہ تحریک اس وقت ہوتی ہے جب ایک صادق اور مخلص طلبگار ہو۔ (اگر طلب میں سچائی ہے۔ ماننے کی نیت ہے تب تو نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ صرف آزمانے کے لئے نہیں۔ پھر فرمایا کہ) یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نشان عقلمندوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے نشان نہیں ہوتے جو عقل سے کوئی حصہ نہیں رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہدایت محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو اور وہ فضل نہ کرے تو خواہ کوئی ہزاروں ہزار نشان دیکھے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ پس جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ نشانات گزشتہ سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا ہے، ہم آئندہ کے لئے کیا امید رکھیں۔ (فرمایا کہ) نشانات کا ظاہر ہونا یہ ہمارے اختیار میں تو نہیں ہے اور نشانات کوئی شعبدہ باز کی چابک دستی کا نتیجہ تو نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرضی پر موقوف ہے۔ اور وہ جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس وقت جو سوال نشان نمائی کا کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہی ڈالا ہے کہ یہ اقتراح اسی قسم کا ہے جیسا ابوجہل اور اس کے امثال کیا کرتے تھے۔ (یعنی یہ سوال اور مطالبہ جو ہے یہ اسی قسم کا ہے جیسے ابوجہل اور اس کی طرح کے دوسرے لوگ کرتے تھے) انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نشان صادر نہیں ہوئے تھے۔ اگر کوئی ایسا اعتقاد کرے تو وہ کافر ہے۔ آپ کے ہاتھ پر لاانتہا نشان ظاہر ہوئے مگر ابوجہل وغیرہ نے ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اسی طرح پر یہاں نشان ظاہر ہو رہے ہیں جو طالب حق کے لئے ہر طرح کافی ہیں لیکن اگر کوئی فائدہ نہ اٹھانا چاہے اور ان کو ردّی میں ڈالا جائے اور آئندہ خواہش کرے اس سے کیا امید ہو سکتی ہے؟ (یعنی کہ وہ پہلے نشانات تو نہ دیکھے اور مزید کی خواہش کرتا رہے تو اس سے کیا امید ہو سکتی ہے) وہ خدا تعالیٰ کے نشانات کی بے حرمتی کرتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 445-444۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے تو بے شمار جگہ پر یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ قادیان میں آتے ہیں۔ غیر جو آتے ہیں غیر مذہب کے لوگ آتے ہیں ان کا آنا بھی نشان ہے کہ کس کس طرح آتے ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 219-218۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور پھر آپ نے فرمایا کہ بے شمار زمینی اور آسمانی نشان جن کا ذکر ہو چکا ہے ہوتے ہیں۔

اب آجکل دنیا کی جو توجہ پیدا ہو رہی ہے اور جماعت کا پیغام بھی سن رہے ہیں یہ بھی نشانوں میں سے ایک نشان ہے کہ میڈیا کی طرف کسی بھی بہانے سے کسی بھی وجہ سے توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ بہر حال نشانات تو ہر عقلمند کے لئے ہر روز ظاہر ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں ان کے لئے ذلت اور

خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افتراء ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزار ہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے۔ اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجالائے۔ خدا تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا (نشان دیکھ لیا تو پھر اجر کیسا) اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ (اگر تو اللہ تعالیٰ پر یقین ہے اور سب کچھ پتا ہے کہ حالات ایسے ہیں اور پھر ماننا ہے تو تبھی اللہ تعالیٰ پر یقین ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حالات کے مطابق زمانے میں اپنے وعدے کے موافق اپنا فرستادہ بھیجا ہے۔ فرمایا) مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی۔ تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے (میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے) اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکَم بناتا ہے (یعنی اپنے ذاتی خواہشات یا نفسانی خواہشات جو ہیں ان کو چھوڑنے اور لینے کے لئے مجھ سے فیصلہ لیتا ہے کہ میں کیا کہتا ہوں) اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے۔ (انانیت اس میں کوئی نہیں) مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا (جو نشانوں کے طالب ہیں وہ اعلیٰ قسم کے خطابات جو ہیں اور جو عزت والے مرتبے ہیں وہ نہیں پا سکتے۔ صرف وہی مرتبے پائیں گے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پالیا، پہچان لیا) اور جو اللہ جلشانہٗ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا اس کی خوشبو ان کو آ گئی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدائی دور میں پہچانا) انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے۔ باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرائے میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ (شہزادے کو فقیروں کے لباس میں دیکھے اور پھر پہچان لے) مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں۔ (یہ عقل کسی کو دوں)۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے۔ وہ جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے۔ انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں اور یہی باتیں ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ (یہی باتیں ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی ہے وہ ہدایت پا جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے، کجی ہے وہ اس میں اور بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ) اب میں جانتا ہوں کہ نشانوں کے بارے میں مَیں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بات صحیح راست ہے کہ اب تک تین ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ وہ امور میرے لئے خدا تعالیٰ سے صادر ہوئے ہیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور آئندہ ان کا دروازہ بند نہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 350-349)

اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے کہ وہ نشانوں کو سمجھنے والے بھی ہوں اور صرف نشانوں کا مطالبہ اپنی عقل اور خواہش کے مطابق کرنے والے نہ ہوں بلکہ وقت کی ضرورت اور زمانے کی آواز اور حالت جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی ضرورت کا اظہار کر رہی ہے، اس کو سنیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو تلاش کر کے ماننے والے بھی ہوں تا کہ اس دنیا میں فسادوں کا خاتمہ ہو سکے۔

آج ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم غلام قادر صاحب درویش قادیان ابن مکرم عبدالغفار صاحب مرحوم کا ہے۔ یہ 12 رنومبر 2014ء کو نوّے سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تین سو تیرہ درویشوں میں شامل تھے۔ تاریخ احمدیت میں ان کا درویشوں میں 189 نمبر ہے۔ اپریل 1925ء میں بمقام شادیوال گجرات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ملازمت کو چار سال ہوئے تھے کہ حفاظت مرکز کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر کہ نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں قادیان آئے۔ 1947ء میں یہاں حاضر ہو گئے۔ تبلیغ کا بھی بڑا شوق تھا۔ سکھوں کو خاص طور پر تبلیغ کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بہت نادر اور نایاب کتب اور حوالہ جات بھی جمع کئے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک خواب دیکھی تھی کہ ان کی عمر تقریباً نوّے سال ہوگی۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ ان کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی جو ہے وہ مکرم ظفر اللہ پونتو صاحب جو انڈونیشیا کے مربی سلسلہ ہیں ان سے بیاہی ہوئی ہیں۔ ان کے بیٹے نے لکھا کہ درویشی کے دوران معمولی وظیفہ تھا پھر بھی محنت مزدوری کر کے اپنی بیوہ والدہ اور تین بہنوں کو گزارے کی رقم بھجوایا کرتے تھے کیونکہ یہ بھائی بہنوں میں بڑے تھے۔ ہمارے مربی کلیم طاہر صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ 1997ء کے رمضان میں قادیان گیا۔ اعتکاف بیٹھنے کا موقع ملا تو یہ وہاں میرے ساتھ تھے۔ کہتے ہیں دوران گفتگو کشمیری چائے کا ذکر ہو گیا کہ مجھے پسند ہے۔ اس کے بعد روزانہ ان کے گھر سے جو چائے آتی تھی اس کی تھرمس کہتے ہیں مجھے دے دیا کرتے تھے۔ پھر ان مربی صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تو یہ اس عرصے میں قادیان سے ربوہ گئے۔ وہاں جا کے کہتے ہیں کہ بڑے جذباتی رنگ میں میرے پاس آ کے طبیعت بھی پوچھی اور روتے بھی رہے۔ دعائیں بھی کرتے رہے۔ باوجود بیماری کے اور کمزوری کے نظر بھی کم آتا تھا، نظر خراب ہو گئی تھی آخری وقت تک مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کیا کرتے تھے کہ مجھے یہیں سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کے علاوہ دو اور درویش بھی ہیں جو چند ماہ پہلے فوت ہوئے تھے۔ ان کا جنازہ غائب تو پہلے پڑھا گیا تھا لیکن ذکر خیر نہیں ہوا تھا۔ ان کا بھی آج ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ احباب ان کو اور ان کی اولادوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان درویشوں نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہوئی ہیں۔ ایک لمبا عرصہ بڑی غربت میں، بڑے معمولی حالات میں، بڑے معمولی گزارے پر قادیان میں گزارا ہے اور شعائر اللہ کی حفاظت کا حق ادا کیا ہے۔ ان میں سے ایک تو مرزا محمد اقبال صاحب ہیں جو مرزا آدم بیگ صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ 11 جون 2014ء میں فوت ہوئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے دادا حضرت مرزا رسول بیگ صاحب صحابی تھے۔ نانا حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب بھی صحابی تھے۔ یہ ابتدائی تین سو تیرہ (313) درویشان میں سے تھے۔ شفاخانہ قادیان میں لمبا عرصہ ڈینٹسٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ پھر دفاتر میں کارکن کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ نیک، عبادت گزار، ملنسار، مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ انتہائی بہادر، نڈر اور اچھے تیراک تھے۔ موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

پھر چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ ہیں۔ یہ 26 رجولائی کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ چوہدری نور علی صاحب چیمہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حفاظت مرکز کے لئے احباب جماعت کو تحریک فرمائی تو چونکہ آپ برطانوی فوج میں رہ چکے تھے اس لئے آپ نے اپنی خدمات پیش کیں اور درویشی کی سعادت پائی۔ باوجود پیرانہ سالی کے لمبا عرصہ بیساکھی کے سہارے مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ مخلص، خوش مزاج، زندہ دل، شفیق اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ موصی تھے۔ پسماندگان میں ضعیف العمر اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے ان کے چوہدری منصور احمد چیمہ صاحب واقف زندگی ہیں اور قادیان میں ناظم جائیداد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اب نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ ❁

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالے سے خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارفع مقام، آپ کی بلند شان اور حضور علیہ السلام کی اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا دلنشیں تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم فروری 2013ء بمطابق یکم تبلیغ 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○۔

گزشتہ سے پچھلے جمعہ بارہ ربیع الاول تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالے سے مَیں نے بتایا تھا کہ پاکستان میں میلاد النبیؐ کے جلسے اور جلوس منعقد ہو رہے ہیں۔ جن میں خاص طور پر پاکستان میں سابقہ تجربہ کی بنا پر میں نے کہا تھا کہ یہ قوی امکان ہے کہ سیرت اور عشقِ رسول کا کم ذکر ہو اور خاص طور پر ربوہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کے خلاف مغلّظات اور دریدہ دہنی کا زیادہ اظہار ہوگا۔ چنانچہ جو رپورٹس آئیں، وہی کچھ ہوا۔ جلسے کئے گئے، ربوہ کی گلیوں میں جلوس نکالے گئے اور مغلّظات بکی گئیں۔ اُن کو سب کچھ کہنے کی آزادی ہے۔ احمدیوں کو اللہ اور رسول کا نام لینے کی بھی آزادی نہیں۔ بہرحال یہ علماءِ سُوء کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ قوم پر بھی رحم فرمائے کہ ان نام نہاد علماء کے چنگل سے آزاد ہوں۔ یہ گالیاں بکنا تو ان نام نہاد علماء کا کام ہے، یہ بکتے رہیں گے۔ اور یہ بات کہ یہ گالیاں بکیں یا روکیں ڈالیں، جماعت کی ترقی میں یہ روکیں کوئی کردار ادا نہیں کر سکتیں بلکہ ہر مخالفت جماعت کی ترقی کے قدم پہلے سے آگے بڑھاتی ہے۔

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند تحریرات آپ کے سامنے رکھوں گا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے آقا و مطاع سے عشق و محبت اور غیرت کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے نمونے ملتے ہیں۔ ایک طرف یہ مخالفین ہیں جو دریدہ دہنی کر رہے ہیں۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرماتے ہیں۔

تمام انبیاء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مُربیِ اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فسادِ اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحیدِ گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر یک گمراہ کے شبہات مٹائے جس نے ہر یک ملحد کے وساوس دور کئے اور سچا سامانِ نجات کا............اصولِ حقہ کی تعلیم سے ازسرِنو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے کہ اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے اس کا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تواریخ بتلاتی ہے۔ کتابِ آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں‘‘۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 97 حاشیہ)

براہین احمدیہ کا یہ حوالہ ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کی عظمت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’حضرت موسیٰ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کے مرتبۂ عالیہ تک پہنچ سکے۔ توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ میں سب اسرائیلی نبیوں سے بہتر اور فائق تر تھے۔ جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت میں لکھا ہے کہ موسیٰ سارے لوگوں سے جو رُوئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھا۔ سو خدا نے توریت میں موسیٰ کی بردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہ کلمات بیان نہیں فرمائے۔ ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5)۔ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاقِ کاملہ تامّہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ

درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء :114)۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا''۔ (براہین احمدیہ۔ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 605-606 حاشیہ در حاشیہ)

یہ بھی براہین احمدیہ کا حوالہ ہے۔

پھر جو اعلیٰ درجہ کا نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا، اُس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔......اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ. وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (الانعام :163-164) وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ. وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام :154)۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:32)۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ (آل عمران:21)۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (المومن:67)

یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مَیں اوّل المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنافی اللہ ہو۔ جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو''۔ ''خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اُس کو واپس دینے والا''، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سپرد جتنے بھی کام کئے ہیں، جو ذمہ داریاں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد جو فرائض و حقوق تھے، اُن کی ادائیگی کی جو انتہا ہو سکتی تھی وہ آپ نے فرمائی۔

فرمایا: ''اس آیت میں اُن نادان موحّدوں کا ردّ ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلّی ثابت نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن متّی سے بھی زیادہ فضیلت دی جائے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو'' (اول تو حدیث کا پتہ نہیں صحیح ہے کہ نہیں۔ لیکن اگر مان لیا جائے کہ صحیح بھی ہو) ''تب بھی وہ بطور انکسار اور تذلّل ہے جو ہمیشہ ہمارے سیّد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ ہر ایک بات کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے۔ اگر کوئی صالح اپنے خط میں احقر عباد اللہ لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت تمام دنیا یہاں تک کہ بت پرستوں اور تمام فاسقوں سے بدتر ہے اور خود اقرار کرتا ہے کہ وہ احقر عباد اللہ ہے کس قدر نادانی اور شرارت نفس ہے۔ غور سے دیکھنا چاہئے کہ جس حالت میں اللہ جلّ شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اوّل المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس دینے والا آنحضرت صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اس کے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ میں کسی طرح کا جرح کر سکے۔ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَعْظَمَ شَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔'' فرماتے ہیں، فارسی شعر ہے کہ

''موسیٰ و عیسیٰ ہمہ خیلِ تو اَند   جملہ درین راہ طفیلِ تو اَند''

(یعنی موسیٰ اور عیسیٰ سب تیرے ہی گروہ میں سے ہیں اور سب اس راہ میں تیرے ہی طفیل سے ہیں۔)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''پھر بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ جلّشانہٗ اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان کو کہہ دے کہ میری راہ جو ہے وہی راہ سیدھی ہے سو تم اس کی پیروی کرو اور اَور راہوں پر مت چلو کہ وہ تمہیں خدا تعالیٰ سے دور ڈال دیں گی۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ۔ میرے پیچھے چلنا اختیار کرو۔ یعنی میرے طریق پر جو اسلام کی اعلیٰ حقیقت ہے قدم مارو۔ تب خدا تعالیٰ تم سے بھی پیار کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ ان کو کہہ دے کہ میری راہ یہ ہے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کو سونپ دوں اور اپنے تئیں ربّ العالمین کے لئے خالص کرلوں۔ یعنی اس میں فنا ہو کر جیسا کہ وہ ربّ العالمین ہے مَیں خادم العالمین بنوں اور ہمہ تن اُسی کا اور اُسی کی راہ کا ہو جاؤں۔ سو مَیں نے اپنا تمام وجود اور جو کچھ میرا تھا خدا تعالیٰ کا کر دیا ہے۔ اب کچھ بھی میرا نہیں جو کچھ میرا ہے وہ سب اس کا ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-165)

یہ حوالہ جو مَیں نے پڑھا ہے یہ آئینہ کمالاتِ اسلام کا ہے۔

پس یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے اور یہ اُسوہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ اب دیکھیں ہمارے مخالفین کا یہ اُسوہ ہے کہ وہ تو رحمت لے کر آئے تھے اور یہ لوگ کلمہ گوؤں کو بھی اذیتیں پہنچانے والے ہیں۔

پھر آپ کے فیض اور نبوت کی وسعت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''موسیٰ اور عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے۔ تین خدا نہیں ہیں۔ مگر مختلف تجلّیات کی رُو سے اُسی ایک خدا میں تین شانیں ظاہر ہو گئیں۔ چونکہ موسیٰ کی ہمّت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی اس لئے موسیٰ پر تجلّی قدرتِ الٰہی اُسی حد تک محدود رہی۔ اور اگر موسیٰ کی نظر اُس زمانہ اور آئندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی محدود اور ناقص نہ ہوتی جو اَب ہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی ہمّت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو اُن کی نظر کے سامنے تھے اور دُوسری قوموں اور آئندہ زمانہ کے ساتھ اُن کی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا۔ اس لئے قدرت الٰہی کی تجلّی بھی اُن کے مذہب میں اُسی حد تک محدود رہی جس قدر اُن کی ہمّت تھی۔ اور آئندہ الہام اور وحی الٰہی پر مُہر لگ گئی۔ اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی، تمام دُنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی اس لئے انجیل بھی

عام اصلاح سے قاصر ہے۔ بلکہ وہ صرف ان یہودیوں کی موجودہ بداخلاقی کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے۔ اور جو دُوسرے ممالک کے رہنے والے یا آئندہ زمانہ کے لوگ ہیں اُن کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر انجیل کو تمام فرقوں اور مختلف طبائع کی اصلاح مدّ نظر ہوتی تو اس کی یہ تعلیم نہ ہوتی جو اَب موجود ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دُوسری طرف خود ایجاد غلطیوں نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ نخواہ خدا بنایا گیا اور کفّارہ کا مَن گھڑت مسئلہ پیش کر کے عملی اصلاحوں کی کوششوں کا یکلخت دروازہ بند کر دیا گیا۔

اب عیسائی قوم دوگونہ بدقسمتی میں مبتلا ہے۔ ایک تو اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مُہر لگ گئی۔ اور دُوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفّارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا۔ مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اُس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غم خواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان'' (زمانے کے لحاظ سے بھی، جگہ کے لحاظ سے بھی) ''اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لئے قدرت کی تجلّیات کا پُورا اور کامل حصّہ اُس کو ملا اور وُہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اُس سے کوئی رُوحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتَم ہے بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اُس کے کوئی نبی صاحبِ خاتَم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمّت اور ہمدردی نے اُمّت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختمِ رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل مُلہَم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ مگر ظلّی نبوّت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمّت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ کے دروازے کُھلے رہیں اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔ کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمّتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں''۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 28 تا 30)

یہ حوالہ حقیقۃ الوحی کا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور تربیت کی وجہ سے صحابہ کرام کے مقام کی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں وہ جوشِ عشقِ الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر اُن کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹائے۔ کیا کوئی پہلی اُمّت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں نے بھی صدق اور صفا دکھلایا''۔

پھر آپ نے حضرت موسیٰ کی بھی مثال دی کہ اُن کی قوم میں بھی نظر نہیں آتا۔ پھر فرمایا:

''حضرت مسیح کے صحابہ کا حال سنو۔...... جس قدر حواری تھے، وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور بزدلی اُن پر غالب آ گئی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ روح اُن میں پھونک دی اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے اُن میں اس قدر تبدیلی کر دی۔ یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت اُن کی تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو اُن سے ظہور میں نہیں آئی تھی اور یا اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا اُن کے اندر سکونت پذیر ہو گیا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اُس پاک نبی کی تھی جو اُن لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی۔ اور جو لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہوئے اُس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اُس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرّع کا اثر تھا جو مکّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ اور مکّہ کی زمین بول اُٹھی کہ مَیں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اُس کی آہ وزاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے۔ اُس کو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں''۔ (کوئی ہدایت پاتا ہے یا گمراہ ہوتا ہے اُس کو پرواہ نہیں)۔ ''پس یہ نورِ ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی''۔ (یہ آپ کی دعائیں تھیں جو سینے سے اُبل رہی تھیں کہ دنیا ہدایت پا جائے۔) فرمایا ''ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہوگئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا۔ یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4)۔ یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمّت میں جو اس درجہ کی صلاح وتقویٰ پیدا نہ ہوئی اُس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلسوزی اُمّت کے لئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرّم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختمِ نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے، نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ پاک میں افاضہ اور تکمیلِ نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی۔ اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے''۔ (یعنی کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں، یعنی اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں) ''حالانکہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کو یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحۃ:6)۔ پس اگر یہ اُمّت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی؟''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 101 تا 104۔ حاشیہ)

یہ حوالہ بھی حقیقۃ الوحی کا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقتداری معجزات کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اس درجۂ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں''۔ (اور ایسا مقام پہنچ جاتا ہے جو ایسے معجزات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ بظاہر ممکن نہیں بلکہ بشری طاقتوں سے بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور انسانی طاقتوں سے باہر ہوتے ہیں) فرمایا کہ ''جو بشریت کی طاقتوں

سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفّار پر چلائی۔ اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی۔ مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو‘‘۔ (بیشک قانونِ قدرت کے تحت اُس مٹھی کے پیچھے ایک آندھی آئی لیکن وہ مٹھی ہی تھی جس نے وہ آندھی کا سبب پیدا کر دیا) فرمایا ’’اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:18) یعنی جب تُو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تُو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ (کیونکہ اُس مٹھی کے پیچھے خدا تعالیٰ کی طاقت کار فرما تھی)‘‘ یعنی در پردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا‘‘۔

پھر فرمایا: ’’اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے‘‘ (یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا جو واقعہ آتا ہے) ’’اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کہ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اس قسم کے اَور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا‘‘۔ (یہ معجزات دکھائے) ’’اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا‘‘۔ (یعنی پیٹ بھر دیا) ’’اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں‘‘ (یعنی نمکین پانی والے کنوئیں میں) ’’اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے‘‘ (آنکھیں باہر آ گئی تھیں، ڈیلا) ’’اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا‘‘۔ (واپس رکھ دیا اور آنکھ اُسی طرح سالم ہو گئی) ’’ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقتِ الٰہی مخلوط تھی‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 65-66)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی آسمانی زندگی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں ناں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کی آسمانی زندگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ فرمایا کہ: ’’باتفاق جمیع کتب الٰہیہ ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ یعنی ایک قسم کی زندگی اُنہیں عطا کی جاتی ہے جو دوسروں کو نہیں عطا کی جاتی۔ اسی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ مجھے قبر میں میّت رہنے نہیں دے گا اور زندہ کر کے اپنی طرف اُٹھا لے گا‘‘۔

(ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 225)

یہ ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو میں نے پڑھا تھا۔ اسی کی تشریح آگے فرما رہے ہیں۔ اس بات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یعنی مَیں اس مدت کے اندر اندر زندہ ہو کر آسمان کی طرف اُٹھایا جاؤں گا‘‘۔

(اب یہ آپؑ فرما رہے ہیں لیکن کوئی مسلمان نہیں کہتا کہ آپ جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اب دیکھنا چاہئے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں زندہ ہو جانے اور پھر آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی نسبت مسیح کے اُٹھائے جانے میں کونسی زیادتی ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی حیات حضرت موسیٰ کی حیات سے بھی درجہ میں کمتر ہے۔ اور اعتقاد صحیح جس پر اتفاق سلف صالح کا ہے اور نیز معراج کی حدیث بھی اس کی شاہد ناطق ہے، یہی ہے کہ انبیاء بحیات جسمی مشابہ بحیات جسمی دنیاوی زندہ ہیں‘‘۔ (یعنی اس کی اس طرح، اس لحاظ سے مشابہت ہے لیکن عملاً اس طرح نہیں ہوتا)۔ پھر فرمایا ’’اور شہداء کی نسبت اُن کی زندگی اکمل و اَقویٰ ہے‘‘۔ (اب شہداء کے بارے میں فرماتے ہیں اُن کو مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں۔ لیکن انبیاء اُن سے بہت بڑھ کر ہیں) ’’اور سب سے زیادہ اکمل و اَقویٰ و اَشرف زندگی ہمارے سیّد و مولیٰ فداہٗ نفسی و اَبی و اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت مسیح تو صرف دوسرے آسمان میں اپنے خالہ زاد بھائی اور نیز اپنے مرشد حضرت یحییٰ کے ساتھ مقیم ہیں لیکن ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ مرتبۂ آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى اور اُمّت کے سلام و صلوات برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَكْثَرَ مِمَّا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِيَآئِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔‘‘ (ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 226 حاشیہ)

یہ بھی ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو میں نے ابھی پڑھا ہے۔

پھر اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ ہم نے خدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اُس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے، نہ اُس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اُس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقشِ وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا احسان والا۔ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں‘‘۔ (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ بھی ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے۔ تم لوگ کہتے ہو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گراتا ہوں۔ مجھے تو آپؐ کے دَر سے ہی ملا ہے جو کچھ ملا ہے۔ یہ مِنن الرحمٰن کی عربی عبارت ہے، ترجمہ پڑھتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ میری کامیابی میرے ربّ کی طرف سے ہے۔ پس میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں۔ اسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں اور اسی سے سب تانا بانا ہے۔ اسی نے میرے لئے اصل اور فرع کو میسر کیا اور اس نے میرے بیج اور کھیت کو اُگایا۔ اور وہ بہتر ہے سب اگانے والوں سے۔‘‘

(منن الرحمن۔روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 186-187)

مجھے جو کچھ ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا، اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے پھر فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں اُسی کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی، ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا‘‘۔یعنی اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ سے بولنا، یہ مقام کبھی نہ ملتا،’’ کیونکہ اب بجز محمدی نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو‘‘۔

(تجلیات الٰہیہ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تُو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا۔اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سیدالرسل محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل واصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔وہ مربّی اور نفع رسان کہ جو بھولی ہوئی خَلقت کو پھر راہ راست پر لایا۔وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا۔وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا۔وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے اُمّت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا۔وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا۔وہ حلیم اور بےنفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملایا۔وہ کامل موحّد اور بحرِ عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔وہ معجزۂ قدرت رحمن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقّانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کی غلطیوں اور خطاؤں کو ملزم ٹھہرایا‘‘۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 17)

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایک مومن مسلمان کے لئے لازمی امر ہے جس کے بغیر وہ محبت کے معیار پورے نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں جو ایک مومن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے۔نہ ہی کوئی دعا قبولیت کا درجہ حاصل کرتی ہے یا کرسکتی ہے جس میں درود شامل نہ ہو۔لیکن یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے درود کی بھی اصل غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت ہونی چاہئے اور اس کو ہر چیز پر حاوی ہونا چاہئے۔

درود شریف کی اس غرض کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جیسا کہ مَیں نے (پہلے زبانی سمجھا رہے تھے، مجلس میں ذکر ہو رہا ہے۔) زبانی بھی سمجھایا تھا (کہ درود شریف) اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کرے اور اُس کو تمام عالَم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اُس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اِس عالَم اور اُس عالَم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضورِ تامّ سے ہونی چاہئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضورِ تامّ سے دعا کرتا ہے‘‘۔(ایک دلی گہرائی کے ساتھ پوری طرح یہ درود شریف کی دعا ہونی چاہئے جیسے تم اپنے لئے دعا کرتے ہو۔) فرمایا’’ بلکہ اُس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے‘‘ (بلکہ اپنے لئے انسان جو دعائیں کرتا ہے اُس سے بھی زیادہ بڑھ کر تضرع اور التجا ہو ان دعاؤں میں اور اس میں اپنا کچھ حصہ نہ ہو۔) فرمایا کہ’’ اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے کہ اس سے (یعنی درود شریف پڑھنے سے) مجھ کو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکاتِ کاملہ الٰہیہ حضرت رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوں اور اُس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمّت چاہئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہئے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔‘‘

(مکتوبات احمد۔جلد اول۔صفحہ 523)

یہ ہے عشقِ رسول۔

پھر آپؑ اپنے ایک مکتوب میں جو میر عباس علی شاہ صاحب کو لکھا تھا، جو بعد میں بہرحال پھر گئے تھے۔فرماتے ہیں:

’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کیلئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرّع سے چاہیں اور اُس تضرّع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں۔............ اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراضِ نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔‘‘

(مکتوبات احمد۔جلد اول صفحہ 534-535)

پھر ایک مجلس میں آپؑ نے فرمایا:

’’درود شریف کے طفیل ......مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جذب ہوجاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہاء نالیاں ہوجاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔یقیناً کوئی فیض بدُوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔‘‘ (الحکم۔جلد 7 نمبر 8 مورخہ 28 رفروری 1903ء صفحہ 7)

پھر اپنے ایک خط میں تعداد کے بارے میں کہ کتنی تعداد میں پڑھا جائے یا تعداد ہونی چاہئے کہ نہیں، فرماتے ہیں بعض دفعہ تعداد بتائی بھی ہے لیکن اس میں بتایا کہ:

’’درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہے۔اور وہ یہ ہے‘‘۔(ایک تو یہ کہ درود شریف کونسا بہتر ہے اور پھر کتنا پڑھا جائے۔ فرمایا وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے۔کہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ...‘‘۔

فرمایا: ’’سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا ورد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے اور اُس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقّت اور بیخودی اور تاثّر کی پیدا ہو جائے اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔‘‘

(مکتوبات احمد۔ جلد اول صفحہ 526)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے حکم میں کیا حکمت ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے‘‘۔ (بڑا گہرا راز ہے) ’’جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے‘‘ (یعنی جب کسی سے ذاتی محبت ہو اور ذاتی محبت کی وجہ سے رحمت اور برکت چاہے تو اُس کا ایک حصہ بن جاتا ہے) ’’اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرتِ احدیّت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد۔ جلد اول صفحہ 534-535)

یہ تو درود شریف پڑھنے کے طریقے ہیں۔ اب مَیں تھوڑے سے عربی کے بعض وہ اشعار پڑھتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحریر فرمائے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام اور قوتِ قدسی اور آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور اُس محبت کے باوجود قوم کا آپ سے جو سلوک ہے، اُس کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ جتنے بیان مَیں نے پڑھے ہیں، ان سے سوائے محبت کے اور کچھ بھی نہیں ٹپکتا۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت آپ کے خلاف ہے۔ ان شعروں میں آپ نے کچھ یوں ذکر فرمایا۔ فرماتے ہیں:۔

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى ☆ رَيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے بہترین ہیں اور معزّزین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں۔ فرمایا:

وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ ☆ وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

کہ بخدا بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خدا کے) نائب کے طور پر ہیں اور آپ ہی کے وسیلے سے دربارِ شاہی میں رسائی ہو سکتی ہے۔ فرمایا:

اِنِّیْ لَقَدْ اُحْيِيْتُ مِنْ اِحْيَآئِهٖ ☆ وَاهًا لِاِعْجَازٍ فَمَا اَحْيَانِیْ

کہ بیشک میں آپ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں، سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے اور مجھے کیا خوب زندہ کیا ہے۔ فرمایا

يَا سَيِّدِیْ قَدْ جِئْتُ بَابَكَ لَاهِفًا ☆ وَالْقَوْمُ بِالْاِكْفَارِ قَدْ آذَانِیْ

کہ اے میرے آقا! مَیں آپ کے دروازے پر مظلوم و فریادی بن کر آیا ہوں۔ جبکہ قوم نے مجھے کافر کہہ کر دکھ دیا ہے۔

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَةٍ وَّتَحَنُّنٍ ☆ يَا سَيِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

تُو مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کر۔ میرے آقا میں ایک حقیر ترین غلام ہوں

جِسْمِیْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا ☆ يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

میرا جسم تو شوقِ غالب سے تیری طرف اُڑتا ہے، اے کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 590 تا 594)

تو یہ چند نمونے مَیں نے آپ کے عشق و محبت کے پیش کئے اور بیچ میں قوم کے دکھ کا بھی ذکر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں اس مقام اور اس شان کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں پھر اُمّتِ محمدیہ کے لئے دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ بیشک یہ ہمیں جو مرضی کہتے رہیں، سمجھتے رہیں، اکثریت ان میں سے لاعلمی کی وجہ سے اور علماء کے خوف کی وجہ سے ہماری اس جماعت کی مخالفت کرتی ہے۔ لیکن کیونکہ یہ اپنے آپ کو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں اس لئے اس وقت ان کی حالتِ زار کے بارے میں ہمیں دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس حالت سے نکالے۔ اکثر مسلمان ممالک جو ہیں مشکلات کا شکار ہیں۔ اندرونی فسادوں اور جھگڑوں نے اُنہیں تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور یہ اس سے باہر آئیں۔ ان کے سیاستدانوں اور لیڈروں میں بھی خوفِ خدا اور انصاف نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان میں وہ پیدا کرے۔ اور ان کے عوام جو ہیں وہ بھی غلط لیڈروں کے پیچھے چل کر اپنے ملک سے محبت کا جو اظہار ہے اُس کا غلط رنگ میں اظہار کر کے اُس محبت کو ضائع کر رہے ہیں، بلکہ ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی انصاف سے وطن سے محبت کا اظہار کرنے کی توفیق عطا فرمائے ورنہ بہت خوفناک حالات پیدا ہونے والے ہیں جو بظاہر نظر آ رہے ہیں۔ اگر یہی حالات رہے تو یہ جو تھوڑی بہت آزادی ان لوگوں کی ہے، یہ کہیں مکمل طور پر بعض ملکوں میں حکومیت میں نہ بدل جائے۔ اس لئے بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اسلام کے نام پر جو غلط تنظیمیں قائم ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بدنام کرنے والی ہیں، اسلام کو بدنام کرنے والی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بھی جلد اُمّت کو چھٹکارا دلوائے، دنیا کو چھٹکارا دلوائے۔ اب تو یہ دنیا کے لئے بھی خطرہ بن چکی ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام کے خوبصورت چہرے کو داغدار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہماری جماعت کی جو کوششیں ہیں وہ تو اس لئے ہیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ظاہر کی جائے۔ جب یہ کوششیں ہماری طرف سے ہو رہی ہوتی ہیں تو سامنے ان کی مکروہ کوششیں کھڑی ہو جاتی ہیں جو پھر دوسرے جو اسلام کے مخالف ہیں وہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بھی ہماری جلد جان چھڑائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عشقِ رسول میں بڑھائے اور اپنے فرائض اور حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

★★★

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ سے عشق

آپؑ کے منثور کلام کی روشنی میں

(محمد عارف ربانی مبلغ سلسلہ
نظارت نشر واشاعت قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کا ایک نہایت ہی روشن اور نمایاں پہلو آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ سے آپؑ کا انتہائی عشق و محبت تھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد آپؑ کے وجود باجود میں اپنے آقا و مطاع ﷺ کی محبت کا جذبہ اسقدر اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا کہ تاریخ اسلام میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اور اس جذبہ عشق و وفا کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ آنحضرت ﷺ کی محبت گویا آپؑ کی روح کی غذا تھی۔ آپؑ کی زندگی کا ہر لمحہ آنحضرت ﷺ کی بے پناہ محبت اور آپؐ کی کامل اتباع سے معمور تھا۔ اسی فنافی الرسول کی کیفیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو شرف مکالمہ و مخاطبہ بخشا اور مسیح ، مہدی اور ظلی بروزی و امتی نبی جیسا بلند ترین روحانی منصب عطا فرمایا۔

آپؑ کی مقدس زندگی آنحضرت ﷺ سے محبت و عشق کے نمونوں سے اس طرح بھرپور ہے جس طرح آسمان میں بے شمار تارے ہیں۔ اس بے انتہا محبتِ رسول کی وسعت و گہرائی کو کسی پیمانہ کے ذریعہ ماپا تو نہیں جاسکتا تاہم اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر چہ کہ آپؑ کو اس راستے میں قسم ہا قسم کے دکھ تکالیف اور مصائب برداشت کرنے پڑے۔ کافر ملحد و دجال وغیرہ آپؑ کے نام رکھے گئے۔ مگر صرف اور صرف اعلائے کلمۃ اللہ، اعلائے کلمہ اسلام اور حبِ رسولؐ کی خاطر آپؑ نے یہ تمام دکھ و الم برداشت کئے اور ثابت قدمی، استقلال اور صبر کا وہ نمونہ دکھایا جو صرف مامور من اللہ اور انبیاء کے ہی شایان شان ہے۔

انتہائی افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ وہ عاشق رسولؐ جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے اُسی پر اکثر نام نہاد مسلمان اور حب رسول کا دعویٰ کرنے والے گستاخ رسولؐ ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور آپؑ کی عشق رسولؐ میں ڈوبی ہوئی تحریرات کو تراش خراش کر اور اپنے سیاق و سباق سے الگ کر کے نہ صرف خود بلکہ عوام الناس کو بھی گمراہ، بدظن اور برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپؑ کی سیرت طیبہ کے اس پہلو پر روشنی ڈالنا نہایت اہم ہے۔

قارئین کرام! کسی بھی شخص کی تحریرات و تصنیفات اس کے افکار، احساسات و جذبات کی مکمل عکاسی کرتی ہیں۔ اگر کوئی بنظر انصاف آنحضرت ﷺ سے عشق و وفا کے لحاظ سے آپؑ کی تحریرات کا جائزہ لے تو ایک معمولی سی عقل رکھنے والے صاحب بصیرت و تقویٰ پر یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ آپؑ کی 80 سے زائد تصنیفات خواہ وہ منظوم کلام ہو یا منثور کلام، اردو ہو یا عربی و فارسی ان تحریرات کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شعشہ و نقطہ حُبُّ اللہ و حُبُّ الرسول کے عطر سے ممسوح ہے۔ آپؑ کی تحریرات ایک سدا بہار چمن کی مانند ہیں جس میں عشق محمدیؐ سے معطر ان گنت پھول کھلے ہیں۔ چنانچہ آپؑ کے منثور کلام میں سے بطور نمونہ صرف چند تحریرات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جو آپؑ کے حُبِّ رسول ﷺ پر شاہد ناطق ہیں اور پکار پکار کر یہ صدا دے رہی ہیں کہ ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اپنے آقا و مطاع، محبوب کبریاء کو متعارف کرواتے ہوئے آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسول کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 12 سراج منیر صفحہ 82)

نیز فرمایا:

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ 169)

پھر لِلّٰہی علم کی بنا پر آپؑ نے تحریر فرمایا:

’’مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 17 اربعین نمبر 1 صفحہ 345)

فخر موجودات خاتم النبیین و خیر المرسلین ﷺ کے اوصاف حمیدہ، کمالات و عالی مرتبہ کا پُر معرفت اور حسین تذکرہ آپؑ نے نہایت حسین الفاظ میں یوں فرمایا:

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں...... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی، صادق مصدوق محمد مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 5 آئینہ کمالات اسلام صفحہ 160-162)

پھر فرمایا:

’’ہمارا نبی وہ نبی کریم ہے جو ...... خدا کے نور سے بنایا گیا‘‘ (نجم الہدیٰ صفحہ ۵)

آنحضرت ﷺ الوہیت کے مظہر اتم ہیں آپؑ نے تحریر فرمایا:

کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرتؐ مظہر اتم الوہیت ہیں۔ اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں

جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں

’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ ←

الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہ
حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا
ہی تھا حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہ اور
قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ ہیں ......
سودیکھو اپنے نام میں خدائے تعالیٰ نے
آنحضرت ﷺ کو کیونکر شامل کرلیا اور
آنحضرتؐ کا ظہور فرمانا خدائے تعالیٰ کا ظہور
فرمانا ہوا۔''
(سرمہ چشم آریہ صفحہ 229-231 حاشیہ)

فرمایا:
''عندالعقل قرب الٰہی کے مراتب تین
قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم
الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے۔ حضرت سیدنا و
مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے مسلم ہے جس کی
شعائیں ہزار ہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بے
شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے
نور قدیم تک پہنچا رہی ہیں۔ وللہ در القائل۔

محمد عربی بادشاہ ہر دوسرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں، پہ کہتا ہوں
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے
محمد مصطفیٰؐ کو پیشوائی کیلئے قبول کیا۔''
(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ 249-250)

''آنحضرتؐ کی تاثیر قدسی اور عالی مرتبہ کو
بیان کرتے ہوئے آپؑ تحریر فرماتے ہیں:
''میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں
کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود
اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔
اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور
اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام
نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس
کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا
سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ
اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ
پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی
میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو
اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء
اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس
کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔''
(روحانی خزائن جلد 22 حقیقۃ الوحی
صفحہ 118-119)

آپؐ کا وجود پاک جامع کمالات متفرقہ
ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔
''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء
کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود
پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ
بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی
اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف
اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے فَبِهُدٰىهُمُ
اقْتَدِهْ یعنی اے رسول اللہ ! تو ان تمام
ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے جو ہر
یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس
اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں
آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل تھیں اور
درحقیقت محمد کا نام ﷺ اسی کی طرف اشارہ
کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنی ہیں کہ بغایت
تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی
متصور ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات
متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرتؐ میں جمع
ہوں۔'' (روحانی خزائن جلد 5 آئینہ کمالات
اسلام صفحہ 343)

آپؐ مجمع انوار تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ
نور علی نور کی تفسیر کرتے ہوئے محبوب کبریا کا
حسن یوں بیان کرتے ہیں۔
عقل، ذکا، سرعت فہم، صفائی ذہن، حسن
تحفظ، حسن تذکر، عفت، حیا، صبر، قناعت زہد،
تورع، جوانمردی، استقلال، عدل، امانت،
صدق، لہجہ، سخاوت فی محلہ، ایثار فی محلہ، کرم فی
محلہ، مروت فی محلہ، شجاعت فی محلہ، علوِ ہمت فی
محلہ، حلم فی محلہ، تحمل فی محلہ، حمیت فی محلہ، تواضع
فی محلہ، ادب فی محلہ، شفقت فی محلہ، رافت فی
محلہ، رحمت فی محلہ، خوف الٰہی، محبت الٰہیہ، اُنس
باللہ، انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ اور تیل ایسا
صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر
آمادہ (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی
معصومؐ کے ایسے کمال موزونیت و لطافت و
نورانیت پر واقعہ کہ الہام سے پہلے ہی خودبخود
روشن ہونے پر مستعد تھے) نور علیٰ نور۔ نور
فائض ہوا نور پر (یعنی جب کہ وجود مبارک
حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور
جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی
جو وحی الٰہی ہے وارد ہوگیا اور اس نور کے وارد
ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار
بن گیا۔''
(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 195 حاشیہ)

فَلِذَا يُحِبُّ وَيَسْتَحِقُّ جَمَالُهٗ
شَغَفًا بِهٖ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ
(آئینہ کمالات اسلام)

سواسی لئے تو آپؐ سے محبت کی جاتی ہے
اور آپ کا جمال ہی اس لائق ہے کہ دوستوں
کے گروہ میں سے صرف آپؐ سے ہی بے پناہ
محبت کی جائے۔

آنحضرتؐ کے کمالات اور آپؐ کے ذریعہ لائی
گئی روشن اور کامل تعلیم کا تذکرہ کرتے ہوئے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
''کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک
بے زر، بے زور، بیکس، امی، یتیم تنہا غریب
ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری
پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی
روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج
واضحہ سے سب کی زبان بند کردی اور بڑے
بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور
فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں
اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا
دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرادیا اور انہیں
تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید
نہیں تھی تو اور کیا تھی۔ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم
اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی
کے بھی ہوا کرتا ہے۔
(روحانی خزائن جلد 1 براہین احمدیہ صفحہ 119)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
''ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس
سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کے
لئے آیا اور دنیا کے لئے اس روشن کتاب کو لایا
جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی۔''
(براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ 351 حاشیہ نمبر 11)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم
کلام میں فرماتے ہیں:

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

دنیا دار عاشق تو اپنے معشوقوں کی طرف
مبالغہ آمیزی سے وہ باتیں اور کرامات و معجزات
منسوب کرتے ہیں جو ان میں قطعًا مفقود
ہوتے ہیں مگر آنحضرتؐ کے روحانی فرزند جلیل
اور عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ نے کمال
راستبازی سے آپؐ کے کرامات و معجزات کا
ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:
''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک
عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے
دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے
ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے
اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی
معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک
ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ
نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے
ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری
راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں
شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس
امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔
اللهم صل وسلم وبارك عليه واله
بعدد همه وغمه وحزنه لهذه الامة
وانزل عليه انوار رحمتك الى الابد''۔
(روحانی خزائن جلد 6 برکات الدعا صفحہ 10-11)

نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا، کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھم صل و سلم و بارك عليه وآله بعدد همه و غمه وحزنه لهٰذه الامة و انزل عليه انوار رحمتك الى الابد۔ اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔'' (برکات الدعا صفحہ 7)

آنحضرت ﷺ کے خوارق بیان کرتے ہوئے آپؑ مزید فرماتے ہیں:

’’درحقیقت ایک ہی کامل انسان دنیا میں آیا جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھلائی اور ایک زمانہ دراز کے مردوں اور ہزاروں برسوں کے عظم رمیم کو زندہ کر دکھلایا اس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اس نے ثابت کر دکھلایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالم قبروں میں سے نکل آیا۔‘‘ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 207)

ایک عاشق صادق اپنے محبوب کی محبت میں فنا ہوتا ہے اپنے آپ کو اس کے بالمقابل لاشئے سمجھتا ہے اور اپنے تمام اوصاف اور کمالات کو اپنے محبوب کی طرف منسوب کرتا ہے جب ہم اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تحریرات کا مطالعہ کرتے ہیں تو روز روشن کی طرح یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہ علامت جس شان اور کمال کے ساتھ آپؑ کے وجود باجود میں پائی جاتی تھی گزشتہ چودہ سو صدیوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ فنافی الرسول کا ہی مقام تھا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ان تمام روحانی انعامات کا وارث بنایا جن کا اس نے خود وعدہ فرمایا ہے اور جن کے لئے **فنا فی اللہ اور فنافی الرسول** ایک بنیادی اور لازمی شرط ہے اور پھر آپؑ کی تحریرات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت اور عشق کا یہ تخم اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فطرتاً ودیعت فرمایا تھا اور کسب اور مجاہدہ کا اس میں کچھ دخل نہیں تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ اُن کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ اور اس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ ایسا ان کو روحانی تعلق ہوجاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور پھر جیسا جیسا ان پر زمانہ گزرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی صفحہ 65-66)

آیت قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اب اس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرتؐ کی پیروی کرے چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرتؐ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22 حقیقۃ الوحی صفحہ 67)

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہامًا فرمایا کہ كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 265)

ہر ایک برکت محمد ﷺ کی طرف سے آتی ہے۔ پس بڑا مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ تمام روحانی مدارج و مراتب اور شرف مکالمہ ومخاطبہ آپؑ کو آنحضرتؐ کی پیروی اور آپؐ سے کامل محبت کے نتیجہ میں عطا ہوا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ سے اور اسماعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرتؐ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 412 تجلیات الٰہیہ صفحہ 26-27)

نیز فرمایا: ’’سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پاسکتا ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ 65)

آپ نے اپنے عربی کلام میں اپنے محبوب کے ممیزات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

فَلِذٰلِكَ رسُوْلنا المطاع واحد لا نبی بعده ولا شريك معه وانه خاتم النبيين ۔ فاهتديتُ بهداه ورائيت الحق بسناه۔ ورفعتنی يداه۔‘‘ (منن الرحمن صفحہ 21)

ترجمہ: اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے کہ اُس کی پیروی کی جاوے اور اس بات میں واحد ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہے پس میں نے اس کی ہدایت سے ہدایت پائی اور اس کی روشنی سے میں نے حق کو دیکھا اور اس کے دونوں ہاتھوں نے مجھ کو اُٹھالیا۔

مراتب روحانیہ کے حصول کیلئے فنافی الرسول کے قاعدہ کلیہ کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ مزید فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر اُن میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کے محویت کے آئینہ میں آنحضرت ﷺ کا وجود منعکس ہوگیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔‘‘

(الوصیت صفحہ 11 تا 12)

نیز فرمایا:

’’سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 12 سراج منیر صفحہ 82)

فرمایا: دنیا میں صرف دو زندگیئیں قابل تعریف ہیں (۱) وہ زندگی جو خود خدائے حی و قیوم مبدء فیض کی زندگی ہے (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے...... اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا

سب سے زیادہ قرآن کے معنے سمجھنے والے
ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے

’’سب سے زیادہ قرآن کے معنے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی تفسیر ثابت ہوجائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلاتوقف اور بلا دغدغہ قبول کرے نہیں تو اُس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔‘‘ (برکات الدعا صفحہ 16)

یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اوراس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پر ہوتے پایا۔‘‘(تریاق القلوب صفحہ 6)

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ایک سچا عاشق اپنے محبوب کیلئے انتہائی غیرت رکھتا ہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کے محبوب کو کوئی اف تک بھی کہے۔ عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ میں اپنے آقا ومطاع کیلئے غیرت کی یہ علامت بھی اس شان کے ساتھ موجود ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں۔ براہین احمدیہ سے لیکر آپؑ کی آخری تالیف پیغام صلح تک تمام تالیفات اپنے محبوب آقا ﷺ کے لئے انتہائی غیرت وحمیت کے جذبات سے لبریز ہیں۔ ان تصنیفات میں آپؑ نے اسلام اور بانی اسلام آنحضرتؐ کی ذات اقدس پر کئے گئے اعتراضات کے بڑی جرأت کے ساتھ دندان شکن جوابات دیئے اور یہ ثابت فرمایا کہ روئے زمین پر اب زندہ مذہب صرف اسلام اور زندہ خدا صرف اسلام کا پیش کردہ خدا ہے اور زندہ رسول صرف محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اپنے آقا ومطاعؐ کیلئے یہی وہ غیرت کا مظاہرہ تھا کہ آپؑ غیروں کے نزدیک بھی ایک فتح نصیب جرنیل اور خادم دین کہلائے۔ چنانچہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں کیونکہ گزشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرتؐ کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 چشمہ مسیحی صفحہ 76)

خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہے آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور صرف گزشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں۔ مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 13۔ کتاب البریہ صفحہ 55 حاشیہ)

’’بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالات قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہوسکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ جلد سوم صفحہ 243 حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

پھر آپؑ نے لکھا:

’’اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے تمام توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کرکے ہر یک گمراہ کے شبہات مٹائے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم حاشیہ نمبر 6 صفحہ 107)

فرمایا: ’’اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے۔ جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(روحانی خزائن جلد 8 اتمام الحجہ صفحہ 29)

آپؑ اپنے آقا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

’’اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہوسکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد ﷺ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد 6 صفحہ 10)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے خداداد مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے غیروں کو توجہ دلائی ہے کہ ایسے برگزیدہ وخدا رسیدہ نبی کو برے ناموں سے یاد کرنا انسانیت سے بعید ہے۔

’’باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بُت کچھ چیز نہیں ہیں مگر پھر بھی خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہوکر خدا کو گالیاں نکالیں اور اُن گالیوں کے تم باعث ٹھیر جاؤ۔ پس ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اسلام کے اس عظیم الشان نبی کو گالیاں دیتے اور توہین کے الفاظ سے اس کو یاد کرتے اور وحشیانہ طریقوں سے اس کی عزت اور چال چلن پر حملہ کرتے ہیں۔ وہ بزرگ نبی جس کا نام لینے سے اسلام کے عظیم الشان بادشاہ تخت سے اترتے ہیں اور اس کے احکام کے آگے سر جھکاتے اور اپنے تئیں اس کے ادنیٰ غلاموں سے شمار کرتے ہیں، کیا یہ عزت خدا کی طرف سے نہیں۔ خداداد عزت کے مقابل پر تحقیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے لڑنا چاہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کے وہ برگزیدہ رسول ہیں جن کی تائید اور عزت ظاہر کرنے کیلئے خدا نے دُنیا کو بڑے بڑے نمونے دکھائے ہیں۔ کیا یہ خدا کے ہاتھ کا کام نہیں جس نے 70 کروڑ انسانوں کا محمدی درگاہ پر سر جھکا رکھا ہے۔ اگرچہ ہر ایک نبی اپنی نبوت کی سچائی کیلئے کچھ ثبوت رکھتا تھا لیکن جس قدر ثبوت آنجناب کی نبوت کے بارے میں جو آج تک ظاہر ہو رہے ہیں ان کی نظیر کسی نبی میں نہیں پائی جاتی۔ (روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 461 پیغام صلح)

آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

’’جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہوکر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کرسکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کرسکتے۔ جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

(روحانی خزائن جلد 23 پیغام صلح صفحہ 459)

ایک سچا عاشق ہر وقت اور ہر لحظہ اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اسی کی یاد میں جیتا اور حقیقی خوشی اور راحت محسوس کرتا ہے۔ اپنے محبوب آقا کیلئے جب بھی حضرت مسیح موعودؑ کے عشق کو اس کسوٹی پر پرکھا جائے تو اس میں بھی آپؑ بے نظیر ثابت ہوتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا ذکر ہوتا آپؑ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں اور آنحضرتؐ اور آپؐ کی آل پر درود وسلام تو آپؑ کی روح کی غذا تھی آپؑ فرماتے ہیں:

’’ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا، اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے

میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصلی غرض یہی ہے کہ
خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دُنیا میں قائم ہو
مَیں آپ کا غلام ہوں اور آپؐ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نُور حاصل کرنے والا ہوں اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں

’’میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے دل میں اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب......اور تمام صفات جلیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کروں۔ میری ←

مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کے تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے مطلب یہ تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبتِ اہل بیت کو بھی بہت عظیم دخل ہے۔'' (روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 576 براہین احمدیہ حصہ چہارم)

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَاحَدِيْقَةَ بَهْجَتِيْ
لَمْ اَخْلُ فِيْ لَحْظٍ وَّلَا فِيْ اٰنٖ

اے میری خوشی کے باغ! تیرے چہرے کی یاد سے میں ایک لحظہ اور ایک آن کیلئے بھی خالی نہیں رہا۔

پھر فرمایا: ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے'' (نسیم دعوت صفحہ 3)

حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

''اُس کے رسول اُمّی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ یہ دونوں نام اس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے۔ تو سب سے اوّل یہی دو نام پیش ہوئے تھے کیونکہ اس دنیا کی پیدائش میں وہی دو نام علت غائی ہیں اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔۔۔ خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے عطر سے اس قدر آنجناب کو معطر کیا کہ اس سے پہلے کوئی نبی اور رسول نہیں کیا گیا۔''
(نجم الہدیٰ صفحہ 4)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتباع و محبت رسول میں فنا کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے اور تائید و توفیق الٰہی نے آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل معیت و محبت کے مقام پر فائز کیا تھا۔ اس لئے آپؑ نے اپنے آقا و مطاع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ مدح بیان کی جو کسی دوسرے سے نہیں بن پڑی۔ ایک عاشق صادق غلام کی قلم و زبان سے اپنے بے مثل آقا کی یہ مدح انسانی طاقت سے بالا تھی اس لئے دلوں میں اترتی چلی گئی۔ آپؑ نے اپنے قلم اعجاز سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام، فہم و ادراک سے بالا شان اور بے مثال و لازوال حسن و احسان کی وہ دلکش تصویر کھینچ کر دنیا کے سامنے پیش کی جو قیامت تک دنیا کو حُبّ اللہ اور حبّ الرسول کا صراط مستقیم دکھاتی رہے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

انی اموت ولا تموت محبتی
یُدریٰ بذکرک فی التراب ندائی

اے میرے روحانی آقا میں تو مر جاؤں گا مگر تیرے لئے میری محبت پر کبھی موت وارد نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر کی مٹی سے بھی تیری محبت پر مشتمل ذکر کی ندا اور خوشبو محسوس کی جاتی رہے گی۔

حُبِّ رسولؐ سے معطر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک نہایت ہی پر معرفت نصیحت پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اُس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی رُوحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔''
(روحانی خزائن جلد 19 کشتی نوح صفحہ 13-14)

❁❁❁

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہماری جاں فدا ہے

کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنُما ہے

مِرا دِل اُس نے روشن کردیا ہے
اندھیرے گھر کا وہ میرے دیا ہے

خبر لے اے مسیحاؑ دردِ دل کی
ترے بیمار کا دم گُھٹ رہا ہے

مِرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمد
مِرے دل کا یہی اِک مُدّعا ہے

اُسی کے عشق میں نکلے مِری جاں
کہ یاد یار میں بھی اِک مزا ہے

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے

ہو اُس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے

اُسی سے میرا دِل پاتا ہے تسکیں
وُہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

مُجھے اِس بات پر ہے فخر محمودؔ
مِرا معشوق محبوبِ خدا ہے

تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصلی غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت دُنیا میں قائم ہو۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف راجع ہیں اس لئے کہ مَیں آپ کا غلام ہوں اور آپؐ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نُور حاصل کرنے والا ہوں اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں۔ اسی سبب سے میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ مَیں مستقل طور پر بلا استفاضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مامور ہوں اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں تو وہ مردُود اور مخذول ہے۔ خدا تعالیٰ کی ابدی مہر لگ چکی ہے اِس بات پر کہ کوئی شخص وصول الی اللہ کے دروازہ سے نہیں آ سکتا بجز اتبّاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔'' (الحکم 31 مئی 1902ء صفحہ 8)

حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق آپؑ کے منظوم کلام کی روشنی میں

سید شمشاد احمد ناصر
مبلغ شکاگو امریکہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعودؑ میں دو خلق خاص طور پر نمایاں نظر آتے تھے۔ اوّل اپنے خداداد مشن پر کامل یقین دوسرے آنحضرت ﷺ کے ساتھ بے نظیر عشق و محبت۔ یہ دو اوصاف آپ کے اندر اس کمال کو پہنچے ہوئے تھے کہ آپ کے ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون میں ان کا پرزور جلوہ نظر آتا تھا‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۷۶)

عشق کا مطلب ہے کہ کسی کو بہت چاہنا، ٹوٹ کر چاہنا، دل و جان سے اس پر مرمٹنا اس کی محبت میں اپنے آپ کو مٹا ڈالنا گویا کہ جو کسی کے عشق میں گرفتار ہو جائے وہ اپنے معشوق کی راہ میں جان تک دینے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ کیوں کہ حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی کسی کے لئے سر نہیں کٹواتا نہ ہی جان قربان کرتا ہے۔ عشق ہی ہے جو یہ کام بڑی وفاداری کے ساتھ کروا دیتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود کی یہ عبارت مہر ثبت ہے۔ آپ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:

’’اس زمانہ میں جو کچھ دین اسلام اور رسول کریم ﷺ کی توہین کی گئی اور جس قدر شریعت ربانی پر حملے ہوئے اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا کیا اس کی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے۔ اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا۔ اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم ﷺ کی کی گئی دکھا‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۲۔۵۱)

حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کے آغاز ہی سے مخالفین نے یہ شور ڈالا ہوا ہے کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک نئی نبوت کا دعوی کر کے نہ صرف اسلام سے وہ برگشتہ ہو گئے ہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ڈاکہ ڈالا اور اپنا ایک نیا دین بنا کر اسلام سے اور آنحضرت ﷺ سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ اور مسلمانوں کے ہاں تحفظ ختم نبوت کے نام پر نہ جانے کتنی تحریکات نے جنم لیا ہے اور دن رات آپ علیہ السلام کی شان میں بدگوئی کر کے زمین کو اپنے سروں پر اٹھا رکھا ہے جس کے اندر نہ حقیقت ہے اور نہ ہی صداقت۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تو رگ و ریشہ اور ذرّہ ذرّہ میں حبِّ رسول اور عشق رسول سمایا ہوا تھا تبھی تو کہا گیا کہ

’’ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ‘‘

کہ احیائے دین کے لئے جس جری اللہ اور محبِّ رسول کی ہمیں تلاش تھی وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں ہمیں مل گیا ہے۔

حبِّ رسول ہی آپ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے، حبِّ رسول ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا، حبِّ رسول ہی میں آپ جیتے تھے اور حبِّ رسول ہی میں آپ نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ حبِّ رسول آپ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اور جس کی وجہ سے کئی لوگ جو دشمن احمدیت تھے وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔

حال ہی میں ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۴ء کے خطبہ جمعہ میں ایک واقعہ تفصیل کے ساتھ اور پھر مختصراً ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء کے خطبہ میں دوبارہ اشارۃً ذکر فرمایا ہے: اور وہ واقعہ یہ ہے کہ:

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس ایک مولوی صاحب آئے۔ وہ شاعر بھی تھے اور بڑے مشہور ادیب بھی تھے۔ نواب صاحب رام پور نے انہیں اردو محاورات کی لغت لکھنے پر مقرر کیا ہوا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ نواب صاحب رام پور کے پاس مشہور شاعر مینائی کے مسودات پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اردو کی ایک بڑی بھاری لغت لکھی ہوئی تھی۔ مگر ابھی اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ نواب صاحب وفات پا گئے۔ نواب صاحب رام پور نے وہ مسودات مجھے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ تم انہیں مکمل کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ رام پور میں تو ہماری بڑی مخالفت ہے اور آپ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو بیعت کرنے کی طرف توجہ کیسے ہوئی، وہ کہنے لگے مجھے کسی نے درثمین دی تھی۔ میں چونکہ خود شاعر ہوں میں نے آپ کا کلام پڑھا۔ جس کی وجہ سے میں بہت متاثر ہوا۔ کیونکہ اس میں محبت رسول بھری پڑی تھی۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب وہاں آئے تھے اور انہوں نے ایک تقریر کی۔ اس تقریر میں انہوں نے بتایا کہ مرزا صاحب اسلام کے سخت دشمن ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ہتک کرتے ہیں۔ میں نے ان کی تقریر سن کر سمجھا کہ مرزا صاحب ضرور سچے ہیں۔ ورنہ ان مولوی صاحب کو آپ کے متعلق اتنا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ جس شخص کے اندر اس قدر محبت رسول ہے کہ اس کا کلام اس سے بھرا پڑا ہے۔ اس کے متعلق اگر کوئی مولوی کہتا ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کا سخت دشمن ہے۔ تو وہ یقینا جھوٹا ہے اور جس شخص پر وہ ہتک رسول کا الزام لگاتا ہے وہ سچا ہے ورنہ اس تقریر کرنے والے کو جھوٹے دلائل دینے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سچی بات کہتا۔ کہ اگرچہ اس شخص نے درثمین میں رسول کریم ﷺ کی بڑی تعریف کی ہے۔ خدا تعالیٰ کی بڑی تعریف کی ہے مگر ہے جھوٹا۔ اگر وہ ایسا کہتا تو پھر تو کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن اس نے سچائی کو بالکل ترک کر دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے متعلق بدگوئی کرتا ہے۔ میں نے اس کی تقریر سنی تو فوراً سمجھ لیا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور میں آپ کی بیعت کے لئے تیار ہو

ہم جو کچھ کر رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کیلئے کر رہے ہیں۔ ہم تو اسلام کے مزدور ہیں

’’ہم جو کچھ کر رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کے لئے کر رہے ہیں۔ ہم تو اسلام کے مزدور ہیں۔ میرا نام جو غلام احمد رکھا میرے والدین کو کیا خبر تھی کہ اس میں کیا راز ہے۔ اور یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے اس میں یہی سِرّ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگی دکھاوی جاوے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسیح تھا اور یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح۔ وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے اور ایک محدود وقت کے لئے اور یہ مسیح کل دُنیا کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کیونکہ یہ مسیح اُس عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا مصداق ہے۔‘‘ (الحکم 30 اپریل 1902 صفحہ 8)

گیا''۔

آیئے اب ہم آپ کے منظوم کلام کی روشنی میں آپ کے نبی کریم ﷺ سے عشق کی چند جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں۔ایک بات یہاں عرض کرتا چلوں کہ مجھ جیسے نالائق کے لئے یہ بہت ہی مشکل امر تھا اور ہے کہ آپ کے عشق کا جو آپ کو حضرت نبی کریم ﷺ سے تھا اس کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی دکھا سکوں اور یہ کہ مضمون کے لئے کن کن اشعار کا انتخاب کروں۔بس جو کچھ بھی ہوسکا ہے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ اپنی کمال محبت اور عشق کا ایک جگہ فارسی کلام میں آپ یوں اظہار فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکاں ندائے جمال محمد است

یعنی میرے جان و دل آنحضرت ﷺ کے حسن خداداد پر قربان ہیں اور میں آپ کے آل وعیال کے کوچہ کی خاک پر نثار ہوں میں نے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سنا ہے کہ ہر کون ومکان میں محمد ﷺ کے جمال کی ندا آرہی ہے۔

اس شعر میں آپ نے نہ صرف آنحضرت ﷺ سے بلکہ آپ کی آل سے محبت کے بارے میں بھی انتہائی کمال درجہ کا اظہار فرمایا ہے۔اور ان لوگوں کے لئے اس میں جواب ہے جو آپ پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ علیہ السلام نے حضرت فاطمہ اور دیگر آل رسول کی ہتک فرمائی ہے۔

دُشمنان احمدیت کو ایک جگہ جواب دیتے ہوئے فارسی کے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جانم فدا شود برہ دین مصطفٰی
اینست کام دل اگر آید میسرم

یعنی خدا سے اتر کر میں محمد ﷺ کے عشق کی شراب سے متوالا ہورہا ہوں اور اگر یہ بات کفر میں داخل ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔میرے دل کا واحد مقصد یہ ہے کہ میری جان محمد ﷺ کے دین کے راستے میں قربان ہو جائے خدا کرے کہ مجھے یہ مقصد حاصل ہوجائے۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۷۷)

اپنے اردو منظوم کلام میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب ان تینوں اشعار کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی یہ والہانہ محبت محض کا غذی یا نمائشی محبت نہیں تھی بلکہ آپ کے ہر قول وفعل اور ہر حرکت وسکون میں اس کی ایک زندہ اور زبردست جھلک نظر آتی تھی۔فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ علیحدگی میں ٹہلتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے درباری شاعر حسان بن ثابت کا یہ شعر تلاوت فرمارہے تھے اور ساتھ ساتھ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے جارہے تھے۔''

كنت السواد لناظري فعمي عليك الناظر
من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۷۸-۵۷۷)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی حبّ رسول اور اپنے عشق مصطفی ﷺ کو اپنے اردو، فارسی، اور عربی زبان کے ہزاروں صفحات میں بیان فرمایا ہے آپ کے ایک ایک لفظ ایک ایک حرف سے اس عشق اور محبت کی تصدیق ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ علیہ السلام کے رگ وریشہ میں آپ ﷺ کی محبت اور عشق رچا ہوا تھا۔

آپ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں۔

سرے دارم فدائے خاک احمدؐ
دلم ہر وقت قربان محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرہ من
کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ

کہ میرا سر احمد ﷺ کی خاک پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمد ﷺ پر قربان رہتا ہے۔اس کی راہ میں میرا ہر ذرہ قربان ہے کیوں کہ میں نے محمد ﷺ کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے۔

ایک جگہ آنحضرت ﷺ کے عشاق کے درمیان اپنی حالت قلبی اور محبت رسول کا اظہار کچھ اس طرح فرماتے ہیں۔

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

ترجمہ: اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اُتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا وہ میں ہوں گا۔

اپنے عربی منظوم کلام میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ اپنے عشق ومحبت کا اظہار اور آپ کے روضہ مبارک پر جانے کی جو تڑپ آپ کے سینہ میں موجزن تھی اس کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

جِسْمِي يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَالَيْتَ كَانَتْ قوة الطيران

یعنی میرا جسم شوق غالب سے تیری طرف اڑنا چاہتا ہے اے کاش مجھ میں قوت پرواز ہوتی۔

حضرت مسیح موعودؑ کو یہ احساس بھی غالب تھا اور آپ انسانی زندگی کی حقیقت کو بھی خوب خوب جانتے تھے کہ اس دنیا میں انسان صرف عارضی طور پر ہے۔اور ایک نہ ایک دن اسے یہاں سے کوچ کر کے اپنے ربّ اور معبود حقیقی کے حضور ور حاضر ہونا ہے۔یہ جسم تو ایک فانی چیز ہے لیکن آپ کی محبت اور عشق مصطفی ایک زندہ اور لافانی اور زندگی بخش حقیقت ہے۔چنانچہ آپ اپنے اُس عشق حقیقی کو جو آپ کو آنحضرت ﷺ سے تھا، یوں بیان فرماتے ہیں۔

انی اموت ولا تموت محبتی
يدری بذكرك في التراب ندائی

یعنی اے مرے آقا! ایک دن میں تو اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا لیکن میری محبت رسول کبھی نہیں مرے گی۔میری قبر کی مٹی کا ایک ایک ذرہ اس بات کی گواہی دے گا کہ یہاں پر ایک عاشق محمد مصطفی ﷺ سو رہا ہے۔

آئینہ کمالات اسلام جو روحانی خزائن کی جلد نمبر ۵ ہے کے صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۴ تک 8 صفحات میں عربی زبان میں عظیم الشان قصیدہ آپ نے آنحضرت ﷺ کے عشق میں لکھا ہے کہ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے جو عربی زبان میں ادبی لطائف اور فصاحت وبلاغت سے پر ہے۔آپ خود اس عربی قصیدہ کی ابتداء میں عربی زبان ہی میں یوں فرماتے ہیں:

ترجمہ: یہ ایک عمدہ اور لطیف قصیدہ ہے۔جو ادبی لطائف اور عربی زبان کے نفیس جواہر ریزوں سے پر ہے اور میرے آقا اور سردار دو جہاں حضرت خاتم النبیین محمدؐ کی مدح میں لکھا گیا ہے۔جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں بیان فرمائی ہے۔اے اللہ! ان پر قیامت تک تیری رحمت اور سلامتی نازل ہو اور یہ قصیدہ میری رکی ہوئی طبیعت اور بجھی ہوئی ذہانت و فطانت کا رہین منت نہیں اور نہ میرا خشک ملکہ

حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّن وخیر المرسلین ہیں

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّن وخیر المرسلین ہیں''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۸)

غور وخوض اس میدان کا مرد اوران اسرار کا منبع ہے۔ بلکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ میرے رب کی طرف سے ہے۔ جو میرا رفیق ہے اور ایسا موید ہے جو ہر وقت میرے ساتھ تھے۔ جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں غلطی کرتا یا راستہ سے بھٹک جاتا ہوں تو وہ میری راہنمائی فرماتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ میں نے ادب کے عمدہ اور دلچسپ کلمات اوراس کے عجیب وغریب اور فصیح الفاظ جن میں جدت اور ندرت پائی جاتی ہے بزور محنت حاصل نہیں کئے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے قادرالکلام ادیبوں پر غلبہ بخشا ہے اور میرے رب کی طرف سے اہل علم لوگوں کے لئے ایک نشان ہے اور میں نے اس امر کا اظہار صرف اس نیت سے کیا ہے تا کہ شکر کرنے والوں کی طرح مجھے بدلہ دیا جائے اوران لوگوں میں میرا شمار نہ ہو جو ناشکر گذار ہیں۔''

(ماخوذ آئینہ ربوبیت مدح خیرالوریٰ صفحہ ۲۲۔۲۱)

حمامتنا تطير بريش شوق
وفی منقارها تحف السلام
الی وطن النبی حبيب ربی
وسيد رسله خير الانام

(حمامۃ البشریٰ)

(ہمارے دل کا) کبوتر اپنی چونچ میں درود وسلام کے تحائف لیکر ہمارے رب کے پیارے نبی، رسولوں کے سردار، خیرالانام ﷺ کے وطن عزیز کی طرف پورے شوق اور پروبال کے ساتھ اڑتا ہے۔

چنانچہ صرف چند اشعار اس عربی قصیدہ سے لکھے جاتے ہیں جن کے پڑھنے سے انسان پر ایک وجد طاری ہو جاتا ہے اور انسان اگر ان کو حفظ کرلے اوران کو یاد کر کے پڑھنا شروع کردے تو اس کے دل میں بھی حبّ رسول پیدا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اسے بھی آنحضرت ﷺ کا قرب عطا فرمائے گا اور اس کے ذہن کو ایک جلا اور روشنی اور نور عطا فرمائے گا۔

اس عربی قصیدہ کا پہلا شعر یوں ہے آپ فرماتے ہیں

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللہِ وَالْعِرْفَانِ
یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ

اے اللہ کے فیض وعرفان کے چشمے! خلقت تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑ رہی ہے۔

فرماتے ہیں۔

جاءوك منهوبين كالعريان
فسترتهم بملاحف الايمان

یعنی وہ تیرے پاس لٹے پٹے برہنہ شخص کی مانند آئے تو تُو نے انہیں ایمان کی چادریں اوڑھا دیں۔

اس شعر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقت کو اُجاگر فرمایا ہے کہ آپ کی قوم کی کیا حالت تھی جب آپ ان میں مبعوث ہوئے۔ ایمانی لحاظ سے، اخلاقی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے وہ قوم بالکل برہنہ تھی۔ اور یہی ان کے زوال کا باعث تھا۔ مگر آپ کی تربیت میں رہ کر آپ کی صحبت میں آکر آپ سے انہوں نے اخلاق کے گر سیکھے اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق جوڑا وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے، یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی آپ کے ساتھ اتنی محبت کرنے لگے کہ وہ بھی تہجد گزار بن گئے۔ ایمان کی روشنی ان میں اس قدر پیدا ہوئی کہ ان میں ہر ایک آسمان اسلام پر ایک روشن ستارہ بن گیا۔ اور دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کرنے لگا۔ اور پھر ان لوگوں کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد آنحضرت ﷺ کی محبت ایسی گھر کر گئی کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر رہے گی۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عبادتوں کے گر سیکھے اور توحید الٰہی کو اپنے سینوں سے لگا لیا اور ایمان کے لحاف میں لپٹ گئے۔

اسی قصیدہ کے اگلے شعر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی مزید قوت قدسیہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

صادفتهم قوما كروث ذلة
فجعلتهم كسبيكة العقيان

یعنی اے رسول تو نے انہیں گوبر کی طرح ذلیل پایا تو تو نے انہیں خالص سونے کی ڈلی بنا دیا۔

اس شعر کی صداقت میں کئی صحابہ کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر یہاں صرف ایک تاریخی واقعہ لکھے دیتا ہوں جو کہ آپ ﷺ کی قوت قدسیہ سے ظہور میں آیا۔ اور کس طرح شیبہ نامی شخص کے دل کے اندر جو پہلے اندھیروں اور غلاظتوں سے بھرا پڑا تھا ایک دم بدل کر خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں فدا ہونے کی خواہش کرنے لگا۔

شیبہ نامی ایک شخص جو مکہ کے رہنے والے تھے اور جو خانہ کعبہ کی خدمت کے لئے مقرر تھے وہ کہتے ہیں میں بھی حنین کی لڑائی میں شامل ہوا مگر میری نیت یہ تھی کہ جس وقت لشکر آپس میں ملیں گے تو میں موقع پا کر رسول ﷺ کو قتل کر دوں گا اور میں نے دل میں کہا عرب اور غیر عرب تو الگ رہے اگر ساری دنیا بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے مذہب میں داخل ہوئی تو بھی میں نہیں ہوں گا جب لڑائی تیز ہوگئی اور ادھر کے آدمی ادھر کے آدمیوں میں مل گئے تو میں نے تلوار کھینچی اور رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونا شروع ہو گیا اس وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ مرے اور آپؐ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ اٹھ رہا ہے جو قریب ہے کہ مجھے بھسم کردے اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنائی دی کہ شیبہ! میرے قریب ہو جاؤ۔ میں جب آپؐ کے قریب گیا آپؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے خدا شیبہ کو شیطانی خیالوں سے نجات دے شیبہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کے ساتھ ہی میرے دل سے ساری دشمنیاں اور عداوتیں اڑ گئیں اور اس وقت سے رسول اللہ ﷺ مجھ کو اپنی آنکھوں سے اپنے کانوں سے اور اپنے دل سے زیادہ عزیز ہو گئے پھر آپؐ نے فرمایا۔ شیبہ! آگے بڑھو اور لڑو، تب میں آگے بڑھا اور اس وقت میرے دل میں سوائے اس کے کوئی خواہش نہیں تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے رسول اللہ ﷺ کو بچاؤں اگر اس وقت میرا باپ زندہ ہوتا اور مرے سامنے آجاتا تو میں اپنی تلوار اس کے سینہ میں بھی گھونپ دینے سے ایک ذرہ دریغ نہ کرتا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۲۳ غزوہ حنین)

حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام کی ایک خاص خصوصیت اور برتری یہ ہے کہ آپ کے اشعار میں جو محبت رسول ہے وہ صرف یوں ہی زبانی قسم کی محبت کا دعویٰ نہ تھا وہ عرفان سے بھری محبت اور عشق تھا۔ جو بلند مقام آنحضرت ﷺ کا آپ کی نظر میں تھا ان کو اشعار کے سانچہ میں آپ نے ڈھالا اور بغیر کسی تصنع کے۔ ایک ایک شعر آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کی لازوال محبت کا اظہار کرتا ہے۔ ہر شعر میں آپ کی صداقت، ایمانیات اور آپؐ کی برتری۔ آپؐ کے کمالات اور آپ کی افضلیت کا مضمون جامع ومانع الفاظ میں کر دیا گیا۔ مثلاً آپ کے اسی قصیدہ کا یہ شعر اس بات کی بھرپور غمازی کر رہا ہے کہ

احييت اموات القرون بجلوة
ماذا يماثلك بهذا الشان

تو نے صدیوں کے مردوں کو ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیا کون ہے جو اس شان میں تیرا مثیل ہو۔

ایک اور شعر میں آپ یوں بیان فرماتے ہیں۔

فَاقَ الْوَرٰی بِکَمَالِهٖ وَ جَمَالِهٖ
وَجَلَالِهٖ وَجَنَانِهِ الرَّیَّانِ

آپ ساری خلقت سے اپنے کمال اور اپنے جمال اور اپنے جلال اور اپنے شاداب دل کے ساتھ فوقیت لے گئے ہیں۔ پس جس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر صبر و استقلال

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کر کے ہرگز تلوار نہیں اُٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے اور جیسا کہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے انہوں نے دم نہ مارا۔ اُن کے بچے اُن کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ آگ اور پانی کے ذریعہ سے عذاب دیئے گئے مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دنیا میں تمام نبیوں کی اُمتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرت انتقام ہونے کے خدا کا حکم سُنکر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے ←

مردِ کامل میں اتنی خوبیاں ہوں۔ اس سے کیوں نہ عشق ہوگا (ﷺ)

آپؑ نے فرمایا۔

لاشك ان محمدا خير الورى
ريق الكرام و نخبة الاعيان

بے شک محمد ﷺ خیرالوریٰ، معززین میں سے برگذیدہ، اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں۔ اسی طرح ایک فارسی شعر میں آپ فرماتے ہیں

عجب نوریست در جان محمدؐ
عجب لعلیست در کان محمدؐ

یعنی اس لعل بے بہا کی شان افضلیت کو یوں حتمی رنگ میں بیان کیا کہ اس میں شک کی گنجائش نہیں رہی کہ آپ بے شک تمام دنیا کے بہترین وجود ہیں یعنی خیرالوریٰ ہیں کوئی خوبی ظاہری و باطنی ایسی نہیں جو آپ میں بدرجہ اتم نہ پائی جاتی ہو اور جس میں آپ نے تمام بنی نوع انسان کو پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو۔

اس قصیدہ سے مزید چند اشعار درج کرتا ہوں۔

و نبينا حى وانى شاهد
وقد اقتطفت قطائف اللقيان

اور ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں اور بے شک میں گواہ ہوں اور میں نے آپ کی ملاقات کے ثمرات حاصل کئے ہیں

انى لقد احييت من احيائه
واها لاعجاز فما احيانى

بے شک میں آپ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں۔ سبحان اللہ! کیسا اعجاز ہے اور مجھے کیا خوب زندہ کیا ہے

يارب صل على نبيك دائما
فى هذه الدنيا وبعث ثان

اے مرے اللہ! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیجتا رہ۔ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی (اللهم صل على محمد و على آل محمد و بارك وسلم انك حميد مجيد)

ایک فارسی شعر میں اپنے قلبی جذبات کا اظہار آنحضرت ﷺ کے لئے اس طرح فرماتے ہیں۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

کہ میرے دل میں اس سردار دو عالم کی مدح کا جوش ٹھاٹھیں مار رہا ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔

''حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کے روحانی مقام کے بیان میں اور آپ ﷺ کے فیض اور آپ سے محبت کے اظہار میں نہایت درجہ سادہ اور سہل زبان میں مگر معارف سے بھرا ہوا منظوم کلام آپؐ کے عشق اور محبت میں بیان فرمایا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اسکی ثناء یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

❁

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرامم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے
(درثمین)

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد
وبارك وسلم انك حميد مجيد

❁❁❁

سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ

بدر گاہِ ذی شان خیر الانام   شفیع الوریٰ مرجع خاص و عام
بصد عجز و منّت بصد احترام   یہ کرتا ہے عرض آپؐ کا اِک غُلام
کہ اے شاہِ کونینِ عالی مقام
عليك الصلوٰة عليك السلام

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں   جو دیکھا وہ حسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں   کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلق کامل زہے حُسنِ تام
عليك الصلوٰة عليك السلام

خلائق کے دِل تھے یقیں سے تہی   بُتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی   کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپؐ کے دم سے اس کا قیام
عليك الصلوٰة عليك السلام

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے   دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے   شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
بیاں کر دیئے سب حلال و حرام
عليك الصلوٰة عليك السلام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال   وہ سب آپؐ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال   ہر اِک رنگ ہے بس عدیم المثال
لِیا ظُلم کا عفو سے انتقام
عليك الصلوٰة عليك السلام

مقدّس حیات اور مُطہر مذاق   اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہاں گیر یکراں براق   کہ بگذشت ازقصر نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عليك الصلوٰة عليك السلام

علمدارِ عُشاقِ ذاتِ یگاں   سپہدارِ افواجِ قُدوسیاں
معارف کا اِک قُلزمِ بیکراں   افاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
عليك الصلوٰة عليك السلام

دستکش بنالیا جیسا کہ انہوں نے بنایا؟ کس کے پاس اِس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوت بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذا اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا؟ ہمارے سید و مولیٰ اور آپکے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جان نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خون ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اس کا باعث کوئی بُزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سُنکر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے۔ بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے اور گو ہم تمام دنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں تب ←

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے آنحضرت ﷺ سے عشق کے متعلق صحابہؓ کی گواہیاں

(حافظ سید رسول نیاز، انچارج تلگوڈیسک، نظارت نشرواشاعت قادیان)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴿۲۴﴾

﴿سورۃ التوبہ:24﴾

ترجمہ:۔تو کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہارے اَزواج اور تمہارے قبیلے اور وہ اموال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں گھاٹے کا خوف رکھتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ پیارے ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے۔ اور اللہ بدکردار لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اِس آیت کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ کی جماعت عملاً خدا تعالیٰ سے محبت کرنے والی تھی اور محبت بھی ایسی کامل رکھتی تھی کہ اُس کے مقابلہ میں نہ ماں باپ کی محبت ٹھہرتی تھی اور نہ بیٹوں کی محبت ٹھہرتی تھی، نہ بھائیوں کی محبت ٹھہرتی تھی، نہ بیویوں کی محبت ٹھہرتی تھی، نہ قبیلہ اور قوم کی محبت ٹھہرتی تھی، نہ مال اور تجارت کی محبت ٹھہرتی تھی اور نہ جائدادوں اور مکانوں کی محبت ٹھہرتی تھی حدیثوں میں آتا ہے کہ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 207، مطبوعہ بیروت 1978ء)

یعنی کوئی تم میں سے ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ اور اُس کا رسول اُس کو باقی سب چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے۔

اِسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے کہا یارسول اللہ! مَیں آپ سے بڑی محبت کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا کتنی؟ اُس نے کہا جتنی مجھے اپنے بچوں سے محبت ہے۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔تو پھر تم مؤمن نہیں ہوسکتے۔ایمان کے لئے اِس سے زیادہ محبت کی ضرورت ہے اُس نے کہا۔ یارسول اللہ! مَیں آپ سے اپنے جتنی محبت رکھتا ہوں۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔اب بھی تم مؤمن نہیں ہوسکتے۔کیونکہ ایمان کے لئے اِس سے زیادہ محبت کی ضرورت ہے۔ اُس نے کہا۔ یارسول اللہ! مَیں آپ سے اپنی جان اور اپنے مال اور اپنے بیوی بچوں سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔اب تم مؤمن ہو۔

(انوار العلوم جلد ۲۳ صفحہ 157 شائع کردہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن۔مطبع ضیاء الاسلام پریس)

پس ایمان کی تکمیل کے لئے اشد ضروری ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دنیا کے تمام رشتوں سے بڑھکر محبت ہو۔ حدیث شریف میں ایک اور جگہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تین باتیں ہیں جس میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اُسے زیادہ محبوب ہو۔دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے اُس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اُس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک مَیں اسے اُس کے والدین اور اُس کی اولاد سے عزیز نہ ہوں''۔(ایضاً)

قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ کے مذکورہ بالا ارشادات کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدل وجان بے پناہ عشق تھا۔جو کہ قولی اور عملی صورت میں ثابت ہوچکا ہے۔حدیثِ نبویؐ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی جان اور ماں باپ سے بھی آپ کو زیادہ پیارا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہوکر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کرسکتے ہیں، لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کرسکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔''(پیغام صلح صفحہ ۳۰ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۵۹)

اسی بے انتہا عشق کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے غیرت کا اظہار کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔

''کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمنِ رسول بن گئے۔اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کرلیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا۔اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم ﷺ کی کی گئی دُکھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۲۔۵۱)

بھی ہم کسی اُمت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے اور اگر پہلوں میں سے کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سُنتے ہیں تو فی الفور دل میں گذرتا ہے کہ قرائن اِس بات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ اس صبر کا موجب دراصل بُزدلی اور عدمِ قدرت انتقام ہو مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو درحقیقت سپاہیانہ ہنر اپنے اندر رکھتا ہو اور بہادر اور قوی دل کا مالک ہو اور پھر وہ دُکھ دیا جائے اور اس کے بچے قتل کئے جائیں اور اُس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے۔ یہ وہ مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر یعنی تیرہ برس برابر ہمارے نبی کریم اور آپ کے صحابہ سے ظہور میں آئی ہے۔اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا جس کا سلسلہ تیرہ برس کی دراز مدت تک لمبا تھا درحقیقت بے نظیر ہے اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلاوے کہ گذشتہ راستبازوں میں اس قسم کے صبر کی نظیر کہاں ہے؟'' (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 11،10)

قارئینِ کرام! آج جماعتِ احمدیہ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ سے بڑھ کر ہم احمدی حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں۔لیکن یہ انتہائی بے بنیاد الزام ہے۔حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ عشق اور اللہ تعالیٰ کا عرفان سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ بعینہٖ اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ عشق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا عرفان سب سے زیادہ امام الزماں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو حاصل تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بروزِ کامل کے طور پر بعثتِ ثانیہ کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔اِسی لئے جب کبھی اور جہاں کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک ہوتی یا آپؐ پر کوئی اعتراض ہوتا تو آپؑ ہرگز اس بات کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے آنحضرت ﷺ سے عشق کے متعلق صحابہ رضوان اللہ علیھم کی چند گواہیاں پیش کی جاتی ہیں

(1) مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے کی روایت ہے کہ مَیں نے مرزا سلطان احمد صاحب سے پوچھا کہ حضرت صاحب کے ابتدائی حالات اور عادات کے متعلق آپ کو جو علم ہو وہ بتائیں تو انہوں نے جواب دیا کہ والد صاحب ہر وقت دین کے کام میں لگے رہتے تھے......ہاں ایک بات مَیں نے خاص طور پر دیکھی ہے کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق والد صاحب ذراسی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذراسی بھی بات کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے اِس مضمون کو بار بار دہرایا اور کہا کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق مَیں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرۃ المھدی روایت نمبر ۱۹۶ شائع کردہ نظارت نشر واشاعت اگست ۲۰۰۸)

(2) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کسی تقریر یا مجلس میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو بسا اوقات اِن محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرماتے کہ ’’ہمارے آنحضرتؐ ‘‘ نے یوں فرمایا ہے۔ اِسی طرح تحریر میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بعد صرف آپؐ نہیں لکھتے تھے بلکہ پورا درود یعنی ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ لکھا کرتے تھے۔

خاکسار (مرزا بشیر احمد ایم۔اے) عرض کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اِس کمال کے مقام پر تھی جس پر کسی دوسرے شخص کی محبت نہیں پہنچتی۔

(سیرۃ المھدی روایت نمبر ۷۵۴ شائع کردہ نظارت نشر واشاعت اگست ۲۰۰۸)

(3) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ بیان فرماتے ہیں۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ مَیں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا، آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اِس زمین پر برسی اور اُسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچ کہی تھی کہ ’’کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن‘‘ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اِسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ’’کَانَ خُلُقُهٗ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَاِتّبَاعِهٖ علیہ الصلوۃ والسلام‘‘

(سیرۃ المھدی روایت نمبر ۹۷۵ شائع کردہ نظارت نشر واشاعت جولائی ۲۰۰۸)

(4) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اےؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے اخلاقِ ذاتی کا مطالعہ کیا جاوے تو خدا اور اُس کے رسول کی محبت ایک نمایاں حصہ لئے ہوئے نظر آتی ہے۔ آپ کی ہر تقریر و تحریر ہر قول وفعل ہر حرکت وسکون اِسی عشق ومحبت کے جذبہ سے لبریز پائے جاتے ہیں۔ اور یہ عشق اِس درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا کہ تاریخِ عالم میں اِس کی نظیر نہیں ملتی، دشمن کی ہر سختی کو آپ اِس طرح برداشت کر جاتے تھے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں اور اس کی طرف سے کسی قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی اور بدزبانی آپ کے اندر جوش غیظ وغضب کی حرکت نہ پیدا کر سکتی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود باجود کے خلاف ذراسی بات بھی آپ کے خون میں وہ جوش اور اُبال پیدا کر دیتی تھی کہ اُس وقت آپ کے چہرہ پر جلال کی وجہ سے نظر نہ جم سکتی تھی۔ دشمن اور دوست، اپنے اور بیگانے سب اِس بات پر متفق ہیں کہ جو عشق ومحبت آپ کو سرورِ کائنات کی ذات والا صفات سے تھا اُس کی نظیر کسی زمانہ میں کسی مسلمان میں نہیں پائی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی زندگی کا ستون اور آپ کی روح کی غذا بس یہی محبت ہے۔ جس طرح ایک عمدہ قسم کے اسفنج کا ٹکڑہ جب پانی میں ڈال کر نکالا جاوے تو اُس کا ہر رگ وریشہ اور خانہ وگوشہ پانی سے بھر پور نکلتا ہے اور اُس کا کوئی حصہ ایسا نہیں رہتا کہ جس میں پانی کے سوا کوئی اور چیز ہو، اِسی طرح ہر دیکھنے والے کو نظر آتا تھا کہ آپ کے جسم اور روح مبارک کا ہر ذرّہ عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول سے ایسا بھرپور ہے کہ اِس میں کسی اور چیز کی گنجائش نہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَعَلٰی مُطَاعِهٖ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّم۔ واقعی جو ایمان محبت سے خالی ہے وہ ایک کوڑی کے مول نہیں۔ وہ ایک خشک فلسفیانہ عقیدہ ہے۔ جس کا خدا کے دربار میں کچھ بھی وزن نہیں۔ اعمال کا ایک پہاڑ جو عشق ومحبت سے معرّا ہے محبت کے ایک ذرّہ سے جو اعمال سے خالی ہو وزن میں کمتر ہے۔ مجھے وہ وقت کبھی نہیں بھولتا جب مَیں نے حدیث میں یہ پڑھا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تم جو قیامت کا پوچھتے ہو تو اُس کے لئے تم نے تیاری کیا کی ہے؟ اُس شخص نے عرض کیا ’’یا رسول اللہ نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کی تیاری تو زیادہ ہے نہیں۔ مگر ہاں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت دل میں رکھتا ہوں‘‘۔ مجھے وہ وقت نہیں بھولا کہ جب مَیں نے اُس شخص کا یہ قول پڑھا اور میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی اور مَیں اِس خوشی کو کبھی نہیں بھولوں گا اور نہ بھول سکتا ہوں کہ جب میری نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کے اِس جواب پر پڑی کہ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ یعنی ’’تسلی رکھ تو وہیں رکھا جاویگا جہاں تیرے محبوب لوگ ہوں گے‘‘ ایک دوسرے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی انسان کو اُس کے محبوب کے پاس رکھا جاوے گا۔ میرا یہ مطلب نہیں حاشا وکلا کہ اعمال کے پہلو کمزور کر کے دکھاؤں۔ قرآنِ شریف میں مؤمن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں بھی ایمان کا ذکر کیا ہے وہاں لازماً ساتھ ہی اعمالِ صالحہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات عقلاً بھی محال ہے کہ محبت اور ایمان تو ہو مگر اعمالِ صالحہ کے بجالانے کی خواہش اور کوشش نہ ہو۔ عملی کمزوری ہو جانا ایک علیحدہ امر ہے مگر سنتِ نبویؐ کی اتباع اور اعمالِ صالحہ کے بجالانے کی خواہش اور کوشش کبھی ایمان سے جدا نہیں ہو سکتے اور جو شخص محبت کا مدعی ہے اور اپنے محبوب کے احکام اور منشاء کے پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتا وہ اپنے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔ پس میری اِس بیان سے ہرگز یہ مراد نہیں

ہمارے سید ومولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح نہایت وسیع اور عام اور مسلم الطوائف ہے

ہر یک بدکاری کا استیصال کیا شراب کو جو اُمّ الخبائث ہے دور کیا قمار بازی کی رسم کو موقوف کیا دختر کشی کا استیصال کیا

’’ہمارے سید ومولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح نہایت وسیع اور عام اور مسلم الطوائف ہے۔ اور یہ مرتبہ اصلاح کا کسی گذشتہ نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ اور اگر کوئی عرب کی تاریخ کو آگے رکھ کر سوچے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس وقت کے بت پرست اور عیسائی اور یہودی کیسے متعصب تھے اور کیونکر ان کی اصلاح کی ←

کہ اعمال کی اہمیت کو کم کر کے دکھاؤں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اخلاص و محبت کی اہمیت کو واضح کروں اور اِس حقیقت کی طرف اشارہ کروں کہ خشک ملانوں کی طرح آنکھیں بند کر کے محض شریعت کے پوست پر چنگل مارے رکھنا ہرگز فلاح کا راستہ نہیں ہے۔

(سیرۃ المہدی جلد اول روایت نمبر ۳۲۴)

(5) حضرت میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب غالباً اُس کا نام محمد سعید تھا ۔ قادیان میں دیر تک رہا تھا۔ ایک روز حضور علیہ السلام بعد نماز مسجد مبارک میں حاضرین مسجد میں بیٹھے ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک فرما رہے تھے کہ اُس عرب کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غریب تھے'' پس عرب کا یہ کہنا ہی تھا کہ حضور علیہ السلام کو اِس قدر رنج ہوا کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور محمد سعید عرب پر وہ جھاڑ ڈالی کہ وہ متحیر اور مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اُس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ فرمایا کہ ''کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب تھا جس نے ایک رومی شاہی ایلچی کو اُحد پہاڑ پر سارا کا سارا مال مویشی عطا کر دیا تھا وغیرہ۔ اُس کو مالِ دنیا سے لگاؤ اور محبت نہ تھی''

(سیرۃ المہدی روایت نمبر ۱۲۴۶ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت اگست ۲۰۰۸)

(6) بابو محمد عثمان صاحب ؓ روایت کرتے ہیں کہ لالہ ملاوامل کا ذکر اکثر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہے۔ اِس لئے میں نے اُن سے ملنا چاہا، ایک دن بورڈنگ سے واپسی پر بازار میں میں اُس کے پاس گیا، اور ایک دکان پر جا کر اُس سے ملاقات کی۔ میں نے کہا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل عمر میں دیکھا ہے، آپ نے اُن کو کیسا پایا ؟ وہ کہنے لگا کہ **میں نے آج تک مسلمانوں میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔** اس پر میں نے کہا۔ کہ آپ نے اِن کے دعویٰ کو کیوں قبول نہ کیا ؟ اِس کے جواب میں اُس نے کہا۔ یہ ذکر جانے دیجئے۔ یہ لمبی بحث ہے۔

(سیرۃ المہدی روایت نمبر ۸۸۴ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت جولائی ۲۰۰۸)

(7) حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک ؓ کی روایت ہے کہ حضرت صاحب نے بہت مرتبہ زبانِ مبارک سے فرمایا کہ میں نے بار ہا بیداری میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کی ہے اور کئی حدیثوں کی تصدیق آپ سے براہِ راست حاصل کی ہے۔ خواہ وہ لوگوں کے نزدیک کمزور یا کم درجہ کی ہوں۔

خاکسار (مرزا بشیر احمد ایم۔اے) عرض کرتا ہے بیداری کی ملاقات سے کشف مراد ہے اور حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ کئی ایسی حدیثیں ہیں جو محدثین کے نزدیک کمزور ہیں۔ مگر درحقیقت وہ درست اور صحیح ہیں۔) سیرۃ المہدی روایت نمبر ۲۷۵ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت جولائی ۲۰۰۸)

(8) حضرت میر عبدالرحمٰن صاحب رینج افسر بارہ مولا کشمیر روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد خواجہ حبیب اللہ صاحب ؓ مرحوم ومغفور ساکن گاگرن کشمیر نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ حضورا درود شریف کس قدر پڑھنا چاہئے؟ حضور نے فرمایا کہ ''تب تک پڑھنا چاہئے کہ زبان تر ہو جائے۔''

سیرۃ المہدی روایت نمبر ۱۲۱۹ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت جولائی ۲۰۰۸)

(9) کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکونگا!

حضرت بانی جماعت احمدیہ کے فرزند حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ طبیعت ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لیے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہیئے۔ اِس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی اُنگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔''

حضرت نانا جان کی بات سُن کر فرمایا:

''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔''

یہ ایک خالصتاً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اُس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشقِ رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کسے خواہش نہیں مگر ذرا اُس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسول پاکؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی چل پڑتی ہے۔'

(سیرۃ طیبہ، صفحہ ۳۵، ۳۶ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت جولائی ۲۰۰۸)

(10) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبد الکریم صاحبؓ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ دوپہر کے وقت مسجد مبارک میں داخل ہوا تو اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ اکیلے گنگناتے ہوئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر پڑھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ ٹہلتے بھی جاتے تھے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

میری آہٹ سن کر حضرت صاحب نے چہرے پر سے رومال والا ہاتھ اُٹھالیا تو مَیں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے ۔ حضرت حسانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور گویا آپ کے درباری شاعر تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر یہ شعر کہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ پر تیری موت سے میری آنکھ اندھی ہو گئی اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے پرواہ نہیں کیونکہ مجھے تو بس تیری ہی موت کا ڈر تھا جو واقع ہو چکی۔'' اِس شعر کے کہنے والے کی محبت کا اندازہ کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں۔ مگر اس شخص کے سمندر عشق کی تہ کو کون پہنچے کہ جو اِس واقعہ کے تیرہ سو سال بعد تنہائی میں جب کہ اُسے خدا کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں ہے جن کی آنکھیں بات بات پر آنسو بہانے لگ جاتی ہیں بلکہ وہ، وہ شخص ہے کہ جس پر اُس کی زندگی میں مصائب کے پہاڑ ٹوٹے اور غم والم کی آندھیاں چلیں مگر اُس کی آنکھوں نے اس کے جذبات قلب کی کبھی غمازی نہیں کی۔

پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا کہ یہ شعر مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے سامنے پڑھا تھا۔ اور مجھے سُنا کر فرمایا کہ کاش! حسان کا یہ شعر میرا ہوتا اور میرے تمام شعر حسان کے ہوتے۔ پھر آپ چشم پُر آب ہو گئے۔ اِس وقت حضرت اقدس نے یہ شعر کئی بار پڑھا۔

خاکسار (مرزا بشیر احمد) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حسان بن ثابت ؓ کے شعر کے متعلق پیر سراج الحق صاحب سے جو الفاظ فرمائے وہ ایک خاص قسم کی قلبی کیفیت کے مظہر ہیں۔ جو اِس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل پر طاری ہو گی۔ ورنہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ محبت جھلکتی ہے جس کی مثال کسی دوسری جگہ نظر نہیں

صد ہا سال سے نومیدی ہو چکی تھی۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھئے کہ قرآنی تعلیم نے جوان کے بالکل مخالف تھی کیسی نمایاں تاثیریں دکھلائیں اور کیسی ہر یک بد اعتقاد اور ہر یک بدکاری کا استیصال کیا۔ شراب کو جو اُمّ الخبائث ہے دُور کیا۔ قمار بازی کی رسم کو موقوف کیا دختر کشی کا استیصال کیا اور جو انسانی رحم اور عدل اور پاکیزگی کے برخلاف عادات تھیں سب کی اصلاح کی۔ ہاں مجرموں نے اپنے جرموں کی سزائیں بھی پائیں جن کے پانے کے وہ سزاوار تھے۔ پس اصلاح کا امر ایسا امر نہیں ہے جس سے کوئی انکار کر سکے۔''

(روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 366 نور القرآن نمبر 1 صفحہ 28 حاشیہ)

آتی۔اور کسی دوسرے کلام میں عشق کا وہ بلند معیار نظر نہیں آتا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق نظر آتا ہے۔

(سیرۃ المہدی روایت نمبر ۴۳۳ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت جولائی ۲۰۰۸ء)

(11) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کس قدر عشق تھا اس بارہ میں حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

''آپ کبھی کسی شخص پر اپنے ذاتی کام اور ذاتی نقصان کی وجہ سے ناراض نہیں ہوئے اور کوئی ایسی مثال نہیں پائی جاتی۔لیکن جب کوئی مقابلہ دین کا پیش آجاوے تو آپ اس موقعہ پر کبھی اُس کو نظر انداز نہ کرتے تھے اور اس معاملہ میں کبھی کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے خواہ وہ کتنا عزیز اور رشتہ داری کے تعلقات ہی رکھنے والا کیوں نہ ہو۔یہ ناممکن تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف یا قرآنِ مجید کے خلاف کوئی بات سن سکیں۔

اس معاملہ میں آپ اُن لوگوں کو مستثنیٰ کرتے تھے جو اسلام کے پہلے سے مخالف ہیں جیسے آریہ یا عیسائی وغیرہ اُن کو اعتراض کا موقعہ دیتے اور اُس کا جواب دیتے اس صورت میں آپ کی غیرتِ دینی کا اقتضاء یہ ہوتا تھا کہ کوئی ایسا اعتراض بلا جواب نہ چھوڑتے تھے۔لیکن اگر کوئی مسلمان کہلا کر کبھی ایسی بات کہہ دیتا یا کوئی ایسا فعل کرتا جس سے کسی نہ کسی پہلو سے قرآنِ مجید یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر یا ہتک ہوتی تو آپ اس کو برداشت نہیں کرتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کو جو محبت اور عشق تھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔
چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

غرض دنیا کی تمام محبوب ترین چیزوں میں سے آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود بہت پیارا تھا اور وہ اس محبت اور پیار کو اُس وقت سے رکھتے جبکہ شیر خوار تھے۔خود فرماتے ہیں:

عشق تو دارم از اں روز یکہ بودم شیر خوار

اور اس محبت اور عشق کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش پیدا ہو گیا تھا کہ اُس کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کو ہمیشہ آمادہ رہتے تھے۔یہ محبت اور یہ عشق ایک معرفت کا مقام تھا۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو جس رنگ میں آپ نے ظاہر کیا ہے تیرہ سو سال کے اندر اس کی نظیر نہیں ملتی۔غرض اس غیرتِ دینی نے ہمیشہ اپنے وقت پر اپنا جلوہ دکھایا اور یہ ظہور آپ کی بعد بعثت اور قبل بعثت یکساں تھا جیسا کہ میں واقعات سے بتاتا ہوں۔

اپنی حقیقی چچی کے ہاں جانا چھوڑ دیا:

ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دنیا میں کوئی دعویٰ نہ تھا بلکہ دنیا آپ کو نہ جانتی تھی۔براہینِ احمدیہ بھی ابھی لکھی جانی شروع نہ ہوئی تھی۔حضرت مسیح موعود کے ایک چچا مرزا غلام حیدر مرحوم تھے۔اُن کی اہلیہ بی بی صاحب جان تھیں۔ایک مرتبہ اُن کے منہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا باوجود اس احترام کے جو آپ بزرگوں کا کرتے تھے اس بات کا اثر آپ کی طبیعت پر اس قدر ہوا اور اس قدر بے تابی آپ کے قلب میں پیدا ہوئی کہ اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر نمایاں تھا۔وہ غصہ سے تمتما رہا تھا۔اس حالت میں آپ کا کھانا بھی چھوٹ گیا محض اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیوں بے ادبی ہوئی؟ اس قدر رنج آپ کو ہوا کہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔مخدومی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب جو اس روایت کے راوی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب کو بہت ہی غصہ تھا اور انہوں نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر اُن کے ہاں کھانا پینا ترک کر دیا۔یہ ایک ہی واقعہ آپ کی زندگی میں نہیں گذرا بلکہ اس قسم کے متعدد واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں جن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ عشق کا جذبہ پھوٹ پڑتا تھا''۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی صفحہ 270)

جنگِ مقدس میں چائے کی دعوت کا انکار:

۱۸۹۳ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جس کا نام جنگِ مقدس رکھا گیا ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے چائے کی دعوت پر آپ کو اور آپ کے خدام کو بلانا چاہا۔آپ نے محض اس بناء پر صاف انکار کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور نعوذ باللہ آپ کو جھوٹا کہتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں۔میں نہیں پسند کرتا۔ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی کہ اُن کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم اُن کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ 272)

لاہور آریہ سماج کا واقعہ:

''آپ کی زندگی کے آخری سال ۱۹۰۷ء میں لاہور میں آریہ سماج کا جلسہ تھا۔اس جلسہ میں انہوں نے ایک مذہبی کانفرنس کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنا مضمون بھیجنے کی دعوت دی۔چنانچہ آپ نے وہ مضمون لکھا جو چشمۂ معرفت کے اوّل میں چھپا ہوا ہے۔اس مضمون کے سنانے کیلئے حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مامور ہوئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ بھیجی گئی آریوں نے اپنی نوبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں دل آزار کلمات بولے آپ نے جب یہ سنا کہ ہماری جماعت کے لوگ ان کلمات کو سنکر بیٹھے رہے تو آپ نے اظہارِ ناراضگی فرمایا کہ کیوں جماعت کے لوگ وہاں بیٹھے رہے باوجودیکہ حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ بہت احترام فرماتے تھے اور اُن سے بہت محبت رکھتے تھے۔مگر اس فروگذاشت میں جو حاضرینِ مجلس سے ہوئی تھی آپ نے کسی کی پرواہ نہ کی اور اظہارِ ناراضگی فرمایا۔حضرت خلیفہ ثانیؓ بھی اس وفد میں شریک تھے اور وہ اس وقت وہاں سے آنا چاہتے تھے۔مگر ایک دوست نے کہہ دیا کہ راستہ نہیں ہے (اور فی الواقعہ نہیں تھا) ان کو بھی اُٹھنے نہ دیا۔باوجودیکہ آپ کو بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر یہ غلطی اُن کی بھی قابلِ معاف نہیں سمجھی گئی اور اُن سے جواب طلب کیا گیا کہ **کیوں تم اُس مجلس سے اُٹھ نہ آئے جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک ہوئی تھی۔**

کاش وہ جو عداوت اور مخالفت کی نظروں سے آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو دیکھتے ہیں ان واقعات پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر فنا اور گمشدہ ہے۔وہ انسان جو آپؐ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش رکھتا ہے کہ اپنے عزیزوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے محض اس بناء پر کہ اُن میں سے کسی نے دانستہ یا نادانستہ سوءِ ادبی کی وہ جو اپنے اخص اور مخلص اور وفادار اور جان نثار دوست اور خدا تعالیٰ کی بشارت کے ایک موعود بیٹے اور اپنی جماعت کے بعض لوگوں پر اس لئے ناراض ہو جاتا ہے کہ کیوں انہوں نے اُس مجلس کو نہیں چھوڑا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے ادبی کے کلمات بولے گئے۔وہ اسلام کا حقیقی پرستار اور خیر خواہ ہے یا دشمن! غور کرو اور سوچو!

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 272-274)

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''غرض آپ کی زندگی میں جب کبھی ایسا

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے

''ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔مکّہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔اور پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھیرایا۔''

(روحانی خزائن جلد 17 اربعین نمبر 4 صفحہ 13)

موقعہ آیا آپ نے غیرتِ دینی کا اظہار پورے جوش سے فرمایا ۔آپ کو لوگوں نے گالیاں دیں، ہر قسم کی تحقیر کی ۔سامنے بیٹھ کر برا بھلا کہا۔آپ کو کبھی غصہ نہیں آیا اور آپ نے عفو وکرم کا اظہار کیا ۔مگر جو امر آپ کی برداشت سے باہر تھا وہ ایک ہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر نہ سن سکتے تھے۔‘‘(سیرت مسیحِ موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ:274)

چودھری غلام محمد صاحب کی روایت ہے کہ جب مَیں قادیان آیا تو حضرت صاحب نے سبز پگڑی باندھی ہوئی تھی ۔ مجھے یہ دیکھ کر کچھ گراں گذرا کہ مسیحِ موعود علیہ السلام کو رنگدار پگڑی سے کیا کام ۔پھر مَیں نے مقدمہ ابنِ خلدون میں پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سبز لباس میں ہوتے تھے تو آپ کو وحی زیادہ ہوتی تھی۔ (سیرۃ المہدی روایت نمبر ۱۲۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے انتہا عشق کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپؐ کی طرف کوئی غلط اور مشرکانہ اُمور منسوب نہ کئے جائیں۔ چنانچہ اِس سلسلہ میں بھی ایک گواہی قارئینِ کرام ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے تو شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری نے اپنے مکان پر حضرت صاحب کو دعوت دی چنانچہ حضرت صاحب اُن کی کوٹھی پر تشریف لے گئے ۔اِس موقعہ پر حضرت مستری محمد موسیٰ صاحبؓ نے حضرت صاحب سے سوال کیا کہ حضور لوگوں میں مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر مکھی بھی نہیں بیٹھتی تھی اور جب آپ پاخانہ کرتے تھے تو زمین اُسے فوراً نگل لیتی تھی کیا یہ درست ہے؟ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ فضول باتیں ہیں جو یونہی بعد میں لوگوں نے بنالی ہیں اور پھر آپ نے چند منٹ تک اِس قسم کے مسئلوں سے متعلق ایک مختصر سی اصولی تقریر فرمائی جس کا ماحصل یہ تھا انبیاء اپنے جسمانی حالات میں دوسرے لوگوں کی طرح ہوتے ہیں۔اور خدا کے عام قانون کے باہر اُن کا طریق نہیں ہوتا۔ مَیں اِس وقت بچہ تھا مگر یہ باتیں اور اِس مجلس کا نقشہ اب تک میرے ذہن میں اِسی طرح تازہ ہے۔

(سیرۃ المہدی روایت نمبر ۳۲۹ شائع کردہ نظارت نشر واشاعت جولائی ۲۰۰۸)

آج ہم تمام احمدیوں کو بھی ضرورت ہے کہ ہادیٔ کامل، رحمتِ عالم سے اپنی جان، ماں باپ اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت کریں اور آپ کے احکامات پر عمل کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود بھیجیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’ہماری آگ تو ایسی ہونی چاہئے جو ہمیشہ لگی رہنے والی آگ ہو۔ وہ آگ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق و محبت کی آگ جو آپ کے ہر اُسوہ کو اپنانے اور دنیا کو دکھانے کی آگ ہو۔ جو آپ کے دلوں اور سینوں میں لگے تو پھر لگی رہے۔ یہ آگ ایسی ہو جو دعاؤں میں بھی ڈھلے اور اِس کے شعلے ہر دم آسمان تک پہنچتے رہیں۔ پس یہ آگ ہے جو ہر احمدی نے اپنے دل میں لگانی ہے اور اپنے دردکو دعاؤں میں ڈھالنا ہے ......اِس پُرفتن زمانے میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں ڈبوئے رکھنے کے لئے اپنی نسلوں کو احمدیت اور اسلام پر قائم رکھنے کے لئے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورۃ الاحزاب آیت 57)

کہ اے لوگو! تم بھی اُس رسول پر درود اور سلام بھیجا کرو کیونکہ اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ❁❁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے نظیر فارسی منظوم کلام

عجب نوریست در جانِ محمدؐ　　عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف　　کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

عجب دارم دل آں ناکساں را　　کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم　　کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزار ست صد بار　　کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خُدا خود سوزد آں کِرمِ دنی را　　کہ باشد از عدوانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس　　بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت　　بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش　　محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ　　دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم　　نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند　　نتابم رُو زِ ایوان محمدؐ

بکارِ دیں نترسم از جہانے　　کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ

بسے سہلست از دُنیا بریدن　　بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من　　کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر اُستاد را نامے ندانم　　کہ خواندم در دبستاں محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم　　کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ

مرا آں گوشۂ چشمے بباید　　نخواہم جُز گلستانِ محمدؐ

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید　　کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم　　کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ

تو جانِ ما منوّر کر دی از عشق　　فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ　　نباشد نیز شایانِ محمدؐ

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں راہ　　کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ

اَلا اے دشمنِ نادان و بے راہ　　بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم　　بجو در آل و اَعوانِ محمدؐ

اَلا اے منکر از شانِ محمدؐ　　ہم از نور نمایانِ محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام ونشاں است　　بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

❁❁❁

اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا

’’مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘‘ (اربعین حصہ اوّل صفحہ 7-8)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق

(شیخ محمد زکریا۔ مربی سلسلہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

قارئین کرام قرآن کریم میں اللہ جل شانہ ہمارے پیارے آقا و مطاع سرور کونین خاتم النبیین ﷺ کے بارہ میں فرماتا ہے کہ:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا○

(احزاب:45-46)

یعنی اے نبی یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کردینے والے سورج کے طور پر۔

جب تک مسلمانوں نے اس چمکتے ہوئے سورج کی کما حقہ قدر کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتے رہے لیکن جب آنحضرت ﷺ کے مقابل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زیادہ عزت و توقیر دی اور اُنہیں زندہ آسمان پر بٹھایا گیا تو اُمت مسلمہ قعر مذلت میں گرگئی۔ مسلمانوں کی ترقی تنزل میں اور فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی۔

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجمعہ:4)

اور لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ حدیث 4897)

کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفی و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔‘‘ (سراج منیر صفحہ 80)

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں پہ شاہ جہاں ہمارا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول اللہ ؐ سے کامل درجہ کا عشق کیا جس کا اظہار کرتے ہوئے آپ خود فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر فر ایں بود بخدا سخت کافرم

اسی جذبہ عشق کو آپؑ نے اپنے صحابہ میں بھی راسخ کردیا۔ چنانچہ آپؑ کے جملہ صحابہ رسول مقبولؐ سے بے پناہ عشق کرتے تھے۔ اس عشق و محبت کی داستان بہت طویل ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں کسی ایک صحابی کے عشق رسولؐ کا مکمل تذکرہ کرنا بھی ناممکن ہے چہ جائیکہ جملہ صحابہ کے عشق رسولؐ کا تذکرہ کیا جائے چنانچہ اختصاراً چند صحابہ کے عشق رسولؐ کے بعض واقعات بغرض ازدیاد ایمان پیش کئے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بارہ میں کچھ بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ربّ کی آیتوں میں سے ایک آیت قرار دیا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 581)

آپؓ حضرت ابوبکرؓ کی طرح بلا تردد حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے، اور اپنا سب کچھ راہ خدا میں قربان کردیا۔ آپ بہت بڑے عاشق رسولؐ تھے۔ 1908ء میں ایڈیٹر رسالہ البیان کے نام خط میں اپنا مذہب و عقیدہ تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم المکی والمدنی محمد بن عبد اللہ۔ ابن آمنہ۔ خاتم النبیین رسول رب العالمین ہیں۔‘‘

(مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 47)

آپؓ فرماتے ہیں:

’’محمد رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء کا سردار اور فخر رسل سمجھتا ہوں اور میں اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس کی امت میں مجھے بنایا اس کے محبّوں میں سے بنایا اس کے دین کے محبّوں میں سے بنایا..... میں سخت بیمار ہوگیا تھا اور میں نے کئی دفعہ یقین کیا تھا کہ میں اب مرجاؤں گا..... اگر میں مرجاتا تو اسی ایمان پر مرتا کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اپنی ذات و صفات میں اور حضرت محمد ﷺ اس کے سچے رسول اور خاتم الانبیاء اور فخر رسل ہیں۔‘‘

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 53-58)

اسی کتاب کے صفحہ 74 میں اپنے عشق رسولؐ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’میں اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ تمام نبوتیں آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئیں بلکہ میں اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ کہ آنحضرت ﷺ نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے بلکہ آپ خاتم النبیین، خاتم الرسل اور خاتم کمالاتِ انسانی تھے۔ یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہیں اور اب آپ کے بعد میرا واہمہ بھی تجویز نہیں کرتا کہ کسی شخص میں ایسے کمالات ہوں۔‘‘

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ 64)

آپؓ آنحضرتؐ سے بے انتہا عشق کرتے تھے۔ بذریعہ خواب آنحضرتؐ کی زیارت ہمیشہ ہوتی تھی۔ عشق رسولؐ ہی کی خاطر آنحضرت ﷺ کے مسیح و مہدیؑ کی بیعت کی اور آپؑ پر جان، مال، وقت اور عزت سب کچھ قربان کرکے بیعت کا ایسا حق ادا کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کے متعلق اپنے ایک شعر میں فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمّت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

عشق رسول ﷺ میں یہاں تک ترقی ہوئی کہ جو زیارت بذریعہ خواب ہوتی تھی وہ بیداری میں ہونے لگی۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نواب خان صاحب تحصیلدار نے ایک بار حضرت مولانا نورالدینؓ سے پوچھا کہ مولانا آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے زیادہ کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اس پر حضرت مولانا صاحبؓ نے فرمایا:

نواب خان! مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ ان میں سے یہ ہوا ہے کہ پہلے مجھے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی، اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ 194)

❁❁❁

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے آپ کے فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ عظیم ترین عاشق رسولؐ تھے اور آنحضرتؐ کی صداقت کے علمبردار تھے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت

صادقوں کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے

’’مَیں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہوکر اور خدا پر افترا کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔‘‘

(اربعین حصہ چہارم صفحہ 5)

مسیح موعودؑ کو پیشگوئی مصلح موعودؓ میں ہی دے دی تھی۔ آپؓ خود اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ ’’میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہؐ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے..... میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہؐ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے..... اور میرا خاتمہ رسول کریمؐ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔

(تقریر بر موقع جلسہ سالانہ 1944ء)

بچپن سے ہی آپ عشق رسول میں مخمور تھے چنانچہ 1907 کے آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

محمدؐ میرے تن میں مثل جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے
وہ ہم کہ فکر دیں سے ہمیں قرار نہیں
وہ تم کہ دین محمدؐ سے کچھ بھی پیار نہیں
کروڑ جاں ہوں تو کردوں فدا محمدؐ پر
کہ اس کے لطف و عنایات کا شُمار نہیں

اسی طرح 1908ء کی نعت رسولؐ میں فرماتے ہیں کہ

محمد پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا ہر ذرّہ ہو قربان احمد
میرے دل کا یہی اک مدّعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یاد یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوب خدا ہے

اس طرح کی نعتوں سے آپ کا منظوم کلام بھرا پڑا ہے جو عشق رسولؐ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپؓ کے دور میں جب اخبار ’’ورتمان‘‘ میں رسول اللہؐ کے خلاف ناپاک مضمون شائع ہوا اور ’’رنگیلا رسول‘‘ جیسی کتاب شائع کی گئی، آپؓ ہی تھے جن کا سب سے زیادہ دل چھلنی ہوا۔ آپ نے تحریرات کے ذریعہ بھی رسول اللہؐ کی عزت کا دفاع کیا اور جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انعقاد کے ذریعہ سے یہ فرض ادا کیا جس کے غیر بھی معترف ہیں۔ اخبار مشرق رقمطراز ہے کہ

’’ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دو جہاں سردار کون و مکان محمد رسول اللہ ؐ کا ذکر خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں مسلمانوں کے ہر فرقہ نے کیا..... ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ اور سنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کرسکتی۔‘‘

(اخبار مشرق گورکھپور 21 جون 1928)

آپ کی تصانیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق سے لبریز ہیں۔ خصوصاً سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، دنیا کا محسن، اسوہ کامل، دیباچہ تفسیر القرآن، سیر روحانی، سیرۃ خیر الرسل وغیرہ تصانیف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرۃ پر ہی محیط ہیں جن کی سطر سطر سے عشق رسالت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

اس عاشق رسولؐ کی فدائیت کا کسی قدر اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوسکتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

’’وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے، اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے۔ اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں کیوں اس سے محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے۔ پھر میں کیوں اس کا قرب تلاش نہ کروں۔ میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے کہ:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ 185)

آپؓ فرماتے ہیں کہ:

’’صلح اور آشتی کیلئے ہم ہر قربانی کیلئے تیار ہیں مگر میں اس کے ساتھ ہی پوری قوت اور زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ جنگل کے درندوں اور سانپوں سے ہم صلح کر سکتے ہیں مگر ہم ان سے کبھی بھی صلح نہیں کر سکتے جو محمد رسول اللہ ؐ کو گالیاں دیتے ہیں۔‘‘

(لیکچر شملہ صفحہ 40)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جو شخص یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپؐ کی امت میں ایسے لوگ پیدا نہیں ہوسکتے جو خدا کے مقرب ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتے ہوں وہ جھوٹا ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کرتا ہے وہ آپؐ کے فیضان کو بند کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت بھی زندہ تھے جب آپؐ جسد عنصری کے ساتھ اس دنیا میں موجود تھے اور اس وقت بھی زندہ ہیں جب آپؐ دنیا سے جاچکے ہیں۔ دنیا پیدا ہوگی اور فنا ہوگی۔ لوگ آئیں گے اور مریں گے۔ نسل انسانی دنیا میں پیدا ہوگی اور مٹے گی مگر میرا رسولؐ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اور اگر اسپر کوئی مجھے پھانسی بھی دینا چاہے تو میں پھانسی کے تختے پر بھی چڑھنے کیلئے تیار ہوں۔‘‘

(سیر روحانی جلد دوم صفحہ 70)

دیکھ لینا ایک دن خواہش برآئیگی میری
میرا ہر ذرّہ محمد پر فدا ہو جائے گا

❀❀❀

حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدسی راجیکیؓ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ آپؓ قبول احمدیت سے قبل ہی عشق رسولؐ میں فنا تھے۔ ایک رویا میں رسول اللہؐ نے آپ کو مشکلات سے بچایا۔ دوسری ایک رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہندوستان پر چڑھائی کرنے والے لشکر میں آپؓ کو شامل کیا۔ آپ کو ہمیشہ رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔ (حیات قدسی صفحہ 8-9)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کا عشق رسول ہی آپ کی قبول احمدیت کا باعث ہوا۔ آپ خود ہی رقمطراز ہیں کہ:

موضع گولیکی میں مثنوی مولانا روم پڑھتے ہوئے جب میں چوتھے دفتر تک پہنچا تو ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میں اور مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حُسنِ اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی نماز کے لئے اس مسجد میں آنکلا۔ مولوی صاحب نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی ایک کتاب دیکھی تو آپ نے پڑھنے کے لئے اُسے لینا چاہا مگر اس سپاہی نے آپ کو روک دیا۔ مولوی صاحبؓ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ کتاب جس بزرگ ہستی کی ہے وہ میرا پیشوا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم لوگ اسے پڑھ کر میرے پیشوا کو بُرا بھلا کہنے لگ جاؤ جسے میری غیرت برداشت نہیں کرسکے گی۔ مولوی صاحبؓ نے کہا کہ آپ بے فکر رہئے ہم آپ کے پیشوا کے متعلق کوئی بُرا لفظ زبان پر نہیں لائیں گے تب اس سپاہی نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو آپ بڑی خوشی سے اس کتاب کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ تین چار روز کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں کیونکہ اس وقت میں تعمیلات کے لئے بعض دوسرے دیہات کے دورہ پر جارہا ہوں واپسی پر یہ کتاب آپ سے لے لوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحبؓ نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن جب میرا کسی کام سے مولوی صاحبؓ کے یہاں جانا ہوا تو میں نے وہی کتاب جو سیدنا حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف آئینہ کمالات اسلام تھی حضور اقدسؑ کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی

میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے

’’اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اِس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اِس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبتِ الٰہی ←

صاحب کی بیٹھک میں دیکھی ۔ جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی ؎

عجب نُوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

میں اس نظم نعتیہ کو اول سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ ۔

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحب کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا اسکے بعد جب میں نے ورق اُلٹا تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منظومۂ گرامی تحریر پایا ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس علیہ السلام کا نام ملحد و دجّال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تاسف پیدا ہوا۔اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحبؓ اندرون خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو مَیں آپؓ سے اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔چنانچہ جب مولوی صاحبؓ بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔مولوی صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمدؑ ہے جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے۔اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس علیہ السلام کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ

دنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہوا ہوگا۔

اس کے بعد پھر میں نے حضور اقدس کے مطاعبات و منظومات پڑھنے شروع کر دیئے تو ایک صفحہ پر حضور انور کے یہ اشعار میرے سامنے آئے ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چوں قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند
صادقم و از طرف مولا بانشانہا آمدم
صد درِ علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدس کے دعوئے عیسویت اور مہدویت کی حقیقت معلوم ہوگئی اور میں نے ۱۸۹۷ء میں غالباً ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

❀❀❀

آخرین کے عظیم شہید حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ نے خدا اور اس کے رسول ﷺ اور امام مہدیؑ کے عشق میں فنا ہو کر جام شہادت نوش فرما کر تاریخ مذاہب عالم میں ایک نیا باب رقم کر دیا۔ سید احمد نور کابلیؓ کی روایت ہے کہ:

’’آپؓ قرآن کریم اور آنحضرتؐ سے سخت محبت اور دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ ہم آپ کے مہمان خانہ میں تیس چالیس آدمی رہتے تھے ہر وقت دین کی باتوں میں مشغول رہتے تھے۔‘‘ (حضرت شہزادہ سید عبد اللطیف شہید از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ 37)

شہزادہ صاحبؓ اپنے عشق رسولؐ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مجھے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک جو مدینہ منورہ میں ہے امرتسر میں ایسی خوشبو آتی تھی کہ جیسے باریک رومال میں کوئی خوشبو اپنے پاس رکھی ہوئی تھی۔‘‘ (حضرت عبد اللطیفؓ از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ 42-68)

ایک دفعہ آپ نے فرمایا پہلے بھی کبھی کبھی حضرت رسول کریم کا بروز مجھ پر آتا تھا مگر مقدر یہ تھا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ سے ملوں گا تو پھر آپ کبھی بھی مجھ سے جدا نہیں ہوں گے۔سو اب بالکل یہی حالت ہے حضور مجھ سے جدا نہیں ہوتے۔

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ قادیان میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو کشوف و الہام ہوتے تھے۔ ایک دن سو کر اٹھے تو بتایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور پھر یہ الہام ہوا۔

جسمه منور معمر معطر يُضِيئُ كَاللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ 8)

کابل میں جب آپ کو مقتل لے جا رہے تھے راستہ میں بہت جلد جلد اور خوش خوش جا رہے تھے اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں راستہ میں ایک مولوی نے پوچھا کہ آپ اتنے خوش کیوں ہیں اور کیوں ایسی جلدی کر رہے ہیں۔آپ نے فرمایا یہ ہتھکڑیاں نہیں ہیں بلکہ محمد ﷺ کے دین کا زیور ہیں۔

(حضرت عبد اللطیف صاحب از مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ 58)

عاشقوں کا شوق قربانی تو دیکھ
خون کی اس راہ میں ارزانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روح ایمانی تو دیکھ
(سیدنا فضل عمر)

❀❀❀

اماں جان حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حد درجہ محبت تھی آخر آپ زوجہ محترمہ بھی تو اس عاشق صادق کی تھیں جس سے بڑھ کر کسی نے عشق رسولؐ کا حق ادا نہیں کیا۔حضرت اماں جان ہر وقت گھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گفتگو سنا کرتیں اور آپؑ کی کیفیت دیکھا کرتی تھیں اور دل ہی دل میں چپ چاپ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتیں۔ آپ صاحبزادگان سے کتب حدیث روزانہ سنتیں۔ کبھی یتیم بچوں میں سے جن کو آپ نے خود پالا تھا کسی ایک کو پاس بٹھا کر اس سے حدیث پڑھوا کر سنتیں۔وفات کے قریب بیماری میں یہ شوق اس قدر بڑھ گیا تھا کہ سنانے والا تھک جاتا لیکن آپ کی پیاس نہ بجھتی۔

(سیرۃ اماں جان مصنفہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ صفحہ 37)

اسی طرح آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ نیک محمد خان صاحب غزنوی تحریر کرتی ہیں۔

حضرت اماں جان احادیث بہت شوق سے سنتیں اور سناتیں۔ یہاں تک کہ جب آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی تو شام کو بعد نماز مغرب جب صاحبزادگان آپ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ فرماتیں مجھے احادیث اور مسئلہ سناؤ۔ (الفضل 5 جون 1952)

آپؓ نہ صرف احادیث پڑھوا کر سنتیں بلکہ بھرپور انداز میں ان پر عمل پیرا ہوتیں۔ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ **انك لعلى خلق عظيم** ۔ یقیناً تو اعلیٰ اخلاق والا ہے اور حضور خود بھی اپنے لئے فرماتے ہیں **انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**۔ میری بعثت اخلاق کی تکمیل کیلئے ہوئی ہے۔حضرت اماں جان نے حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے آقا محمد ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دیکھا۔ چنانچہ آپ انہی اخلاق کا نمونہ بن گئیں۔ مثلاً اُمّ المساکین، بیوہ عورتوں کی سرپرست، یتیموں کی ماں، قیدیوں پر شفقت وغیرہ وغیرہ۔

کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جُھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اُس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ 66)

بے صداؤں کی صدا، بے زبانوں کی زباں
تا ابد قائم رہے تیری وفا کی داستاں
(سیرۃ حضرت اماں جان از لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور صفحہ 141)

❀❀❀

حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کو آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت مسیح موعود اور خلفاء احمدیت سے کمال عشق تھا۔ اس کا اظہار آپ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ کے وجود میں اس نے ہمیں ایک کامل ہادی اور راہنما عطا فرمایا ہے..... غرض آنحضرت ﷺ کی تمام زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کی خاطر ہی تھی ..... آپ قرآن کریم کی تعلیم کا زندہ نمونہ تھے اور کیا ہی اعلیٰ نمونہ تھے اور کیسا کامل نمونہ تھے۔" (ایک عزیز کے نام خط صفحہ 58)

1927ء میں اخبار "مسلم آؤٹ لُک" کے مقدمہ توہین عدالت کی مسلمانان پنجاب کے وکلاء کی طرف سے بطور نمائندہ وکالت کی توفیق بھی آپ کو ملی۔ آپ نے ناموس رسولؐ کے دفاع کا حق ادا کیا۔ اس طرح ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خدمت کی توفیق پائی۔ اس موقع پر تاریخ صحافت میں جماعت احمدیہ کے مخالف مولوی ظفر علی خان بھی اپنے جذبات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے اور فرط جذبات میں آکر آبدیدہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور آپ کو گلے سے لگا لیا۔
(بحوالہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب از محمد اکرام ناصر)

❀❀❀

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ کا عشق رسولؐ آپ کی تصنیف لطیف" سیرۃ خاتم النبیین ﷺ" سے تا قیامت زندہ جاوید رہے گا۔ آپؓ نے فرط عشق سے آنحضرت ﷺ کی شخصیت اور کردار کو موجودہ دور کے ذوق کے مطابق انتہائی دلنشین رنگ میں پیش فرمایا ہے جس کی تعریف کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں سمجھتا ہوں رسول کریم ﷺ کی جتنی سیرتیں شائع ہو چکی ہیں ان میں سے یہ بہترین کتاب ہے۔"

حضرت قمر الانبیاءؓ خود اس کتاب کیلئے یوں دعا گو ہیں کہ:

"اے اللہ تو اپنے فضل سے ایسا کر کہ تیرے بندے اسے پڑھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں اور تیرے برگزیدہ رسول ﷺ کے پاک نمونہ پر چل کر تیری رضا حاصل کریں۔"
(سیرۃ خاتم النبیین پیش لفظ از مکرم سید عبد الحی صاحب)

آپؓ عشق رسول ﷺ میں فنا ہو کر نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"میں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے درد دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مرنے والوں کی جگہ لینے کیلئے تیاری کریں اور اپنے دل میں ایسا عشق اور خدمت دین کا ایسا ولولہ پیدا کریں کہ نہ صرف جماعت میں کوئی خلاء نہ پیدا ہو بلکہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدموں کے طفیل جماعت کی آخرت اس کی اولیٰ سے بھی بہتر ہو۔"
(الفضل 3 مارچ 1960ء بحوالہ انصار اللہ ربوہ ستمبر 1963)

❀❀❀

عاشق رسول عربیؐ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ صاحبہ عشق رسولؐ کی زندہ تصویر تھیں۔ آپ کثرت سے درود شریف پڑھتیں اور ہر ایک کو اس کی تلقین کرتیں۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کا ذکر تھا کہنے لگیں آنحضورؐ کو آخری بیماری میں تیز بخار تھا اس وقت نہ پنکھے تھے نہ اے سی، اس شدید گرمی میں آپ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی یہ کہہ کر آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔
(سیرۃ و سوانح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ از محترمہ سیدہ نسیم سعید صاحبہ صفحہ 161)

آپ کی شاعری عشق رسولؐ میں ڈوبی ہوئی ہے جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

شان تیری گمان سے بڑھ کر ہے
حسن و احسان میں نظیر عدیم
تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا
سرنگوں ہو رہی ہے عقل سلیم
(درعدن صفحہ 18)

"پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار" کے عنوان سے نظم آٹھ آٹھ اشعار کے تین بند ہیں ہر بند میں آپؓ نے آنحضرتؐ کی ایک خصوصیت بیان فرمائی ہے۔ پہلے بند میں امت محمدیہ کو ناامیدی سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ دوسرے بند میں آنحضرتؐ کی اعلیٰ تعلیم اور تیسرے بند میں آپؐ کے عورت کی ہستی پر گراں قدر احسانات کا ذکر فرمایا ہے۔

عشق رسول ﷺ کا اظہار آپؓ کچھ اس طرح فرماتی ہیں کہ:

"ہمارے پیارے نبی کریمؐ کی پاک تعلیم کا ایک بیش بہا ثمرہ اور آپ کا ایک بڑا احسان منجملہ بیشمار احسانات کے یہ بھی ہے کہ آپ پر سچا ایمان لانے والا کبھی رنج و غم یاس و ناامیدی کا شکار ہو کر نہیں مرتا..... حضرت نبی کریمؐ وہ اعلیٰ تعلیم لائے جو ہم کو قطعی ترک دنیا پر مجبور نہیں کرتی۔ اسلام ہم کو خالق و مخلوق ہر دو کے حقوق کی الگ الگ بجا آوری کا حکم دیتا ہے اور دنیا میں رہ کر پھر دنیا سے الگ رہنا سکھاتا ہے..... بشر بن کر ہی خدا کو ڈھونڈنا یہی نمونہ بانی اسلام نے دکھایا ہے....."
(درعدن صفحہ 21-22)

❀❀❀

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ آپؓ کے نعتیہ کلام کے ہر لفظ سے جھلکتا ہے۔ آپ کی ایک بے مثال نعت بعنوان "سلام بحضور سید الانام" جس کا پہلا شعر ہے۔

بدرگاہِ ذی شان خیر الانام
شفیع الوریٰ مرجع خاص و عام

اپنی مقبولیت کی وجہ سے زبان زد عام ہو چکی ہے اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2002ء کے موقع پر فرمایا تھا کہ:

"جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے کبھی ایسی نعت حضرت مسیح موعودؑ کی نعتوں کے بعد نہ سنی نہ دیکھی اور میرا خیال ہے کہ ہمیشہ کیلئے یہ نعت حضرت میر صاحبؓ کو خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔"

آپ کی ایک اور نعت جو بے حد دلنشین ہے اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

محمدؐ مصطفیٰ ہے مجتبیٰ ہے
محمدؐ مہ لقا ہے دلربا ہے
محمدؐ جامع حسن و شمائل
محمدؐ محسن ارض و سماء ہے

اس دلکش نعت کا ہر شعر ہی اتنا پر معانی ہے کہ ہر شعر پر ایک شرح لکھی جاسکتی ہے۔ ان اشعار میں رسول کریم ﷺ کی وہ امتیازی شانیں بیان ہوئی ہیں جو آپ کو باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ٹھہراتی ہیں۔ پس یہ نعت علمی اعتبار سے بھی اور حسن بیان کے اعتبار سے بھی اور اظہار عشق کے اعتبار سے بھی ایک شاہکار ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں مسجد نبوی سے ملحقہ ایک چبوترا بنوایا تھا۔ اس چبوترے پر چھت تھی۔ اس چبوترے کا نام "الصفہ" تھا۔ صحابہ رسولؐ میں سے ایک گروہ تھا جو دن بھر اس چبوترے پر اس غرض سے مقیم رہتا کہ آنحضور ﷺ کی صحبت اور معرفت سے زیادہ سے زیادہ فیض پائیں۔ نیز اس غرض سے بھی کہ حضور ﷺ کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ

حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک ومساوی نہیں ہوسکتا

"بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک ومساوی نہیں ہوسکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔"
(براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۸)

سے نہ جائے۔ یہ صحابہ جو کہ اصحاب الصفہ کہلاتے تھے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ پس اصحاب الصفہ کے شب و روز اسی طرح گزرتے۔ 1936ء میں جب حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ ریٹائر ہوکر قادیان آئے تو آپ نے اپنے گھر کا نام الصفہ رکھا اس نام کا انتخاب ہی گویا آپ کے دل کی کیفیت ظاہر کردیتا ہے۔ دراصل یہ نام ایک ایسے دل کا انتخاب تھا جس کی یہی مرضی اور یہی مراد تھی کہ اپنا ہر دن رسول اللہ ﷺ کے دین کی خدمت میں صرف کرے اور اپنی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد میں گزار دے۔ بحیثیت ڈاکٹر آپ مخلوق خدا کی خدمت کے لئے وقف تھے۔

(حضرت میر محمد اسماعیلؓ تصنیف از سید حمید اللہ نصرت پاشا صفحہ 51)

❀❀❀

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے عشق تھا اور ایسا درس حدیث دیتے کہ سماں بندھ جاتا۔ لوگ دور دور سے آپ کے درس میں شریک ہوتے۔ اس دوران آپ پر رقت طاری ہوجاتی اور اس محبت اور وارفتگی سے آنحضرت ﷺ کا ذکر کرتے کہ یوں لگتا کہ جیسے لوگ اُسی مجلس میں موجود ہیں۔ حاضرین کو تیرہ سو سال قبل کے زمانہ میں واپس لے جاتے اور پوری تفصیل سے حالات بھی بتاتے اور احادیث کی حکمتیں بھی واضح کرتے۔ الغرض آپ کا درس حدیث دلوں میں عشق رسول ﷺ پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ تھا۔ آپ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''مجھے خدا کی بزرگ کتاب قرآن مجید کے بعد حضور رسول مقبول ﷺ کی احادیث سے عشق ہے اور سرور کائنات کا کلام میرے لئے بطور غذا کے ہے۔ جس طرح روزانہ اچھی غذا ملنے کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح بغیر سید کونین کے کلام کے ایک دو ورقہ پڑھنے کے میری طبیعت بے چین رہتی ہے۔ جب کبھی میری طبیعت گھبراتی ہے تو بجائے اس کے کہ میں باہر سیر کیلئے کسی باغ کی طرف نکل جاؤں میں بخاری یا حدیث کی کوئی اور کتاب نکال کر پڑھنے لگتا ہوں اور مجھے اپنے پیارے آقا کے کلام کو پڑھ کر خدا کی قسم وہی تفریح حاصل ہوتی ہے جو ایک غم زدہ گھر میں بند رہنے والے کو کسی خوشبودار پھولوں والے باغ میں سیر کرکے ہوسکتی ہے اور میری تو یہ حالت ہے کہ۔

باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستاں کلام احمد ہے

اور واقع میں میرے آقا کا کلام ایسا پاکیزہ ایسا پیارا اور ایسا دلفریب اور ایسا دلربا ہے کہ کاش دنیا اسے پڑھے اور پھر اسے معلوم ہو کہ میرے بادشاہ کا منہ ایسے پھول برساتا تھا کہ جن کی خوشبو اگر ایک دفعہ کوئی سونگھ لے پھر اسے دنیا کی کوئی خوشبو کوئی عطر اور کوئی پھول اپنی طرف مائل نہیں کرسکتی اور میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ لوگ میرے آقا کا کلام پڑھیں اور سنیں اس لئے میں بخاری شریف کی حدیثیں لوگوں کو سناتا رہتا ہوں۔''

(''دو بھائی'' از غلام باری سیف صفحہ 107)

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ ہمیشہ سادہ لباس پہنتے تھے اور نہایت سادگی سے رہتے تھے ایک دفعہ اپنے کپڑے مرمت کیلئے دیئے تو درزی نے کہا کہ اب اس کی مرمت صرف اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اس پر پیوند لگایا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک پیوند لگا دو آنحضور ﷺ بھی پیوند لگے کپڑے زیب تن فرمالیتے تھے۔

(حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ از سید میر قمر سلیمان احمد صاحب صفحہ 23)

❀❀❀

حضرت میاں عبد اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ ابتدا میں اہلحدیث تھے۔ چہلم وغیرہ کی رسم کے سخت مخالف تھے۔ بدعات سے متنفر تھے اور کسی کامل بزرگ کی تلاش میں لگے رہتے تھے۔ یہ تڑپ آپ کو ہر وقت بے قرار رکھتی تھی اور دراصل صحبت صالحین کی یہی تڑپ، نیک فطرت اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت آپ کو امام الزماں کی خدمت اقدس میں کھینچ لائی۔

(روزنامہ الفضل 14 اکتوبر 1927)

آپ کے عشق رسولؐ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''حِبّی فی اللہ میاں عبد اللہ سنوری۔ یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھنچا گیا.... میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کے بجز اس بات کے اور کوئی بھی وجہ نہیں جو اس کے دل میں یقین ہوگیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول میں سے ہے اور اس جوان نے بعض خوارق اور آسمانی نشان جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے بچشم خود دیکھے ہیں جن کی وجہ سے اس کے ایمان کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 531)

قارئین کرام **واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم** کے تحت حضرت مسیح موعودؑ رسول اللہ ﷺ کے ظل کامل تھے اسی طرح صحابہ حضرت مسیح موعودؑ بھی آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے ظل کامل تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

آپؑ نے ''تحفہ گولڑویہ'' صفحہ 152 اور حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ 67 پر فرمایا ہے کہ میرے صحابہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں داخل ہیں۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ سے پوچھا گیا کہ حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ:

''پہلے مجھے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔''

(حیات نور از عبد القادر صاحب صفحہ 194)

حضرت مولوی حسن علیؓ نے اسی سوال کے جواب میں فرمایا:

''مردہ تھا زندہ ہو چلا ہوں، قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے۔''

(تائید حق مؤلفہ مولوی حسن علی صاحب بار سوم 23 دسمبر 1932ء اللہ بخش سٹیم پریس قادیان صفحہ 79)

قارئین! صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسولؐ کا سب سے بڑا اور درخشندہ ثبوت یہی ہے کہ انہوں نے عشق رسول میں فنا ہوکر **فاذا رائیتموہ فبایعوہ** کے تحت آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور احمد کو محمدؐ سے ہرگز جدا نہیں سمجھا۔ خود کو مسیح موعود کے ہاتھ میں بیچ دیا اور ہر طرح کی قربانی اور اطاعت شرح صدر سے کی۔ جان مال وقت اور عزت ہر چیز کی قربانی دے کر قرون اولیٰ کے صحابہ کی مثالوں کو زندہ کردیا۔ حضرت میاں عبد الرحمن صاحبؓ اور حضرت سید عبد اللطیف صاحبؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ اور حضرت میاں شادی خان صاحب سیالکوٹیؓ نے اپنا سارا مال دیکر صدیقیت کے نمونہ کو زندہ کیا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ نے تحریری سند دی کہ'' آپ نے سلسلہ کیلئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔''

(بحوالہ الفضل قادیان 11 جنوری 1927)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ❀

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل اور کوئی قول وحی کی آمیزش سے خالی نہیں

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحابہ کا بلاشبہ یہ اعتقاد تھا کہ آنجناب کا کوئی فعل اور کوئی قول وحی کی آمیزش سے خالی نہیں گو وہ وحی مجمل ہو یا مفصّل۔ خفی ہو یا جلی۔ بیّن ہو یا مُشتبہ یہاں تک کہ جو کچھ آنحضرت صلعم کے خاص معاملات و مکالمات خلوت اور سرّ میں بیویوں سے تھے یا جس قدر اکل اور شرب اور لباس کے متعلق اور معاشرت کی ضروریات میں روزمرہ کے خانگی امور تھے سب اسی خیال سے احادیث میں داخل کئے گئے کہ وہ تمام کام اور کلام روح القدس کی روشنی سے ہیں۔''

..........(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 112-113)

امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور آپؐ کے ارشادات

(نیاز احمد نائک۔ اُستاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ فَلَمَّا قَرَأَ : وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ، قَالَ رَجُلٌ مَّنْ ھٰؤُلَآءِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَلَمْ یُرَاجِعْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَأَلَہٗ مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ : لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَآءِ۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ’’کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے‘‘ تو ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے (یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔

ایک روایت میں رجلٌ کا لفظ بھی آیا ہے اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آخری زمانہ میں جس رہنما کے متّبعین صحابہ کا درجہ پائیں گے وہ فارسی الاصل ہوگا اور مثیلِ عیسٰی۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِأَتَیْنِ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الایات)

حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامات کا ظہور دوسوسال بعد ہوگا۔

مراد یہ ہے کہ ہجری سنہ کے ایک ہزار پر جب دو سو سال اور گزریں گے تو علاماتِ قیامت کے ظہور کا آغاز ہوگا۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ یَمَانٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَ مِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَۃً یَبْعَثُ اللّٰہُ الْمَھْدِیَّ۔ (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۱۲۴۰ کے بعد اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بَیْنَ ظَھْرَانَیِ النَّاسِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِأَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَأَنَّ عَیْنَہٗ عِنَبَۃٌ فَاطِئَۃٌ وَأَرَانِی اللَّیْلَۃَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ فِی الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ کَاَحْسَنِ مَا یُرٰی مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُہٗ بَیْنَ مَنْکِبَیْہِ رَجِلُ الشَّعْرِ یَقْطُرُ رَأْسُہٗ مَاءً وَاضِعًا یَدَیْہِ عَلٰی مَنْکِبَیْ رَجُلَیْنِ وَھُوَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا ھٰذَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ثُمَّ رَاَیْتُ رَجُلًا وَرَاءَہٗ جَعْدًا قِطَطًا اَعْوَرَ عَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَشْبَہِ مَنْ رَأَیْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا یَدَیْہِ عَلٰی مَنْکِبَیْ رَجُلٍ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا ھٰذَا الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اھلھا ومسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۹)

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بتایا ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے مسیح دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں لیکن مسیح دجّال کانا ہوگا۔ مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی اور یوں اُبھری ہوئی ہوگی جیسے انگور کا دانہ ہوتا ہے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کعبہ مکرّمہ کے پاس ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا خوبصورت آدمی ہے زلفیں کندھوں تک پہنچ رہی ہیں، بال سیدھے شفاف ہیں جن سے پانی کے قطرے ٹپکتے نظر آتے ہیں وہ اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا مسیح ابن مریم ہے۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور آدمی دیکھا گھنگھریالے بال، سخت جلد، دائیں آنکھ کانی، ابن قطن سے ملتی جلتی شکل ہے اور ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے کعبہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح الدّجال ہے۔

☆ خواب میں حضورؐ کو جو نظارہ دکھایا گیا اس میں طواف کعبہ سے مراد یہ ہے کہ مسیح بیت اللہ کی حفاظت اور اس کی شان کو بلند کرنے کیلئے کوشاں ہوں گے اور دجّال کعبہ کی تخریب کے درپے ہوگا۔

☆ ان احادیث پر مجموعی نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے نبی عیسٰی ابن مریم علیہ السلام اور اُمّت محمدؐیہ میں آنے والے مسیح موعود علیہ السلام کے حلیہ اور شکل میں اختلاف ہے اس لئے دونوں کی شخصیتیں بھی الگ الگ ہونی چاہئیں کیونکہ ایک شخص کے دو۲ حلیے نہیں ہوسکتے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاَنْبِیَآءُ اِخْوَۃُ الْعَلَّاتِ اَبُوْھُمْ وَاحِدٌ وَاُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ فَاِنَّہٗ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ سَبْطٌ کَأَنَّ رَأْسَہٗ یَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ یُصِبْہُ بَلَلٌ بَیْنَ مُمَصَّرَتَیْنِ فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیُعَطِّلُ الْمِلَلَ حَتّٰی یُھْلِكَ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہِ الْمِلَلَ کُلَّھَا غَیْرَ الْاِسْلَامِ وَیُھْلِكُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہٖ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلعم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ←

الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ الْكَذَّابَ وَتَقَعُ الْاَمَنَةُ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى تَرْتَعَ الْاِبِلُ مَعَ الْاَسَدِ جَمِيْعًا وَالنُّمُوْرُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَيَلْعَبَ الصِّبْيَانُ وَالْغِلْمَانُ بِالْحَيَّاتِ لَا يَضُرُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَيَمْكُثُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّمْكُثَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَيَدْفِنُوْنَهٗ۔

(ابوداؤد کتاب الملاھم باب خروج الدجال صفحہ ۵۹۴ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۳۷)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء کا باہمی تعلق علّاتی بھائیوں کا سا ہے جن کا باپ ایک اور مائیں الگ الگ ہوں۔ میرا لوگوں میں سے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (اس قربِ رُوحانی کی وجہ سے میرا مثیل بن کر وہ ضرور نازل ہوگا) جب تم دیکھو تو اس حُلیے سے اسے پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا ہوگا۔ سرخ و سفید رنگ، سیدھے بال اس کے سر سے بغیر پانی استعمال کئے قطرے گر رہے ہوں گے یعنی اس کے بال چمک کی وجہ سے تَر تَر لگتے ہوں گے۔ وہ مبعوث ہو کر صلیب کو توڑے گا یعنی صلیبی عقیدے کا اِبطال کرے گا خنزیر قتل کرے گا یعنی خبیث النفس لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا پس اس کے ذریعہ صلیبی غلبے کا انسداد اور خنزیر صفت لوگوں کا قلع قمع ہوگا۔ جزیہ ختم کرے گا یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی ادیان کو روحانی لحاظ سے بھی اور شوکت کے لحاظ سے بھی مٹا دے گا اور جھوٹے مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا اور ایسا امن وامان کا زمانہ ہوگا کہ اُونٹ شیر کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اکٹھے چریں گے۔ بچّے اور بڑی عمر کے لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جتنا عرصہ اللہ چاہے گا مسیح دنیا میں رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے مسلمان اُن کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کی تدفین عمل میں لائیں گے۔

☆ قَالَ الشَّيْخُ مُحْيِ الدِّيْنِ ابْنُ الْعَرَبِيِّ الْمُلَقَّبُ بِالشَّيْخِ الْاَكْبَرِ وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقِهٖ بِبَدَنٍ اٰخَرَ۔

(حاشیہ تفسیر عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۲۶۲)

ترجمہ : حضرت شیخ اکبر محی الدّین ابن عربی نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ ابنِ مریم کا آخری زمانہ میں نزول ان کے دوسرے بدن سے تعلق کی صورت میں واجب ہے۔

☆ قَالَتْ فِرْقَةٌ اَلْمُرَادُ مِنْ نُزُوْلِ عِيْسٰى خُرُوْجُ رَجُلٍ يُّشْبِهُ عِيْسٰى فِي الْفَضْلِ وَالشَّرَفِ كَمَا يُقَالُ لِلرَّجُلِ الْخَيْرِ اَلْمَلَكُ وَلِلشَّرِيْرِ اَلشَّيْطَانُ تَشْبِيْهًا بِهِمَا وَلَا يُرَادُ الْاَعْيَانُ۔ (خریدۃ العجائب صفحہ ۲۱۴ مصنفہ امام سراج الدین ابن الوردی)

ترجمہ : ایک گروہ نے کہا ہے کہ عیسیٰ کے نُزول سے مُراد یہ ہے کہ ایک شخص مبعوث ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام سے فضل اور شرف میں مشابہ ہوگا۔ جس طرح نیک آدمی کو فرشتہ اور شریر کو شیطان کہہ دیا جاتا ہے تشبیہ کی وجہ سے حقیقی شخصیات مُراد نہیں ہوتیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ عِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ فَاَمَّا عِيْسٰى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوْسٰى فَاٰدَمُ جَسِيْمٌ سَبْطٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اھلھا)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک کشفی نظارہ میں عیسیٰ موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا عیسیٰ سُرخ رنگ کے گھنگھرالے بالوں والے چوڑے سینے والے تھے۔ لیکن موسیٰ گندمی رنگ والے اور بھاری جسم کے تھے ان کے بال سیدھے تھے جیسے زط قبیلہ کے لوگ ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسی بن مریمؑ ومسلم ومسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۳۶)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ۔ (مسند احمد جلد ۲، صفحہ ۱۵۶)

تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ (انشاء اللہ تعالیٰ) عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا وہی امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَاِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی بن مریم وخروج یاجوج وماجوج)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک عیسیٰ بن مریم جو منصف مزاج حاکم اور امام عادل ہوں گے مبعوث ہو کر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ مبعوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (النّسآء: ۱۵۹)

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسی بن مریم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے صحیح فیصلہ کرنے والے، عدل سے کام لینے والے ہونگے وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ لڑائی کو ختم کریں گے یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اسی طرح وہ مال بھی لُٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ ایسے وقت میں ایک سجدہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا یعنی مادیت کے فروغ کا زمانہ ہوگا۔ یہ روایت بیان کرتے ہوئے ابوہریرہؓ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ

ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپؐ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپؐ ہی سے مخصوص تھی کہ آپؐ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے با خدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ اُن کا تعلق پیدا ←

الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا پڑھ کر اس سے سمجھ سکتے ہو کہ اہلِ کتاب میں سے کوئی نہیں مگر وہ اپنی موت سے پہلے اس مسیح پر ایمان لائے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَمْحُوا الصَّلِيْبَ وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ وَيُعْطِي الْمَالَ حَتّٰى لَا يُقْبَلَ وَيَضَعُ الْخَرَاجَ وَيَنْزِلُ الرَّوْحَا فَيَحُجُّ مِنْهَا اَوْ يَعْتَمِرُ اَوْ يَجْمَعُهُمَا۔

(مسند احمد جلد ۲، صفحہ ۲۹۰ مصری)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰؑ اتریں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے یعنی عیسائیت کا ابطال کریں گے ان کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی، وہ مال دیں گے لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا، خراج ختم کردیں گے۔ الروحاء نامی مقام پر اتریں گے اور وہاں سے حج اور عمرہ کا احرام باندھیں گے۔ (یعنی آپ کا مقصدِ بعثت اور قبلۂ توجہ کعبہ کی عظمت اور اس کی حفاظت ہوگا۔)

اَلَا اِنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ وَلَا رَسُوْلٌ ، اَلَا اِنَّهٗ خَلِيْفَتِيْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ، اَلَا اِنَّهٗ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، اَلَا مَنْ اَدْرَكَهٗ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(طبرانی الاوسط والصغیر)

خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امّت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کردے گا اور جزیہ ختم کردے گا (یعنی اس کا رواج اُٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔

(مشکوۃ باب نزول عیسی صفحہ ۴۸۰)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح جب نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے، ان کی (بشارتوں کی حامل) اولاد ہوگی، (دعویٰ ماموریت کے بعد) ۴۵ سال کے قریب رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور مسیح ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اٹھیں گے (یعنی روحانیت اور مقصد بعثت کے لحاظ سے ہم چاروں کا وجود متحد الصفات اور ایک ہوگا۔)

عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ فِيْنَا مِنْ غَيْرِ تَشْرِيْعٍ وَهُوَ نَبِيٌّ بِلَا شَكٍّ ۔ (فتوحات مکیہ جلد ۱ صفحہ ۵۷، ومسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷ و مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۴۵)

ترجمہ : عیسیٰ علیہ السلام ہم میں نازل ہوں گے بغیر کسی شریعت کے لیکن وہ بلا شک نبی ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْيَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ ۔

(ابن ماجه باب شدة الزمان صفحه ۲۵۷ مصری مطبع علمیه ۱۳۱۳ھ کنزالعمال جلد ۷ صفحه ۱۸۶)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : معاملات شدّت اختیار کرتے جائیں گے دنیا پر ادبار چھاجائے گا لوگ بخیل ہوجائیں گے شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہوگا۔ عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ (یعنی مسیحؑ ہی مہدی ہوں گے کیونکہ مہدی کا کوئی الگ وجود نہیں ہے)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْمَهْدِيُّ مِنِّيْ اَجْلَى الْجَبْهَةِ اَقْنَى الْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ ۔

(سنن ابوداؤد کتاب المهدی)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی کا مجھ سے قریبی تعلق ہوگا اس کی پیشانی روشن اور ناک بلند ہوگی (یعنی کشادہ پیشانی اور کھڑی ناک والا ہوگا) وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا جس طرح کہ وہ اس سے پہلے ظلم و تعدی سے اٹی پڑی تھی۔ وہ سات برس مالک رہے گا۔

محترم مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب ''۷ برس مالک رہے گا'' کی تشریح میں فرماتے ہیں : غالباً رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' کی اشاعت کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ کی وضاحت کی ہے اور ایک کھلا موقف پیش کیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ حَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُوْنَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِيْ سُلْطَانَهٗ ۔

(ابن ماجہ باب خروج المہدی)

حضرت عبداللہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مشرق سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو مہدی علیہ السلام کی راہ ہموار کریں گے یعنی اس کی ترقی اور اس کے تسلّط کیلئے کوشش کریں گے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔

(سنن دارقطنی باب صفۃ صلوۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ مطبع انصاری دہلی ۱۳۱۰ھ)

حضرت محمد بن علیؓ (یعنی حضرت امام باقر) نے فرمایا پیشگوئی کے مطابق ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی صداقت کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اوّل یہ کہ اس کی بعثت کے وقت رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی تیرہ رمضان کو چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن لگے گا اور یہ دو نشان اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

(یہ دونوں نشان ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہوچکے ہیں)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ

کردیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلا شبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپؐ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہوگئے۔ اور چونکہ آپؐ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپؐ کی شریعت صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی۔ اور آپؐ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں۔ اور آپؐ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتداء سے تمام دنیا کیلئے ہے۔'' (لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶)

یُقَالُ لَھَا کَدْعَۃُ وَیُصَدِّقُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَجْمَعُ اَصْحَابَہٗ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ عَلٰی عِدَّۃِ اَھْلِ بَدْرٍ بِثَلَاثِ مِائَۃٍ وَثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا وَمَعَہٗ صَحِیْفَۃٌ مَخْتُوْمَۃٌ فِیْھَا عَدَدُ اَصْحَابِہٖ بِاَسْمَائِھِمْ وَبِلَادِھِمْ وَخِلَالِھِمْ۔

(کذا فی الاربعین، جواہر الاسرار قلمی صفحہ ۵۶ مصنفہ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی الملک الطوسی ، ارشادات فریدی جلد ۳ صفحہ ۷۰ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۰ھ)

صاحبِ جواہر الاسرار لکھتے ہیں کہ اربعین میں یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی ایک ایسے گاؤں سے مبعوث ہوگا جس کا نام ’’کدعہ‘‘ ہوگا۔ (غالبًا قادیان کی طرف اشارہ ہے) اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں نشان دکھائے گا ۔ اور بدری صحابہ کی طرح مختلف علاقوں کے رہنے والے تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہ اسے عنایت فرمائے گا۔ جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّھْرِ یُقَالُ لَہٗ الْحَارِثُ بْنُ حَرَّاثٍ عَلٰی مُقَدَّمَتِہٖ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ مَنْصُوْرٌ یُوْطِیُٔ اَوْ یُمَکِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا مَکَّنَتْ قُرَیْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُہٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُہٗ۔ (ابوداؤد کتاب المھدی)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ماوراء النہر (ترکستان) کے علاقہ سے ایک شخص مبعوث ہوگا جسے الحارث بن حرّاث کے لقب سے پکارا جائے گا اس کے مقدمۃ الجیش کے سردار کا نام منصور ہوگا وہ آلِ محمدؐ کے لئے تمکنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ جس طرح قریش کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمکنت حاصل ہوئی۔ ہر مومن پر اس کی مدد کرنا یا اس کی پکار کا جواب دینا فرض ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : سَأَلَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَیُّ شَھْرٍ تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ قَالَ اِنْ کُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَاِنَّہٗ شَھْرُ اللّٰہِ فِیْہِ یَوْمٌ تَابَ اللّٰہُ فِیْہِ عَلٰی قَوْمٍ وَیَتُوْبُ فِیْہِ قَوْمٌ اٰخَرِیْنَ۔

(ترمذی ابواب الصوم باب صوم المحرم)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رمضان کے بعد مَیں کس مہینہ میں روزے رکھا کروں؟ حضورؐ نے فرمایا اگر ماہِ رمضان کے بعد تم روزے رکھنا چاہو تو محرم کے مہینہ میں رکھا کرو کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک بابرکت مہینہ ہے اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو ظالم حکمران سے نجات دی اور آئندہ بھی اسی ماہ ایک دوسری قوم (یعنی مسیح موعود پر ایمان لانے والوں کو ایسے ہی ظالم حکمران سے نجات دے گا)

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ أَحْرَزَھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ النَّارِ عِصَابَۃٌ تَغْزُو الْھِنْدَ وَعِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامِ۔

(نسائی کتاب الجہاد، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۸، کنزل العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

حضرت ثوبانؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک دفعہ فرمایا: میری اُمّت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فتنہ وفساد کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ جماعت ہے جو ملک ہند میں جنگ لڑے گی اور دوسری جماعت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مددگاروں کی ہوگی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مُبَارَکَۃٌ لَا یُدْرٰی أَوَّلُھَا خَیْرٌ اَوْ اٰخِرُھَا۔

(جامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۵۴ مصری، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت ایک مبارک اُمّت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری یعنی دونوں زمانے شان و شوکت والے ہوں گے۔☆

(ماخوذ از کتاب ’’حدیقۃ الصالحین‘‘ صفحہ 892 تا 906)

★★★

شانِ اِسلام

نام اُس کا ہے محمد ﷺ دلبر مرا یہی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجی یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لا مکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے سب اُس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نِعْمُ الْعطا یہی ہے

آنکھ اُس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عینُ الضِّیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں میں پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۴۸)

ہم بصیرت تام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں

’’مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین نہیں مانتے، یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے ...... انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سُنا ہوا ہے۔ مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 227-228)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ
آپ پر ایمان لانے کے بعد صحابہؓ میں نمایاں تبدیلی

شیخ مجاہد احمد شاستری قادیان

خدا تعالیٰ کی طرف سے جو مامور و مرسل آتے ہیں اُنہیں ایک پاک قوت جذب اور کشش عطا کی جاتی ہے جسے قوت قدسیہ کہتے ہیں۔ جس کے ذریعہ وہ دنیا میں آکر پاک انقلاب کی بنیاد ڈالتے ہیں اور دنیا کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر اور نور فراست عطا کر کے بااخلاق و باکردار اور پھر باخدا اور خدا نما وجود بنا دیتے ہیں۔

ایک مقام پر آپ اس قوت قدسیہ اور قوت جذب کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اُس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوتِ جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اُس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 65)

سب سے بڑھ کر قوت قدسیہ ہمارے آقا و مولیٰ فخر موجودات سیدنا حضرت محمد ﷺ کی ہے اور کوئی نبی بھی آپ کی قوت قدسیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دس لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں، حرکات میں، سکنات میں، اقوال میں، افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 116)

آپ ﷺ کی کامل پیروی اور اتباع کے نتیجہ میں آپ کے غلام صادق اور عاشق صادق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے قوت قدسیہ سے سرفراز فرمایا۔ آپ کی یہ قوت قدسیہ آنحضرت ﷺ کا ہی فیض مسلسل ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عینی شاہد حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی گواہی درج ہے۔ آپ کو حضور کو کم از کم پچیس برس کا عرصہ دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں:

''آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریباً ہر خلق کے متعلق میں نے دیکھا کہ میں اس کی مثال بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا ہے میں نے آپ کو اُس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ کَانَ خُلُقُهُ حُب محمد و اتباعه عليه الصلوة والسلام۔''

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ ۵۹۵)

اس قوت قدسیہ کے نتیجہ میں دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ یہ انقلاب ہم آج تک دیکھ اور محسوس کر رہے ہیں۔ صحابہ کرام کے مقدس گروہ نے براہ راست آپؑ کو دیکھا اور آپ کی بابرکت صحبت سے مستفیض ہوئے۔ اس مضمون میں صحابہ کرام کی زندگیوں میں آپ سے بیعت کے بعد آپؑ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ایمان کا مختصراً تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سچا اور حقیقی احمدی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

پہلے مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور عالم دین اور مفسر قرآن کے طور پر برصغیر بلکہ عالم عرب میں مشہور و معروف تھے۔ آپ کو سب سے پہلے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ بیعت کے نتیجہ میں جو روحانی برکات اور فوائد آپ کو حاصل ہوئے اُس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''نواب خان صاحب تحصیلدار جو مخلص احمدی تھے۔ جب گجرات میں تبدیل ہو کر آئے تو جب دورے پر راجیکی میں تشریف لاتے میرے پاس کچھ دیر ضرور قیام فرماتے اور مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور عظمت شان کے متعلق اکثر تذکرے ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن اسی طرح کی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ نواب خان صاحب تحصیلدار مرحوم نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب سے ایک دفعہ عرض کیا کہ مولانا! آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے زیادہ کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اس پر حضرت مولانا صاحبؓ نے فرمایا۔ نواب خان! مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے لیکن ایک فائدہ اُن میں سے یہ ہوا کہ پہلے مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔''

(حیات نور صفحہ 194 سن اشاعت 2003 قادیان)

جس تنکے کو آپ نے توڑا ہے میرا قلب اس کے لئے ہرگز جرأت نہیں کر سکتا۔

بیعت کے نتیجہ میں آپ کے تقویٰ کی بلندی اور معیار کا اندازہ مندرجہ ذیل روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ قادیان کے ایک احمدی دوست نے متعدد احمدی احباب کی دعوت کی جن میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور مولوی حسن علی صاحب بھی تھے۔ جب دعوت سے فارغ ہو کر قیام گاہ کی طرف واپس آ رہے تھے تو راستہ میں ایک مکان تھا اس پر سرکنڈوں کا چھپر تھا۔ اس چھپر سے بعض سرکنڈے جو قریب اور نیچے کی طرف جھکے ہوئے تھے اُن میں سے ایک سرکنڈے سے مولوی حسن علی صاحب نے دانتوں کے خلال کے لئے ایک تنکا توڑ لیا۔ جب حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے مولوی حسن علی صاحب کو دیکھا کہ آپ نے خلال کے لئے تنکا توڑا ہے تو

کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زِندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے

''نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِسی دُنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رُتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔'' (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

آپ کھڑے ہو گئے اور مولوی صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مولوی صاحب! حضرت مرزا صاحب کی صحبت کا اثر میرے قلب پر بلحاظ تقویٰ کے اس قدر پڑا ہے کہ جس تنکے کو آپ نے توڑا ہے میرا قلب اس کے لئے ہرگز جرأت نہیں کر سکتا بلکہ ایسے فعل کو خلاف تقویٰ اور گناہ محسوس کرتا ہے اس پر مولوی حسن علی صاحب سخت متعجب ہو کر کہنے لگے کیا یہ فعل بھی گناہ میں داخل ہے؟ میں تو اسے گناہ نہیں سمجھتا۔ حضرت مولانا نے فرمایا جب یہ سرکنڈہ غیر کے مکان کی چیز ہے تو اس سے مالک مکان کی اجازت کے بغیر تنکا توڑنا میرے نزدیک گناہ میں داخل ہے۔ مولوی حسن علی صاحب کے قلب پر تقویٰ کے اس دقیق عملی نمونہ کا بہت بڑا اثر ہوا۔‘‘

(حیات نور صفحہ 193۔194 سن اشاعت 2003 قادیان)

یاد رکھو اس خلیفۃ اللہ کے دیکھنے کے بدوں صحابہ کا سا زندہ ایمان نہیں مل سکتا۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ آپ اپنی بیعت کے بعد تغیّر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’میں نے قرآن بھی پڑھا تھا مولانا نور الدین کے طفیل سے حدیث کا شوق بھی ہو گیا تھا گھر میں صوفیوں کی کتابیں بھی پڑھ لیا کرتا تھا مگر ایمان میں وہ روشنی، وہ نور معرفت میں ترقی نہ تھی جو اب ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو اپنے تجربے کی بنا پر کہتا ہوں کہ یاد رکھو اس خلیفۃ اللہ کے دیکھنے کے بدوں صحابہ کا سا زندہ ایمان نہیں مل سکتا۔ اس کے پاس رہنے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ کیسے موقعہ پر خدا کی وحی سناتا ہے اور وہ پوری ہوتی ہے تو روح میں ایک محبت اور اخلاص کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے جو ایمان کے پودے کی آبپاشی کرتا ہے۔‘‘

(حیات نور صفحہ 153 سن اشاعت 2003 قادیان)

قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے۔ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے، پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں جیسی عظیم علمی شخصیات کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ انہیں میں سے ایک برصغیر کے مشہور واعظِ اسلام حضرت مولوی حسن علی صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے منشاء الٰہی کے عین مطابق دنیوی علائق سے انقطاع اختیار کر کے واعظِ اسلام کے طور پر ہندوستان کے طول و عرض میں سات سال کا طویل عرصہ خدمتِ اسلام کی۔ اسلامی مدارس میں یتیم خانے قائم کئے۔ سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ہزاروں مسلم نوجوانوں نے آپ کے زیر اثر اپنی اصلاح کی۔ آپ شہرت کے بامِ عروج پر تھے کہ آپ نے نمود اور شہرت کو قربان کر کے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد جو تبدیلی آپ میں ظاہر ہوئی اُس پر ایک عالم گواہ ہے۔ آپ خود مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے خطاب کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو قبول کرنے کے فوائد یوں بیان کرتے ہیں:

’’اے شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب! میں آپ سے نہایت دلسوزی سے کہتا ہوں کہ اب بھی کچھ نہیں ہوا۔ تھوڑی ہی شیخی اُتر جائے گی۔ توبہ کرو۔ جس کو اللہ تعالیٰ بڑھانا چاہتا ہے، اس کی مخالفت چھوڑ دو۔ ورنہ آئندہ چل کر بڑی ذلّت کا سامنا ہوگا۔ میں آپ کو خوشخبری سُناتا ہوں کہ صوبہ بہار و بنگالہ سے ایک گروہ عالموں کا حضرت مرزا صاحب کا بڑے جوش کے ساتھ شریک ہونے والا ہے۔ ابھی میں نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ کب تک زبردست عالموں کو منشی کہہ کر دل ٹھنڈا کرو گے۔ خدا آپ پر رحم کرے۔

پوچھو کہ مرزا صاحب سے مل کر کیا نفع ہوا۔ اجی! بے نفع ہوئے۔ کیا میں دیوانہ ہو گیا تھا کہ ناحق بدنامی کا ٹوکرا سر پر اٹھا لیتا اور مالی حالت کو سخت پریشانی میں ڈال لیتا۔ کیا کہوں کیا ہوا۔ مُردہ تھا زندہ ہو چلا ہوں۔ گناہوں کا علانیہ ذکر کرنا اچھا نہیں۔ ایک چھوٹی سی بات سناتا ہوں۔ اس نالائق کو تیس برس سے ایک قابل نفرت یہ بات تھی کہ حقّہ پیا کرتا تھا۔ بارہا دوستوں نے سمجھایا۔ خود بھی کئی بار قصد کیا۔ لیکن روحانی قویٰ کمزور ہونے کی وجہ سے اس پرانی زبردست عادت پر قادر نہ ہو سکا۔ الحمد للہ حضرت مرزا صاحب کی باطنی توجہ کا یہ اثر ہوا کہ آج قریب ایک برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ پھر اس کمبخت کو مونہہ نہیں لگایا۔

قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے۔ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے، پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت۔ گو میرا جسم بھاگلپور یا بنگالہ میں ہوتا ہے۔ لیکن میری روح قادیان ہی میں ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(اصحابؓ احمدؑ جلد 14 مؤلفہ ملک صلاح الدین ایم۔اے صفحہ 58)

سردی کا موسم جنوری 1893ء کی 19 تاریخ تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ جب میں ہونا چاہیئے اور ’’ہے‘‘ کے مقام پر پہنچا۔

حضرت میاں محمد الدین صاحب واصلباقی نویس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابہ میں سے تھے۔ اُن ایام میں جبکہ آپ نے ملازمت شروع کی آپ کی دینی اور عملی حالت سخت ابتر تھی حتیٰ کہ آپ بالکل دہریہ ہو گئے تھے۔ اسی دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ممتاز صحابی حضرت مرزا جلال الدین صاحبؓ نے اپنے بیٹوں کو اسلامی لٹریچر بھجوایا جس میں براہین احمدیہ بھی تھی۔ آپ کو ان کے بڑے صاحبزادہ مرزا محمد قسیم صاحب کے ذریعہ یہ عظیم الشان کتاب دیکھنے کا موقعہ ملا اور اس کے ابتدائی مطالعہ سے آپ کے سب ظلماتی پردے اُٹھ گئے اور ایک ہی رات میں کایا پلٹ گئی۔ آپ اپنی بیعت کے واقعہ اور اُس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں:

’’آریہ برہمو، دہریہ لیکچروں کے بد اثر نے مجھے اور مجھ جیسے اور اکثروں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان اثرات کے ماتحت لایعنی زندگی بسر کر رہا تھا کہ براہین پڑھتے پڑھتے جب میں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کو پڑھتا ہوں معاً میری دہریت کافور ہو گئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔ سردی کا موسم جنوری 1893ء کی 19 تاریخ تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ جب میں ہونا چاہیئے اور ’’ہے‘‘ کے مقام پر پہنچا۔ پڑھتے ہی معاً توبہ کی ...... عین جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ایمان جو ثریا سے شاید اُوپر ہی گیا ہوا تھا اتار کر میرے دل میں داخل کیا اور ’’مسلماں را مسلماں باز کردند‘‘ کا مصداق بنایا۔ جس رات میں مَیں بحالتِ کفر داخل ہوا تھا اس کی صبح مجھ پر بحالت اسلام ہوئی۔ اس مسلمانی پر میری صبح ہوئی تو میں وہ محمد الدین نہ تھا جو کل شام تک تھا۔ فطرتاً مجھ میں حیا کی خصلت تھی اور وہ اوباشوں کی صحبت بس عنقا ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے وہی خصلت حیا واپس دی۔ میں اس وقت اس آیت کے پرتو کے تحت مزے لے رہا تھا۔ لٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوۡنَ۝

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہ میں ایمان کو پیارا بنایا ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور تمہاری نگاہ

یہ وُہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بھیجی تھیں

’’ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے دُرود شریف پڑھا کہ دِل و جان معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زُلال کی شکل پر نُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وُہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم‘‘

(براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۴۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

میں کفر اور اطاعت سے نکل جانے اور نافرمانی کرنے کو ناپسند کر کے دکھایا ہے وہی لوگ سیدھے راستہ پر ہیں یہ محض اللہ کے فضل اور نعمت سے ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

واقعہ بیعت:

میاں محمد دین صاحب اپنے واقعہ بیعت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایمان لانے کے ساتھ ہی قرآن کی عظمت اور محبت نے میرے دل میں ڈیرہ لگایا گویا علمِ شریعت جو ایمان کی شرط ہے اس کے حاصل کرنے کا شوق اور فکر دامن گیر ہوا۔ ازاں بعد سال 1893.94ء میں براہین احمدیہ کا ایک دور ختم کیا جو نماز تہجد کے بعد کیا کرتا تھا۔ اور پھر آئینہ کمالات اسلام پڑھا جو توضیح مرام کی تفسیر ہے۔

حضرت قبلہ منشی جلال الدین صاحب پنشنر میر منشی رسالہ نمبر 12 ساکن بلانی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات دو ماہ کی رخصت لے کر سیالکوٹ چھاونی سے بلانی تشریف لائے اور بلانی میں ہی میں پٹواری تھا۔ ان سے پتہ پوچھ کر بیعت کا خط لکھ دیا جس کا جواب مجھے اکتوبر 1894ء میں ملا جس میں لکھا تھا کہ ظاہری بیعت بھی ضروری ہے جو میں نے 5 جون 1895ء میں مسجد مبارک کی چھت پر بالا خانہ کے دروازہ کی چوکھٹ کے مشرقی بازو کے ساتھ حضرت صاحب سے کی۔''

مسجد مبارک میں ظہر کی نماز مولوی عبد الکریم صاحب کی اقتدا میں ادا کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دنوں نماز ظہر اور عصر کے درمیان اور نماز مغرب اور عشاء کے درمیان مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحب شمالی دیوار کے ساتھ کھڑکی (دریچہ) کے جانبِ غرب بیٹھے تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور چہرہ اور پیشانی سے نور کی شعائیں سفید رنگ کی اٹھتی دیکھیں جو بڑی لمبی تھیں اور چھت کو پھاڑ کر آسمان کی طرف جارہی تھیں میں اس نظارہ سے مسرور اور تصویر حیرت ہو گیا۔''

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ قرآن شریف کس طرح آئے؟ آپ نے فرمایا **واتقوا اللہ و یعلمکم اللہ** (البقرہ 283) ترجمہ اور تم تقوٰی کرو خود تمہارا خدا استاد ہو جائے گا۔''

پھر میرے دل میں گذرا کہ میں علم دین سے ناواقف ہوں اور مولوی لوگ مجھے تنگ کریں گے میں کیا کروں گا اور پوچھنے سے بھی شرم کر رہا تھا جو آپ نے بغیر میرے سوال...... ایسے بلند لہجہ میں رُعب ناک انداز سے فرمایا کہ میں کانپ گیا۔ فرمایا ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہو گا۔''

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 7 صفحہ 48-49)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے نتیجہ میں جو روحانی انقلاب پیدا ہوا وہ بے نظیر اور قابل تقلید ہے۔ حضور کے ارشاد مبارک کی پیروی صحابہ کرام کا اولین کام ہوا کرتا تھا۔ یہ اطاعت اور وفا کا تعلق اپنی نظیر آپ تھا۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرام کے چند واقعات درج ہیں۔

اسی جگہ سنتے ہی قسم کھا لی کہ حُقّہ نہیں پیوں گا تو اس طرح حقہ چھوٹ گیا۔

حضرت مولوی سکندر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن قادیان میں آ کر رہنے سے پہلے بندہ یہاں آیا ہوا تھا۔ (یہ مستقل رہائش سے پہلے ایک دن یہاں آئے تھے) صبح سیر کے لئے حضرت اقدس تشریف لے گئے تو بندہ بھی ساتھ ہو لیا۔ کہتے ہیں بھینی بھانگر کے مقابلے پر بسراواں والے راستے جا رہے تھے کہ راستے میں جناب نے فرمایا کہ جو لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو چھوڑ نہیں سکتے، جن کے چھوڑنے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا، جیسے حقہ نوشی، افیم، بھنگ، چرس وغیرہ تو ایسا آدمی بڑی باتوں کو کس طرح چھوڑ سکے گا جس کے چھوڑنے سے ماں باپ، بھائی برادر، دوست، آشنا ناراض ہوں۔ جیسے مذہب کی تبدیلی۔ (یعنی احمدیت قبول کرنا کس طرح برداشت کریں گے۔ اس کے بعد تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں) اگر ان چھوٹی تکلیفوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو بڑی تکلیفیں کس طرح برداشت کرو گے؟ کہتے ہیں کہ بندہ اُس وقت حُقّہ پیا کرتا تھا۔ اسی جگہ سنتے ہی قسم کھالی کہ حُقّہ نہیں پیوں گا تو اس طرح حقہ چھوٹ گیا۔ پہلے مَیں زور لگا چکا تھا اور نہیں چھوٹا تھا۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 1 صفحہ 19-18 روایت مولوی سکندر علی صاحب فرمودہ مطبوعہ یکم جون 2012 الفضل انٹرنیشنل)

میاں حامد علی! یہ حقہ اگر چھوڑ دو تو کیا اچھی بات ہے

حضرت شیخ زین العابدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حافظ صاحب (حافظ حامد علی صاحب، ناقل) جب قادیان آئے تو حقہ بہت پیا کرتے تھے اور چوری چوری میاں نظام الدین صاحب کے مکان پر جا کر پیا کرتے تھے۔ یہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ دار تھے لیکن بڑے سخت مخالف تھے۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ لگ گیا۔ فرمایا میاں حامد علی! یہ پیسے لو اور بازار سے ایک حقہ خرید لاؤ اور تمبا کو بھی لے آؤ اور جب ضرورت ہو، گھر میں پی لیا کرو۔ ان لوگوں کے پاس نہ جایا کرو۔ (کیونکہ یہ لوگ تو اسلام کے بھی منکر تھے)۔ چنانچہ وہ حقہ لائے اور پیتے رہے۔ مہمان بھی وہی حقہ پیتے تھے۔ چھ سات ماہ کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا میاں حامد علی! یہ حقہ اگر چھوڑ دو تو کیا اچھی بات ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ بہت اچھا حضور، چنانچہ انہوں نے حقہ چھوڑ دیا فوراً۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 73-72۔ روایات حضرت شیخ زین العابدین برادر حافظ حامد علی صاحبؓ ۱۵ جون ۲۰۱۲ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل)

بیعت کی کیفیت:

حضرت میاں ظہور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ بندۂ خدا! اگر مرزا صاحب واقعی پیر ہیں اور ہم نے ان کو نہ مانا تو پھر ہمارا کیا حشر ہو گا؟ ایک روز مَیں نے اپنے پھوپھی زاد بھائی منشی عبدالغفور صاحب سے ذکر کیا کہ مَیں تو صبح یا شام قادیان جانے والا ہوں۔ (یہ ان کا بیعت سے پہلے کا قصہ ہے۔) انہوں نے سن کر کہا کہ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ مَیں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ لہٰذا اُن کی اس بات سے مجھے خوشی ہوئی اور ہم دونوں علی الصبح دوسرے روز ہی قادیان کو چل دیئے۔ غالباً گیہوں گاہے جارہے تھے (یعنی گندم کی کٹائی ہو کر اُس میں سے اُس کی harvesting ہو رہی تھی)۔ جب ہم دونوں اسٹیشن پر پہنچے تو یکّہ پر سوار ہونے لگے تو آگے یکّہ پر ایک سواری اور بیٹھی تھی۔ وہ میاں نور احمد صاحب کابلی تھے۔ خیر ہم یکّہ پر سوار ہو کر ظہر کے وقت قادیان پہنچے۔ وضو کر کے ہم دونوں مسجد مبارک میں پہنچے، اُس وقت مسجد مبارک بہت چھوٹی سی تھی۔ وہاں ہم سے پہلے پانچ چھ آدمی اور بھی بیٹھے تھے۔ مَیں نے اُن لوگوں کو خوب تاڑ تاڑ کر دیکھا (یعنی بڑے غور سے دیکھا) تو مجھے کوئی اُن میں سے ایسی شکل جس کو مَیں دیکھنا چاہتا تھا نظر نہ آئی (یعنی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا چاہتے تھے، لیکن بیٹھے ہوؤں میں سے کوئی ایسی شکل نظر نہ آئی) کہتے ہیں کوئی دس پندرہ منٹ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تشریف لائے جو تنگ سیڑھیوں کے دروازے میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ مَیں اُن کو

خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے **وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ** تب ایک مدّت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ''۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸)

دیکھ کر جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی ہستی ہے تو یہی ہو سکتی ہے (یعنی حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ بیٹھیں۔ حضرت صاحب تشریف لاتے ہیں (بڑی فراست تھی۔ سمجھ گئے کہ اس کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ بیٹھیں ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاتے ہیں) میں آپ کے فرمانے سے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ اب جو تشریف لائیں گے وہ ان سے (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل) سے بڑھ کر ہی ہوں گے۔ پانچ چھ منٹ گزرنے کے بعد خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبر دی کہ حضرت اقدس تشریف لا رہے ہیں۔ کوئی دو تین منٹ بعد مسجد مبارک کی کھڑکی کھلی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر مسجد مبارک میں تشریف لائے کہ بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سورج نصف النہار ہوتا ہے (یعنی سورج پورا چڑھا ہوا دوپہر کے وقت) **جیسی صورت دیکھنے کی دل میں تمنا تھی بخدا اُس سے کہیں بڑھ کر آپ کو پایا۔** ہم سب لوگ جو وہاں پر موجود تھے حضرت اقدس کے تشریف لانے پر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ **آپ کے نورانی چہرۂ مبارک کو دیکھ کر دل میں اطمینان ہو گیا اور دوسری اچھی سے اچھی شکلیں آپ کے سامنے ماند ہو گئیں۔**

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 360 تا 362 روایت حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولی رضی اللہ عنہ مطبوعہ 25 مئی 2012 الفضل انٹرنیشنل)

بیعت کے بعد نمازوں کی حالت:

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں جب مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کرتا ہوں تو نماز میں وہ حلاوت اور خشیت اللہ دل میں پیدا ہوتی ہے کہ دل محبتِ الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ مگر میرے دوستو! جب اس نورِ الٰہی کے دیکھنے سے آنکھیں محروم رہتی ہیں تو مجھے کرب بے چین کر دیتا ہے اور وہ صحبت یاد آ کر دل درد سے بھی پُر ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ اُس نورِ الٰہی کو دیکھ کر دل کی تمام تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں اور حضرت اقدس کے پاک اور منور چہرے کو دیکھ کر نہ کوئی غم ہی رہتا ہے اور نہ کسی کا گلہ شکوہ ہی رہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہم جنت میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر ہماری آنکھیں اُکتاتی نہ تھیں۔ ایسا پاک اور منور رُخِ مبارک تھا کہ ہم نوجوان پانچوں نمازیں ایسے شوق سے پڑھتے تھے کہ ایک نماز کو پڑھ کر دوسری نماز کی تیاری میں لگ جاتے تھے تا کہ آپ کے بائیں پہلو میں ہمیں جگہ مل جاوے اور ہم نوجوانوں میں یہی کشمکش رہتی تھی کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی جگہ نصیب ہو اور آپ کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ اللہ اللہ! وہ کیسا مبارک اور پاک وجود تھا جس کی صحبت نے ہمیں مخلوق سے مستغنی کر دیا اور ایسا صبر دے دیا کہ غیروں کی محبت سے ہمیں نجات دلا دی اور ہمیں مولیٰ ہی کا آستانہ دکھا دیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 83-82 و 89 روایت حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ ۱۵ جون ۲۰۱۲)

مَیں جب التحیات پر بیٹھا تو اپنے گناہوں کا خیال کر کے بے اختیار رو پڑا۔ ہچکی بھی بندھ گئی

حضرت شیخ عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں 1903ء میں حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری کے ذریعے احمدی ہوا تھا۔ حکیم صاحب گو لاہور کے باشندے تھے مگر چونکہ لائلپور میں حکمت کا کام کرتے تھے اور وہیں اُن کی وفات ہوئی اس لئے لائلپوری مشہور ہیں۔ وہ اپنے کام کے لئے کراچی تشریف لائے تھے۔ اُن کی تبلیغ سے مَیں احمدی ہو گیا تھا۔ 1904ء میں جب مَیں لاہور گیا تو اُن کے مکان پر ہی ٹھہرا تھا۔ جب مَیں جمعہ پڑھنے گُمٹی کی مسجد میں گیا تو وہاں اعلان کیا گیا کہ حضور تشریف لانے والے ہیں۔ حضور کا ایک لیکچر بھی یہاں ہو گا۔ چنانچہ یہ اعلان سن کر مَیں بھی ٹھہر گیا۔ جب حضور تشریف لائے تو میاں معراج الدین صاحب کا مکان تیار ہو رہا تھا اور بعض کمرے مکمل بھی ہو چکے تھے۔ حضرت صاحب نے وہیں قیام کرنا پسند فرمایا تھا اور اُس میں جمعہ کی نماز بھی پڑھی تھی۔ خطبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تھا اور نماز بھی اُنہوں نے ہی پڑھائی تھی۔ میں دیوانہ وار پھر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ حضرت اقدس سے کسی نہ کسی طریق سے ملاقات ہو جائے۔ اتنے میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے آگے گیا۔ مَیں پہلی صف میں حضرت اقدس کے ساتھ بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ مَیں جب التحیات پر بیٹھا تو اپنے گناہوں کا خیال کر کے اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنا کندھا لگنے کا خیال کر کے بے اختیار رو پڑا۔ ہچکی بھی بندھ گئی۔ حضرت اقدس نے میری یہ حالت دیکھ کر میری پیٹھ پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور تسلی دی۔ (نماز کے بعد ہوا ہو گا یا پہلے۔ التحیات پر بیٹھے تھے تو سلام پھیرنے کے بعد ہی شفقت کا ہاتھ پھیرا ہو گا۔ نماز کے دوران نہیں۔ بہر حال پھر لکھتے ہیں) جب حضرت اقدس قادیان روانہ ہوئے تو عاجز بھی ساتھ ہو گیا۔ قادیان میں پہنچے ہی تھے کہ تاریخ پر گورداسپور جانا پڑا۔ مَیں بھی ساتھ ہو لیا۔ عصر کی نماز کے بعد ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو دیکھ لیا ہے اور بیعت کر لی ہے۔ ہماری بخشش کے لئے صرف یہی کافی ہے۔ (یعنی لوگوں کا خیال ہے کہ بیعت کر لی ہے تو بس سارے کام ہو گئے۔) فرمایا کہ **اصل چیز اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہے۔ اس سے انسان کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ ہم تو صرف راستہ دکھانے کے لئے آئے تھے، سو ہم نے راستہ دکھا دیا۔**

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 1 صفحہ نمبر 1-2 روایت حضرت شیخ عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25 مئی 2012 صفحہ 6)

بیعت کے بعد ایک نیا احساس پیدا ہوا:

حضرت مولوی محب الرحمن صاحب بیان فرماتے ہیں کہ: مَیں حضرت والد صاحب کے ہمراہ ننانوے (1899ء میں) قادیان گیا۔ بٹالہ سے یکّے پر سوار ہو کر ہم قادیان پہنچے، جس وقت یکّہ مہمان خانے کے دروازے پر پہنچا تو والد صاحب یکّہ پر سے کود کر بھاگتے ہوئے چلے گئے۔ یکّے والے نے اسباب باہر نکالا (سامان نکالا) اور مَیں وہاں حیران کھڑا تھا کہ والد صاحب خلافِ عادت اس طرح کود کر بھاگ گئے ہیں۔ کیا وجہ ہے؟ تھوڑے عرصے میں حافظ حامد علی صاحب باہر آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ اسباب میاں حبیب الرحمن صاحب کا ہے؟ مجھ سے ہاں میں جواب سن کر وہ اسباب مہمان خانے میں لے گئے اور مَیں بھی ساتھ چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد والد صاحب واپس تشریف لے آئے۔ اگلے روز صبح کو بعد نماز فجر والد صاحب مجھے اپنے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان پر لے گئے۔ کمرے کے دروازے پر پہنچنے پر حضرت صاحب نے دروازہ خود کھولا۔ ہم اندر کمرے میں داخل ہوئے جو بیت الفکر کے ساتھ والا کمرہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تخت پوش پر جس کے سامنے ایک میز رکھی تھی اور اس پر بہت ساری کتابیں تھیں، وہاں تشریف فرما ہوئے۔ ہم دونوں ایک چارپائی پر بیٹھ گئے جو قریب میں ہی تھی۔ والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بہت دیر تک باتیں کیں۔ اس کے بعد والد صاحب نے عرض کیا کہ میں محب الرحمن کو بیعت کے لئے لایا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی تو بیعت ہی ہے۔ (یعنی باپ نے کر لی تو اُس کے ساتھ ہی بچے بھی شامل ہو

اعلیٰ درجہ کا نور

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ←

گئے، اس لئے بیعت تو پہلے ہی ہے) والد صاحب نے عرض کیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ بیعت کر لے تو دعاؤں میں شامل ہو جائے گا۔ فرمایا اچھا آج شام کو بیعت لے لیں گے۔ چنانچہ اُس دن شام کو بعد نماز مغرب خاکسار نے اور بھی بہت دوستوں کے ساتھ بیعت کی۔ بیعت کرنے کے بعد پھر ایک نیا احساس پیدا ہوا ہے۔ کہتے ہیں اُس وقت مَیں سمجھا کہ والد اُس روز جس دن ہم پہنچے تھے، یکّے سے والہانہ طریق پر اتر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے ہی گئے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ یہ عشق و محبت تھا جس نے انہیں بے چین کیا اور اترتے ہی سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ والد صاحب کا معمول تھا کہ قادیان پہنچتے ہی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور روزمرہ صبح کے وقت بھی علیحدگی میں حاضر خدمت ہوتے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 85-84 روایت مولوی محب الرحمٰن صاحب ؓ) مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۵ جون ۲۰۱۲)

بیعت کے بعد دعاوں کی قبولیت کے نشانات:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد آپ کی قوتِ قدسی سے ایسا انقلاب آپ کے صحابہؓ میں پیدا ہوا کہ دعائیں کرتے تھے تو دعاؤں کی قبولیت بھی اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طور پر دکھاتا تھا۔

حضرت خلیفہ نورالدین صاحب سکنہ جموں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جموں سے پیدل براہ گجرات کشمیر گیا۔ (گجرات کے راستے کشمیر گیا) راستے میں گجرات کے قریب ایک جنگل میں نماز پڑھ کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡھَمِّ وَالۡحُزۡنِ والی دعا نہایت زاری سے پڑھی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری روزی کا سامان کچھ ایسا کر دیا کہ مجھے کبھی تنگی نہیں ہوئی اور باوجود کوئی خاص کاروبار نہ کرنے کے غیب سے ہزاروں روپے میرے پاس آئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 68 روایت حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونیؓ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 20 جنوری 2012)

مجھے منارے کے تھوڑی بلندی کے اوپر سے ایک آواز آئی کہ ''ریگستان'' ہے۔

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نے مجھے بلایا اور حکم دیا کہ ہمارے لنگر میں ایندھن نہیں ہے۔ تم دیہات سے اوپلے خرید کر لاؤ اور آج شام تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ کل کے لئے لنگر خانے میں ایندھن نہیں ہے۔ اور چار روپے مجھے خریدنے کے لئے دیئے۔ میں وہ روپیہ لے کر سیدھا مسجد مبارک کی چھت پر چڑھ گیا اور موجودہ منار جو علیحدہ مسجد سے کھڑا ہے اُس کے قریب کھڑے ہو کر دعا کی کہ الٰہی! تیرے مسیح نے مجھے ایک کام کے لئے فرمایا ہے اور مَیں اس سے بالکل ناواقف ہوں۔ مجھے ایسی سمت بتلائی جائے جہاں سے مَیں شام تک اوپلے لے کر یہاں پہنچ جاؤں۔ مجھے منارے کے تھوڑی بلندی کے اوپر سے ایک آواز آئی، آواز سنائی دی کہ ''ریگستان ہے''۔ مَیں نے سمجھا کہ میرے پاؤں میں زخم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جانے سے روکا ہے۔ مَیں نے دوبارہ عرض کی کہ حضور! (یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ) مَیں لنگڑا ہی چلا جاؤں گا لیکن تیرے مسیح کا حکم شام تک پورا ہو جائے۔ دوبارہ جواب آیا کہ یہیں آ جائے گا، کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ مَیں نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا کہ اسی طرح مسیح کے کام ہوں گے تو دنیا فتح ہو سکے گی۔ مَیں اسی جگہ بیٹھ گیا اور دعا کرتا رہا کہ الٰہی! ایسا نہ ہو کہ مجھے شام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے شرمندہ ہونا پڑے۔ پھر دل میں خیال آیا کہ میں نبی نہیں ہوں، کوئی ولی نہیں ہوں جس کے الہامات ایسے جلدی سچے نکلیں۔ مجھے کہیں جانا چاہئے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرے کہ شام کو ہمارے گھر کھانا کھالو تو وہ تردد نہیں کرتا۔ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدے پر یقین ہونا چاہئے۔ وہ ضرور یہاں ایندھن پہنچا دے گا۔ اس پر میں مطمئن ہو کر مسجد کی چھت پر ہی بیٹھ رہا۔ ظہر کا وقت قریب ہوا، نیچے اُترتے ہی خادمہ نے جس کے سامنے مجھے حضور نے روپیہ دیا تھا، دیکھ لیا اور کہنے لگی کہ تو ابھی تک ''بالن'' (یعنی ایندھن) لینے نہیں گیا۔ مَیں نے جی میں سوچا کہ یہ حضور کے پاس ہے، اُسے پتہ ہوگا کہ حضور کو الہامات ہوتے ہیں اور پورے بھی ہو جاتے ہیں، اُسے کہا کہ فکر کی بات نہیں، مجھے خدا تعالیٰ نے الہام کیا ہے کہ بالن (یعنی ایندھن) یہیں پہنچ جائے گا۔ اس پر وہ برہم ہو کر کہنے لگی کہ تو یہ کہتا ہے کہ جب تک مجھے الہام نہ ہوگا مَیں کہیں نہیں جاؤں گا؟ دیکھو مَیں ابھی جا کے حضرت صاحب سے کہتی ہوں۔ (اس بات کو اُس نے اور رنگ میں لے لیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہاں پہنچ جائے گا۔ اُس نے کہا کہ نہیں جب تک الہام نہیں ہوگا نہیں جاؤں گا)۔ خیر باوجود میرے روکنے کے اُس نے جا کے حضور کو سنا دیا کہ وہ کہتا ہے کہ جب تک مجھے الہام نہ ہوگا مَیں کہیں نہیں جاؤں گا۔ مجھے یہ فکر ہوئی کہ حضور اب ضرور مجھ سے بلا کر دریافت کریں گے تو مجھے اپنے الہام کا ذکر کرنا پڑے گا۔ ایک فقیر عاجز، بادشاہ کے سامنے کہاں کہہ سکتا ہے کہ مَیں بھی مالدار ہوں (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو تو الہام ہوتے ہیں، مَیں کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ مجھے الہام ہوا ہے) اس لئے میں مسجد کی سیڑھیوں سے اُتر کر بٹالے والے دروازے کی طرف بھاگا اور پیچھے مُڑ کر دیکھا کہ کوئی مجھے بلانے والا تو نہیں آیا۔ بٹالے والے دروازے پر پہنچ کر مَیں نے قصد کیا کہ سیکھواں جا کر ایندھن کی تلاش کروں اور مولوی امام الدین اور خیر الدین صاحبان سے امداد لے کر یہ کام کروں۔ تھوڑی دور چل کر مجھے پھر خیال پیدا ہوا کہ خدا تعالیٰ کا تو حکم ہے کہ یہاں آ جائے گا، مگر میں تو اگر باہر چلا گیا تو روپیہ بھی میرے پاس ہے تو یہ کام کس طرح ہوگا؟ اس لئے میں واپس آ کر مسجد کی چھت پر پھر بیٹھ گیا اور دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے۔ پیراں دِتہ ایک ملازم حضرت اقدس کا جو پہاڑیہ کہلاتا تھا مجھے دیکھ کر آواز دینے لگا کہ بالن کے (یعنی ایندھن کے) گڈے پہاڑی دروازے پر آئے ہیں، چل کر خرید لو۔ مَیں نے سجدہ شکر ادا کیا اور اُس کے ساتھ جا کر دیکھا تو ایک گڈا اوپلوں کا تھا، باقی لکڑی تھی اور اس گڈے کے لئے بارہ شخص گاہک موجود تھے۔ اور وہ ایک دوسرے سے دو دو آنے بڑھ کر بولی دے رہے تھے اور ایک روپیہ بارہ آنے تک بولی ہو چکی تھی۔ میاں نجم الدین صاحب نے دو آنے بڑھا کر لینا چاہا، مَیں نے ایک آواز دی کہ میں دیکھ لوں کہ اس میں کتنا ایندھن ہے اور گڈے کے گرد پھر کر کہا کہ ایک روپیہ بارہ آنے سے زیادہ اس میں ایک پیسے کا ایندھن نہیں ہے (یا لکڑی اوپلے نہیں ہیں) جس کی مرضی ہو وہ خرید لے۔ یہ کہہ کر مَیں چلا آیا اور جی میں کہتا تھا کہ الٰہی! بغیر تیرے فضل کے یہ مجھے نہیں مل سکتا۔ میرے چلے آنے پر سب گاہک منتشر ہو گئے اور پیراں دتہ وہاں کھڑا رہا، جب گڈے والا حیران ہوا کہ کوئی لینے والا نہیں تو پیراں دتہ نے کہا کہ میرے ساتھ گڈا لے چلو مَیں تم کو ایک روپیہ بارہ آنے دلواؤں گا۔ گڈے والا اُس کے ساتھ ہو لیا۔ مَیں اُس وقت مسجد مبارک پر دعا کر رہا تھا۔ جو مَیں نے سنا کہ پیراں دِتہ کہتا ہے کہ گڈا آ گیا، اس کو سنبھال لیں۔ گڈا لنگر خانے میں پہنچا کر مَیں نے سوچا کہ حضرت

ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی وجسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھۡلِھَا اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ہم مضمون حقیقتِ اسلام میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 160)

صاحب کو اطلاع کردی جائے کہ حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔مگر دل میں پھر خیال آیا کہ یہ کیا کام ہے جس کی اطلاع دینی واجب ہوگی۔خود خدا تعالیٰ حضرت اقدس کو بتلا دے گا۔ میرے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں۔صبح کو حضرت اقدس سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ڈھاب کی طرف سے ایک سڑک کا معائنہ کر کے جو میر صاحب نے بنوائی تھی، واپس تشریف لائے تو بطور لطیفے کے حضور نے فرمایا کہ یہاں ایک مہدی حسین آیا ہوا ہے، ہم نے اُس کو ایندھن لانے کے لئے کہا تھا مگر وہ شخص کہتا ہے کہ جب تک مجھے الہام نہیں ہوگا (جس طرح اُس عورت نے سنایا جا کے) میں یہ کام نہیں کروں گا۔اس پر سب لوگ ہنس پڑے۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 282 تا 287۔ روایات میر مہدی حسین صاحبؓ خادم المسیح) مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 15 جون 2012

الہام، کشف، رؤیائے صادقہ تینوں کو ہم نے اپنے او پر وارد ہوتے دیکھا۔

حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب کی بیعت 1906ء کی ہے اور 1906ء میں ہی ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی توفیق ملی۔آپ کہتے ہیں ’’میں کسر نفسی سے نہیں کہتا بلکہ حقیقت ہے کہ میں گنہگار تھا۔ یہ جواب بیان کرنے لگا ہوں یہ یقینا یقینا نورِ نبوت سے ہوگا نہ کہ میری طرف سے۔کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ ؎

میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

تو یہ یقینی بات ہے جو نور سے تعلق پیدا کرے گا اُس کو نور سے ضرور حصہ ملے گا۔ ہاں یہ بھی بات نہایت واضح ہے کہ وہ نور اپنی اپنی قابلیت کے مطابق ملتا ہے۔ہمیں یہ معلوم ہی نہ تھا کہ الہام کس کو کہتے ہیں، کشف کس کو کہتے ہیں، رؤیائے صادقہ کیا ہوتی ہے۔اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس فرستادہ خدا کے ہاتھ سے ہاتھ ملانے سے نہ صرف ہم کو الہام کا علم ہوا اور صرف کشف کا علم ہوا اور نہ صرف رؤیائے صادقہ کا علم ہوا بلکہ ان تینوں کو ہم نے اپنے اوپر وارد ہوتے دیکھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 155-154 روایت حضرت خیر دین صاحبؓ)

آپ مزید فرماتے ہیں:

’’اب ہم حق الیقین کے طور پر ان باتوں کی حقیقت بیان کر سکتے ہیں۔مثلاً میں نے مبارک مسجد میں بیٹھے ہوئے غالباً ظہر کا وقت تھا، ایک یہ الہام پایا کہ **اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ**۔اس میں یہ بتایا کہ اس جماعت کے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔سو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو معمولی سی حیثیت کے لوگ نظر آتے ہیں اُن کا آخری انجام اچھا ہو رہا ہے اور ان سے اچھے اچھے کام بھی ہو رہے ہیں اور اُن کی دعاؤں میں ایک خاص اثر معلوم ہوتا ہے۔

پھر میں نے ایک دفعہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تیرا قرب پانے کے لئے کونسا طریق اچھا ہے تو خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا قرب حاصل کرنے کے دو طریق ہیں۔ یا چندہ دو یا تبلیغ کرو۔ یہ دو طریق ہم کو پسند ہیں۔ تو میں نے عرض کی کہ اے اللہ! میں تو اتنا پڑھا ہوا نہیں۔ میں تبلیغ کس طرح کروں؟ اللہ تعالیٰ نے پھر جواب دیا اور فرمایا کہ قرآنِ شریف تو تم کو ہم نے پڑھا دیا ہے۔جب یہ فقرہ جنابِ الٰہی نے فرمایا تو مجھ سے اُس وقت یہ آیت حل ہوئی کہ **وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى**۔ کیونکہ جب میں اپنے گاؤں میں تھا تو اُس وقت مجھے جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں ملے تھے۔ فرمایا تھا کہ تم قادیان آجاؤ۔ہم تمہیں قرآن شریف پڑھا دیں گے۔ اب دیکھئے کہ وعدہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا مگر جواب خدا تعالیٰ نے دیا کہ ہم نے تجھے قرآن شریف پڑھا دیا ہے۔سو خاکسار دیکھ رہا ہے کہ اپنی قابلیت کے مطابق اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جو قرآنِ شریف پڑھنا چاہے اُسے پڑھا سکتا ہوں۔ چنانچہ آج کل مہمان خانے میں صبح کے وقت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قرآن شریف ترجمے کے ساتھ پڑھاتا ہوں۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم نے تجھے قرآن شریف پڑھا دیا تو ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ تم نے عاد اور ثمود کے قصے قرآن شریف میں نہیں پڑھے؟ ایک رکوع پڑھا اور لوگوں کو سنا دیا کہ نبیوں کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ اسی طرح دعا کے بارے میں جنابِ الٰہی نے یہ فرمایا کہ تم گھی بہت کھایا کرو۔ تو میں نے عرض کیا گھی کھانے سے کیا مراد ہے؟ تو جنابِ الٰہی نے تیسرے دن جواب دیا کہ گھی کھانے سے مراد بہت دعا کرنا ہے۔ یہ فقرے پنجابی زبان میں عنایت فرمائے کہ جس گھر میں دعا ہوتی ہے وہ گھر موجوں میں رہتا ہے۔ پھر یہ بھی آواز سنی کہ جس کے ساتھ خدا بولتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہے۔کیا میرے جیسا آدمی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ یہ میری طاقت سے ہیں۔ بلکہ صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ نورِ نبوت سے ہے۔ چنانچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فقرہ دہرا دیتا ہوں فرماتے ہیں ؎

میں وہ پانی ہوں جو کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار‘‘

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 156-155 روایت حضرت خیر دین صاحبؓ) الفضل انٹرنیشنل 20 جنوری 2012)

❁❁❁

دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلینؐ

پاکیزہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فِدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب
سخت شور اُوفتاد اندر زمیں
رحم کُن بَر خَلق اے جاں آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 764، مطبوعہ 1891، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 513)

تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ

’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفی واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔‘‘

(سراج منیر۔روحانی خزائن۔جلد 12۔صفحہ 82)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل متبع (واقعات کی روشنی میں)

(عبدالمومن راشد۔استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے یہ بشارت دی تھی کہ وہ میرا بروز اور مظہراتم ہوگا اس کا نام میرا نام ہوگا یہاں تک کہ وہ میری ہی قبر میں دفن ہوگا۔ نیز فرمایا وہ میرے اہل بیت میں سے ہوگا، بعدازاں یہ تاکیدی ارشادفرمایا کہ جب تم اس مہدی کو دیکھو تو اس کی بیعت کرنا خواہ گھٹنوں کے بل برف پر چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے۔

قارئین حضرات! ذرا غور فرمائیں بہت سارے مدعیان مسیح و مہدی کھڑے ہوئے اور قرآن و احادیث میں مذکور پیشگوئیوں کو اپنی تائید میں پیش کرتے رہے۔ لیکن تاریخ اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے سوا تمام دعویداران کو حین حیات ذلت و رسوائی نصیب ہوئی۔ یا پھر مارے اور کاٹے گئے اور مورد قہر الٰہی بن کر ہمیشہ ہمیش کیلئے تاریخ مذاہب میں خس کم جہاں پاک کا منہ بولتا ثبوت چھوڑ گئے۔فاعتبروا یااولی الابصار۔

یہ حقیقت ہے کہ روئے زمین پر قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں کا مصداق کوئی بنا تو وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تھے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کسی کے شامل حال رہی تو آپ علیہ السلام تھے۔آسمانی اور زمینی نشان کسی کیلئے ظاہر ہوئے تو آپ علیہ السلام تھے مخالفت کے طوفانوں اور مصائب و مشکلات میں کسی کی غیب سے حفاظت ہوئی تو آپ علیہ السلام تھے فتح و کامیابی نے کسی کے قدموں کو چوما تو وہ آپ علیہ السلام تھے غرض خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے آپ کے منجانب اللہ مامور ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میری جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

معزز قارئین بلا شبہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنی ساری زندگی بچپن سے لیکر بڑھاپے تک آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چل کر گذاری اور آپ ﷺ کے ہر حسن وخوبی اور وصف کو اختیار کرنے کی کوشش کی اور آپ علیہ السلام نے عبادت و ریاضت، تعلق باللہ اور حقوق العباد فرائض و سنن غرضیکہ ہر معاملہ میں آقائے نامدار آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کرکے قابل رشک نمونے از سرِ نو زندہ وقائم فرمائے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اس بات کو فخریہ پیش کرتے ہیں کہ مجھے شرف وعزت اور قرب کا جو مقام ملا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی اور اتباع کی بدولت ملا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔ اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ صفحہ 24)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنے آقا کی کیسے کیسے اور کس کس رنگ میں پیروی کی اور کسقدر گہری سچی اور کامل اتباع کرکے آنحضرت ﷺ کے فرمان ’’اُس کا نام میرا نام ہوگا‘‘، عملی صورت میں پیش فرمایا ہے۔ واقعات کی روشنی میں چند نمونے ازدیادایمان کیلئے ملاحظہ ہوں۔

ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب آپ کے پاس آئے آپؑ اس وقت اپنے بالاخانہ کے صحن میں ٹہل رہے تھے۔ وہاں ہی مولوی صاحب آپ علیہ السلام سے ملے۔انہوں نے بیٹھتے ہی یہ سوال کیا کہ یہ ’’نعمت آپؑ کو کیوں کر ملی‘‘ آپ نے انہیں جواب دیا کہ پانچ نمازوں سے زیادہ نمازیں نہیں پڑھیں۔ اور تیس روزوں سے زیادہ روزے نہیں رکھے جو کچھ ملا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملا نہ کسی عمل سے۔‘‘

(حیات احمد جلد 1 صفحہ 255_256)

ایک مرتبہ آپ کو کسی مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت جانا پڑا ابھی مقدمہ کی سماعت میں کچھ دیر تھی اور نماز کا وقت ہوگیا آپ نے نماز پڑھنی شروع کردی۔ اسی دوران عدالت سے بلاوا آگیا مگر آپ نماز میں مشغول رہے۔جب نماز مکمل کی تو کسی نے آکر یہ اطلاع دی کہ مقدمہ کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوگیا ہے۔ حالانکہ دنیاوی اصول و ضابطہ کی رو سے عدم حاضری کی وجہ سے فیصلہ آپ کے خلاف اور فریق مخالف کے حق میں ہونا چاہئے تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ آپ کے ایک صحابی کا بیان ہے کہ حضور مجھے صبح کی نماز پر جگاتے وقت انگلیاں پانی میں ڈبو کر ہلکا سا چھینٹا چھینک کر جگاتے تھے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کو آواز دیکر کیوں نہیں جگاتے تو فرمانے لگے۔ حضرت رسول کریم ﷺ کا بھی یہی طریق تھا۔(سیرت المہدی روایت نمبر 492)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اپنے آقا کی اتباع میں فرض نمازوں کے علاوہ نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ سیرت المہدی میں تحریر کرتے ہیں کہ ’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پنجگانہ کے سوا عام طور پر دو قسم کے نوافل پڑھا کرتے تھے ایک نماز اشراق (دو یا چار رکعات) جو آپ کبھی کبھی پڑھتے تھے اور دوسرے نماز تہجد (آٹھ رکعات) جو آپ ہمیشہ پڑھتے تھے سوائے اس کے کہ آپ زیادہ بیمار ہوں لیکن ایسی صورت میں بھی آپ تہجد کے وقت بستر پر لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے تھے اور آخری عمر میں بوجہ کمزوری کے عموماً بیٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے تھے۔

احادیث مبارکہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد استراحت فرماتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام عام طور پر صبح کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کیلئے سو جاتے تھے۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 4)

آنحضرت ﷺ سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرتے تھے اور آپ نے اپنی امت کو یہی ہدایت فرمائی تھی کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔یعنی گھروں میں سنن ونوافل ادا کرنے چاہئیں۔ عبادت الٰہی سے گھروں کو آباد

نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم ہے

’’میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کُل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے، سب کے سب اکٹھے ہوکر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، ہرگز نہ کرسکتے۔اُن میں وہ دل اور وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی...... نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہوسکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول، صفحہ 420، مطبوعہ ربوہ)

شاداب رکھنا چاہئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ فریضہ نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے۔ اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں اور کبھی کبھی مسجد میں پڑھتے تھے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نماز کو لمبا کرتے تھے یا خفیف؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ عموماً خفیف پڑھتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے محبوب آقا کی ہر ادا اور ہر وصف کو اپنایا اور تادم حیات ایک ایک قول و فعل کو عملی جامہ پہنا کر احیا بخشا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مجھ کو معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کیلئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا تو میں کسی حاجت مند کو دے دیتا تھا اور شام کو خود کھا لیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آخر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے خصوصاً شوال کے روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنی ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے مگر خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ کا بیان کیا ہے۔''

(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 14)

ارکان اسلام میں ایک رکن حج ہے۔ قرآن کریم اور ارشادات نبویؐ میں اس فریضہ کو بجالانے کی تاکید و تلقین ہے۔

حج کرنے اور مکہ و مدینہ کی زیارت کرنے کا کس قدر شوق تھا۔ آپ کی قلبی کیفیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا تحریر فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جانؓ نور اللہ مرقدھا اور ہمارے نانا جان حضرت نواب میر ناصر صاحب مرحومؓ ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حج کا ذکر ہو گیا۔ حضرت نانا جانؓ نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کیلئے سفر اور راستے کی سہولت پیدا ہو رہی ہے۔ حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جانؓ نے یہ بات سن کر فرمایا:

''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں یہ سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ سکوں گا۔''

(روایات حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حین حیات فریضہ حج تو ادا نہیں کر سکے تاہم آپ کی طرف سے حج بدل کروایا گیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ آخری ایام میں حضرت مسیح موعودؑ نے میرے سامنے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کروا دیا (حضرت والدہ صاحبہ نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو بھیج کر حضرت صاحب کی طرف سے حج بدل کروایا تھا) اور حافظ صاحب کے سارے اخراجات والدہ صاحبہ نے خود برداشت کئے تھے۔ حافظ صاحب پرانے صحابی تھے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 46)

بظاہر یہ واقعات معمولی ہیں مگر ان سے حضرت مسیح موعود کے جذبہ اطاعت پر روشنی پڑتی ہے۔ جو آپ کے دل میں اپنے آقا کیلئے ہمہ وقت جاگزین رہتا تھا۔

حدیث میں ہے نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ حدیث کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بکریاں چرانے کا بھی موقعہ ملا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں :

بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضور حدیث شریف میں آتا ہے کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اس نے کہا کہ میں ذرا ایک کام جاتا ہوں۔ آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں مگر وہ ایسا گیا کہ بس شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اس کی بکریاں چرانی پڑیں۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 88)

اگرچہ واقعات اور بھی ہیں لیکن اس مضمون کو اس واقعہ پر ختم کرتا ہوں۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت تحریر کرتے ہیں کہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب جو برصغیر ہند و پاک کے ایک مایہ ناز ادیب اور منفرد اور صاحب طرز نثر نگار تھے تحریر فرماتے ہیں۔

''اب ایک ایسے شخص سے میرے ملنے کا حال سنیئے جو اپنے فرقہ میں نبی سمجھا جاتا ہے اور دوسرے فرقے والے خدا جانے اس کو کیا کچھ نہیں کہتے۔ یہ کون ہے؟ جناب مرزا غلام احمد قادیانی بانی فرقہ احمدیہ ان سے میرا رشتہ یہ ہے کہ میری خالہ زاد بہن (حضرت نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا) ان سے منسوب تھیں۔ اس لئے یہ جب کبھی دہلی آتے تو مجھے ضرور بلا بھیجتے اور پانچ روپے دیتے۔ چنانچہ دو تین دفعہ میرا ان سے ملنا ہوا مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے کبھی مجھ سے ایسی گفتگو نہیں کی جس کو تبلیغ کہا جا سکے۔ میں اس زمانہ میں ایف اے پڑھتا تھا۔ زیادہ تر مسلمانوں کی تعلیم کا ذکر ہوتا تھا اور اس پر وہ افسوس ظاہر کیا کرتے تھے کہ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل بے خبر ہیں اور جب تک مذہبی تعلیم عام نہ ہوگی اس وقت تک مسلمان ترقی کی راہ سے ہٹے رہیں گے۔

میرے ایک چچا تھے جن کا نام مرزا عنایت اللہ بیگ تھا۔ یہ بڑے فقیر دوست تھے انہوں نے تمام ہندوستان کا سفر فقیروں سے ملنے کیلئے کیا۔ بڑی بڑی سخت ریاضتیں کیں چنانچہ اس سے ان کی محنت کا اندازہ کر لیجئے کہ تقریباً چالیس سال تک یہ رات کو نہیں صبح کی نماز پڑھ کر دو ڈھائی گھنٹے کیلئے سوجاتے ورنہ سارا وقت یاد الٰہی میں گذارتے۔ ایک دن میں مرزا غلام احمد صاحب کے یہاں جانے لگا تو چچا صاحب قبلہ نے مجھ سے کہا بیٹا میرا ایک کام ہے وہ کر دو۔ اور وہ کام یہ ہے کہ جن صاحب سے تم ملنے جارہے ہو ان کی آنکھوں کو دیکھو کہ کس رنگ کی ہیں'' میں سمجھا بھی نہیں اس سے ان کا کیا مطلب ہے مگر جب میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو بڑے غور سے ان کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سبز رنگ کا پانی گردش

یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اُس کا مقام برتر ہے

''یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں۔ اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے۔ اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اُس سے اور اُس کے دین سے اور اُس کے محبّ سے محبت کرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اُس کا مقام برتر ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 119-118 حاشیہ)

کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں میں نے خود بھی ان کو غور سے دیکھا کیونکہ اس سے پہلے جو میں ان کے پاس جاتا تھا تو ہمیشہ نیچی آنکھیں کر کے بیٹھتا تھا۔ اس دفعہ میں نے دیکھا ان کا چہرہ بہت بارونق تھا۔ سر پر کوئی دو انگل کے بال ہیں۔ داڑھی خاصی نیچی ہے۔ آنکھیں جھکی جھکی ہیں۔ بات کرتے ہیں تو بہت متانت سے کرتے ہیں۔ مگر بعض وقت جھلا بھی جاتے ہیں بہرحال وہاں سے آنے کے بعد میں نے چچا صاحب قبلہ سے تمام واقعات بیان کئے۔ انہوں نے کہا :

’’فرحت دیکھو اس شخص کو برا کبھی نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول کریم ﷺ کے عاشق ہیں۔‘‘

میں نے کہا یہ آپ نے کیونکر جانا۔ فرمایا کہ جو آنحضرت ﷺ کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے اس کی آنکھوں میں سبزی آجاتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک لہر اس میں دوڑ رہی ہے۔ میں نے اس وقت تو ان سے وجہ نہ پوچھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ سب فقراء اور اہل طریقت اس پر متفق ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا رنگ سبز ہے۔ اسی کا عکس آپ کے زیادہ خیال کرنے سے آنکھوں میں جم جاتا ہے۔‘‘

(عالمی ڈائجسٹ کراچی اکتوبر 1968 صفحہ 73-74)

حضرت مسیح موعودؑ منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 456)

❁❁❁

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا پاکیزہ منظوم کلام

ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
کہ جب ہوگا اِسی اُمت سے پیدا رہنما ہوگا

نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے
جو ہوگا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہوگا

ہمارے سید و مولیٰ نہیں محتاج غیروں کے
قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہوگا

جو اپنی زندگی اُن کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخر الانبیا ہوگا

☆☆☆

اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ سے بے پناہ عشق
منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیض گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اِک مرجع عالم دیکھا
خم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 224، مطبوعہ 1893، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 224)

کیسا کوہِ وقار انسان ہے

’’رسول اللہ ﷺ کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گزری اس میں جس قدر مصائب و مشکلات آنحضرت ﷺ پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ حوصلگی، فراخدلی استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ چلتا ہے۔ کیسا کوہِ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ مقصد کے ادا کرنے میں ایک لحہ بھی سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔‘‘ (الحکم 30 جون 1901 صفحہ 03)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ سے عشق واقعات کی روشنی میں

(محمد یوسف انور، مبلغ سلسلہ، شعبہ نور الاسلام قادیان)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(آل عمران:32)

ترجمہ: تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ہر مذہب کا پیروکار اپنے اپنے نبی گورو رشی منی اوتار سے محبت کرتا ہے جہاں تک مذہب اسلام کا تعلق ہے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیروکار اور سچے مسلمان خدا اور اپنے رسول حضرت محمد صلعم سے محبت کا دعویٰ کرتے نظر آتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ چودہ سو سال سے ایسے بہت سے عشاق رسولؐ کا دم بھرنے والے گزرے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے نثر اور نظم میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ اپنے پیارے رسول صلعم سے عشق و محبت کرنے والے ہیں۔

لیکن سورہ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے جس روحانی وجود یعنی امام مہدیؑ کا ذکر کیا ہے اور جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے احادیث میں خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب وہ موعود اقوام عالم مسیح موعود مبعوث ہوگا اُس کی بیعت کرنا اور میرا اسلام کہنا چنانچہ وہ وجود وقت مقررہ پر مبعوث ہوا اور اُس نے خدا کے اذن سے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قسم میں خدا کی طرف سے آیا ہوں اور میں آنحضرت صلعم کا ادنیٰ غلام اور امتی نبی ہوں اور یہ انعام مجھے آنحضرت صلعم کی غلامی میں ملا ہے۔ نیز آپؑ نے فرمایا کہ مجھے خدا کے بعد سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے عشق ہے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا کے بعد میں آنحضرت ﷺ کے عشق میں مخمور ہوں اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

آپؑ نے جس رنگ میں آنحضرت ﷺ سے عشق کا اظہار کیا ہے اپنے آپ میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عشق و محبت کی داستان کوئی عارضی، وقتی اور محض جذباتی کیفیت کا نتیجہ نہ تھی بلکہ اس محبت اور عشق اور سرشاری کے پیچھے ایسے حسن و احسان کے جلوے تھے جو ہر صاحب بصیرت انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور شعر میں فرماتے ہیں کہ:

اِنِّیۡ اَمُوۡتُ وَلَا تَمُوۡتُ مَحَبَّتِیۡ
یُدۡرٰی بِذِکۡرِکَ فِی التُّرَابِ نِدَائِیۡ

(منن الرحمن صفحہ 25)

ترجمہ: اے میرے پیارے میں ایک دن مرجاؤں گا لیکن میری وہ محبت جو میں تجھ سے کرتا ہوں اُس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور میری قبر کی مٹی سے تیری یاد میں آوازیں بلند ہوں گی۔

اب خاکسار آنحضرت ﷺ سے آپؑ کے عشق و محبت کے کچھ واقعات بیان کرتا ہے۔

ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا:

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی بیوی سے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ حضور کی زندگی میں جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں بیعت کی۔

آپ کے قبول احمدیت سے پہلے زمانہ کی بات ہے کہ اُن سے ایک دفعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق و عادات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ:

”ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) میں خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا اور مرزا سلطان احمد صاحب نے اس بات کو بار بار دہرایا۔

(سیرت طیبہ صفحہ 34)

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

جسمی یطیر الیك من شوق علی
یالیت کانت قوۃ الطیران

ترجمہ: اے میرے محبوب میرا جسم تو شوق کے غلبہ سے تیری طرف اڑنا چاہتا ہے اے کاش کہ مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

کیا میں اپنے محبوب آقا آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا

اسی شعر کے تعلق میں یہاں یہ واقعہ بھی بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے کی روایت یوں بیان ہوئی ہے۔

فرمایا: ایک دفعہ گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ طبیعت ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہوگیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر اور راستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے۔ حج کو چلنا چاہئے اس وقت زیارۃ حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

حضرت نانا جان کی بات سن کر فرمایا:

”یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی یہی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح

آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جانباز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے

”واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں ←

موعودؑ کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔حج کی کس سچے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس وجود کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور سے پروانہ وار حضورؐ کے مزار پر پہنچ جاتی ہے۔اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارے کی تاب نہ لاکر بند ہونی شروع ہوجاتی ہیں۔

(تقریر جلسہ سالانہ 1960ء سیرت طیبہ)

اطاعت رسول ﷺ کا ایک نمونہ:

ایک موقعہ پر جبکہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت باہر سے آئے ہوئے کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے کسی شخص نے اُٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا حضرت مسیح موعودؑ نے ان صاحب کو اُٹھتے دیکھا تو جلدی سے اُٹھے اور فرمایا:

’’ٹھہریں ٹھہریں۔ میں خود دروازہ کھولوں گا۔آپ مہمان ہیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام ہونا چاہئے۔‘‘

غرض یہ کہ آپؑ نے اپنی زندگی کے ہر شعبے میں آنحضرت ﷺ کے اُسوہ حسنہ کو اپنانے اور اپنے ماننے والوں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔

ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فیروز پور سے قادیان کو آرہے تھے۔ان ایام میں حضرت میر ناصر صاحب مرحوم فیروز پور میں مقیم تھے اور.... حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں گئے ہوئے تھے۔خاکسار عرفانی کو (جو ان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعداری تھا اور رکھانوالہ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا) بھی فیروز پور جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ جب وہاں سے واپس آئے تو مَیں رائے ونڈ تک ساتھ تھا۔وہاں آپ نے ازراہِ کرم فرمایا کہ تم ملازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک چلو۔عصر کی نماز کا وقت تھا آپ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوئے۔اُس وقت وہاں ایک چبوترہ بنا ہوا کرتا تھا۔مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔مَیں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جو اِن ایام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا مجھ سے اُس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ مَیں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنا یا تو خدا جانے اُس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کررہے تھے۔(مَیں اِس نظارے کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں۔عرفانی) اُس نے ہاتھ جوڑکر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کہا۔مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضوکرنے میں مصروف رہے۔اُس نے سمجھا کہ شاید سنا نہیں اس لئے اُس نے پھر کہا حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا فرمایا۔

’’اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے۔میرے ایمان کے خلاف ہے کہ مَیں اُس کا سلام لوں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔‘‘

غرض آپ نے اظہارِ غیرت کیا اور پسند نہ کیا کہ وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتا ہے مَیں اُس کا سلام بھی لوں‘‘۔

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ جلد دوم صفحہ 271-272)

جس مجلس میں ہمارے رسول کو بُرا بھلا کہا گیا تم اُس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے

عشق رسول ﷺ کا یہ واقعہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے ایک دفعہ آریہ صاحبان نے وچھووالی لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کیلئے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو دعوت دی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الادیان جلسہ کیلئے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ اوّل ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا۔اور ان کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں دین محمدؐ کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کئے گئے تھے۔مگر جب آریہ صاحبان میں سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اس نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک ﷺ کے خلاف اتنا زہر اُگلا اور ایسا گند اُچھالا کہ خدا کی پناہ۔جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعودؑ کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپؑ حضرت مولوی نور الدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے۔تمہاری غیرت نے کس طرح یہ برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے؟ اور پھر آپؑ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

(سورۃ النساء آیت 14)

اس مجلس میں حضرت مولوی نور الدین صاحب بھی تھے وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے بلکہ مسیح موعود کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم وندامت سے کٹی جارہی تھی۔

(سیرت طیبہ صفحہ 31-33)

حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی نے بیان کیا کہ:

’’ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے والد صاحب چشتیائی طریق سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے احمدیت سے قبل میرا بھی اس طریق کے وظائف کی طرف میلان تھا بلکہ ایک حد تک اب بھی ہے پس حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جو میں پڑھا کروں۔فرمایا:

’’ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے ہاں البتہ استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کرکے آپؐ پر کثرت سے درود بھیجا کریں۔بس یہی وظیفہ ہے‘‘ (محامد خاتم النبیین مرتبہ مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم)

حضرت ملک غلام حسین صاحب رہتاسی نے بیان کیا کہ:

’’غالباً 1894ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جب میں دارالامان میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ پہلے ہم لوگ شیعہ

اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کرکے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کرکے کھلے کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔پس ذرہ ایمانداری سے سوچنا چاہئے کہ یہ سب حالات کیسے آنحضرتؐ کے اندرونی صداقت پر دلالت کررہے ہیں۔ماسوا اس کے جب عاقل آدمی ان حالات پر اور بھی غور کرے کہ وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرت مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔اور ان تمام امور کی ←

تھے اور اُس وقت ہم اہل بیعت نبوی پر بہت درود بھیجتے تھے اب کونسا درود شریف پڑھا کریں۔فرمایا:

’’جو درود شریف نمازوں میں پڑھا جاتا ہے وہی پڑھا کریں۔‘‘

میں نے عرض کیا کہ کتنی بار روزانہ درود شریف پڑھا کروں۔ فرمایا: ’’کسی خاص تعداد کی شرط نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے بلکہ سوچ سمجھ کر اور آنحضرت ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آسانی سے جس قدر پڑھا جاسکے اُسی قدر پڑھا کریں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 18)

آپؑ کو آنحضرت ﷺ کے اہل بیت سے بھی محبت تھی

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعات سنائے آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:

’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔‘‘

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا ﷺ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول پاک ﷺ کے عشق کی وجہ سے تھا۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ ربوہ 1960ء روایات حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

اپنے چچازاد برادران مرزا امام الدین وغیرہ اور اُن کے خاندان سے محض اس وجہ سے آپ کو نفرت تھی کہ ان کے ہاں آنحضرت صلعم اور قرآن کریم کی تضحیک کی جاتی تھی اور محض اس وجہ سے اُن سے قطع تعلق کر رکھا تھا ورنہ اُن سے کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی۔

ابتدائی زمانہ کی بات ہے جبکہ ابھی براہین احمدیہ لکھی جانی شروع نہ ہوئی تھی آپ کی حقیقی چچی جو آپ کے چچا مرزا غلام حیدر صاحب کی اہلیہ بی بی صاحب جان کہلاتی تھیں ایک مرتبہ ان کے منہ سے حضرت نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا جس سے آپ اس قدر صدمہ اور غصہ میں مبتلا ہوئے کہ آپ جو کھانا کھا رہے تھے کھانا چھوڑ کر اسی حالت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر اس کے بعد ان کے ہاں کھانا پینا ہی ترک کر دیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی صفحہ 270)

1893 میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا تھا جو جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہے۔ اس دوران ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے چائے کی دعوت پر حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خدام کو بلانا چاہا۔ آپ نے محض اس بناء پر صاف انکار کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں۔ میں پسند نہیں کرتا۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 272)

حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب بانی اسلام آنحضرت ﷺ کی محبت اور عشق سے بھرپور ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

ہم پر جو اللہ کے فضل ہیں یہ سب رسول اکرم صلعم کے فیض سے ہی ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر ہم سچ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں اور خاک بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی عزت اور مرتبہ دل میں اور ہر رگ وریشہ میں ایسا سمایا ہے کہ اُن کو اس درجہ سے خبر تک بھی نہیں۔ کوئی ہزار تپسیا کرے جپ کرے، ریاضت شاقہ اور محنتوں سے مشت استخوان بھی کیوں نہ رہ جاوے مگر ہرگز کوئی سچا روحانی فیض بجز آنحضرت ﷺ کی پیروی اور اتباع کے کبھی میسر آسکتا ہی نہیں اور ممکن ہی نہیں۔ اب جبکہ ہمارا یہ حال ہے اور ایسا ایمان ہے تو پھر ان کا ہمیں کافر و دجال کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔　(ملفوظات جلد پنجم)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

’’ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگیا اُس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں ﷺ۔

(براہین احمدیہ صفحہ 576 حاشیہ در حاشیہ صفحہ 3)

فرمایا: ہمارے لئے آنحضرت ﷺ کی شہادت سے اور کوئی بڑھ کر شہادت نہیں ہمارا تو اس بات کو سن کر بدن کانپ جاتا ہے کہ جب ایک شخص کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ پیش کیا جائے تو وہ اس کو قبول نہیں کرتا اور دوسری طرف بھٹکتا پھرتا ہے۔

(اتمام الحجۃ صفحہ 21)

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ہم کثرت سے آپ پر درود و سلام بھیجنے والے بن سکیں۔ آمین۔

❀❀❀

پاکیزہ منظوم کلام
سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضُعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

وہ خدا جس نے نبیؐ کو تھا زرِ خالص دیا
زیورِ دیں کو بناتا ہے وہ اب مثلِ سنار

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبیؐ کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوّت ہے اسی سے آشکار

نُور لائے آسماں سے خود بھی وہ اِک نُور تھے
قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

روشنی میں مہرِ تاباں کی بھلا کیا فرق ہو
گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگ بار

جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی اور لاکھوں سینوں پر لا الہ الا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔ تو ان واقعات پر نظر ڈالنے سے بلا اختیار یہ شہادت دل سے جوش مار کر نکلے گی کہ آنحضرتؐ ضرور خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔ جو شخص تعصب اور ضدیت سے انکاری ہو اس کی مرض تو لاعلاج ہے خواہ وہ خدا سے بھی منکر ہو جائے ورنہ یہ سارے آثار صداقت جو آنحضرتؐ میں کامل طور پر جمع ہیں کسی اور نبی میں کوئی ایک تو ثابت کر کے دکھلاوے تا ہم بھی جانیں۔‘‘　(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 119)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ ختم نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں

(محمد کاشف خالد۔ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

احادیث نبوی ﷺ میں امت میں آنے والے مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے جو کام بتائے ہیں ان میں سے نمایاں کام مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ دنیا میں کھوئے ہوئے ایمان کو پھر سے قائم کرنا۔(صحیح بخاری)

۲۔ کسر صلیب اور خنزیر اور دجّال کو قتل کرنا۔(صحیح مسلم)

۳۔ اسلام کو جمیع مذاہب عالم پر غالب کرنا اور ساری دنیا میں اشاعت اسلام کی مضبوط بنیاد قائم کرنا۔(سورہ توبہ آیت:33)

۴۔ بطور حکم وعدل تمام مذہبی اختلافات کا فیصلہ کرنا۔(مسلم)

۵۔ کثرت سے روحانی اموال تقسیم کرنا۔(بخاری)

چنانچہ یہ تمام کام ''قلم'' کے ذریعہ ہونے تھے۔ یعنی تحریرات و دلائل و براہین کے ذریعہ ہی یہ تمام کام ہونے مقصود تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو صادق الوعد ہے، اس زمانہ میں اپنے وعدہ کے موافق ان کاموں کو انجام تک پہنچانے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ''سلطان القلم'' کا خطاب عطا فرمایا اور آپؑ کی قلم کا نام ''ذوالفقار'' رکھا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۲۴)

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی قلم میں وہ روحانی تاثیر رکھی کہ جس نے لاکھوں مردوں کو زندہ کر دیا اور صدیوں کا کام تھوڑے ہی عرصہ میں کر دکھایا۔ اسی قلم کے ذریعہ آپؑ نے کھوئے ہوئے ایمان کو دنیا میں پھر سے قائم کیا، اسی قلم کے ذریعہ آپؑ نے دجال کی تمام اسلام مخالف چالوں کو زائل کر کے اس کا قتل کیا اور صلیب کو پارہ پارہ کیا نیز خنزیر صفت دشمنان اسلام کو سیف قلم سے قتل کیا اور اسی قلم سے وہ بیش قیمت روحانی خزانے نکلے جنہیں آج تک پیشگوئی نبویؐ کے مطابق مخالفین قبول کرنے سے محروم ہیں۔ چنانچہ مسیح موعودؑ کے سپرد جس قدر کام تھے ان سب کو آپ نے پایۂ تکمیل پہنچایا۔ اس بات پر آپؑ کی ۸۰ سے زائد کتب اور ایک زندہ جماعت گواہ ہے۔ آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفاء ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں۔

بطور حکم وعدل مسیح موعودؑ نے جن غلط عقائد کی اپنی روحانی عدالت میں اصلاح فرمائی ان میں سے ایک یہ تھا کہ مسلمان سمجھتے تھے کہ ہر قسم کی نبوت اور رسالت کا دروازہ اب ہمیشہ کے لئے بند ہے اور امت محمدیہ میں اب کوئی بھی شخص خواہ وہ کتنی ہی منعم علیھم کے گروہ میں شامل ہونے کی دعائیں کرلے، انبیاء کے گروہ میں شامل نہیں ہوسکتا۔ گویا کہ نبوت کا دروازہ اب ہمیشہ کے لئے بند ہے۔ علماء اسلام عوام الناس کو یہ تعلیم دے رہے تھے کہ۔

نبی بند دجّال آتے رہیں گے
سبق قیمتی یہ جہاں کو پڑھا دو
جو دجّال آئیں سر آنکھوں پہ آئیں
نبی جو بنے اس کی گردن اُڑا دو
ہو دنیا میں شیطان کا بول بالا
نبوت کی کھڑکی پہ تالا لگا دو

مسلمانوں میں رائج ختم نبوت کے غلط عقیدہ کی عکاسی ان اشعار سے بکلی ہوجاتی ہے اور اس پر مزید کچھ لکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔

قارئین کرام! سرور کائنات فخر موجودات سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا خاتم النبیین ہونے کا مرتبہ اور شان، اسلام کی جان اور احمدیت کی روح رواں ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کی یہ عالی شان و مقام دراصل تخلیق کائنات کی علت غائی ہے۔ حضور اکرم فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ عِنْدَ اللہِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ۔ (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۶۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح محفوظ میں خاتم النبیین قرار پایا ہوں جب کہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔

اسی ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

'' ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول (سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) تمام رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں اور افضل ہیں ہر ایسے انسان سے جو آئندہ آئے یا جو گزر چکا ہو''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ:327 مطبوعہ 1892ء)

مسلمانوں میں رائج ختم نبوت کے غلط عقیدہ کا جو سب سے بڑا اور خطرناک نقصان تھا وہ یہ تھا کہ اس کی وجہ سے سرور کائنات، فخر موجودات، باعث خلق ارض و سما بانی اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ کا مقام و مرتبہ اور انکی مہر نبوت کی شان میں کمی آتی تھی۔ کیونکہ ایک طرف تو یہی مسلمان یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ امت موسویہ میں لاکھوں افراد کو بباعث پیروی شریعت موسویہ کے نبوت کا انعام دیا جا چکا تھا تو دوسری طرف اسلام کی طرف یہ عقیدہ منسوب کرتے تھے کہ شریعت محمدیہ کی پیروی کسی کو نبوت کے مقام تک نہیں پہنچا سکتی۔ اس پر مزید یہ کہ یہ لوگ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ایک موسوی نبی کی آمد کے منتظر تھے اور انکے عقیدہ کے موافق چونکہ امت محمدیہ میں اب کوئی نبی نہیں آسکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی اصلاح کا یہ طریق نکالا کہ پچھلی امت سے سابقہ نبی کو دو ہزار سال تک اس کام کے لئے آسمان پر زندہ رکھا۔ گویا نعوذ باللہ موسیٰ علیہ السلام کی قوت قدسیہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی قوت قدسیہ سے بڑھ کر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ مسلمانوں کی اس غلطی کا اظہار کچھ ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:۔

'' قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں؟''

(روحانی خزائن جلد 13 کتاب البریہ صفحہ:224 حاشیہ، مطبوعہ 1898ء)

نیز مسلمانوں کے اس عقیدہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

'' افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے:

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔

اس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجہ پر روشن تاثیریں ہیں

''حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے اور اس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجہ پر روشن تاثیریں ہیں جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجہ تک پہنچاتا ہے کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔''

(براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 260 تا 261 حاشیہ درحاشیہ نمبر 1)

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے اِن کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔‘‘

(حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۱)

چنانچہ حکم و عدل مسیح موعودؑ نے الٰہی تائیدات کے ماتحت قرآن کریم کی آیت خاتم النبیین:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (الأحزاب 41)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

کی حقیقی تفسیر فرمائی اور اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حقیقی مقام خاتم النبیین کو دلائل کے ساتھ دنیا پر واضح کیا اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے شریعت محمدیہ کے تابع ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا یہ مقام ہے کہ آپؐ کی پیروی انسان کو نبوت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچا سکتی ہے۔

برتر گمان و وہم سے احمد ﷺ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

اور اس طرح آپ ﷺ کی اس شان کو جو ان عقائد کی وجہ سے ماند پڑ گئی تھی دوبارہ دنیا میں اظہر من الشّمس کیا اور انشاء اللہ آئندہ قیامت تک اس شان کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا۔

دشمنان احمدیت کی جانب سے تعصب کے نتیجہ میں جو جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو یہ بے بنیاد اور دل آزار الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک جماعت احمدیہ آیت خاتم النبیین کی منکر ہے اسکی حقیقت آپؑ کی تحریرات پر سرسری نظر ڈالنے سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ جس وسعت اور گہرائی سے آپؑ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین سمجھتے تھے اس کا لاکھواں حصہ بھی یہ الزام لگانے والے نہیں سمجھتے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں، اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے، مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ:227 ایڈیشن 2003)

نیز فرمایا:۔

’’مجھے اللہ جلّشانہٗ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں۔ لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر میرا عقیدہ ہے اور ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔‘‘

(کرامات الصادقین صفحہ:25 مطبوعہ 1894ء)

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے تمام زندگی اپنی تحریرات کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی حقیقی شان ختم نبوت کو ظاہر فرمایا۔ یہ تحریرات آپ کی ابتدائی کتاب براہین احمدیہ سے لے کر آپؑ کے آخری مکتوب مطبوعہ اخبار عام لاہور مورخہ 26 مئی 1908ء تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور حقیقتاً اگر ان تمام اقتباسات و ارشادات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی شان ختم نبوت کو ظاہر کرنے والے آپؑ کے متعدد ارشادات میں سے چند ایک کو خاکسار اس مختصر مضمون میں سمیٹنے کی کوشش کرے گا۔ وباللہ التوفیق۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد قارئین نے ملاحظہ فرمایا کہ ’’میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اُم الکتاب میں خاتم النبیین ہوں جبکہ آدم کیچڑ میں لت پت تھا۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ سے قبل جس قدر بھی انبیاء کرام مبعوث ہوئے ، نبوت محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’’تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ ﷺ کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷ اسلامی اصول کی فلاسفی)

اسی طرح خاتم النبیین ﷺ کی مدح میں لکھے اپنے عربی قصیدہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى
رَيْقُ الْكِرَامِ وَ نُخْبَةُ الْاَعْيَانِ
تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ
خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانِ

یعنی بے شک محمد ﷺ بہتر مخلوقات اور صاحب کرم و عطا اور شرفاء لوگوں کی روح اور ان کی قوت اور چیدہ اعیان ہیں۔ اور ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ ﷺ میں علی الوجہ الاتم موجود ہیں اور ہر زمانے کی نعمت آپ ﷺ کی ذات پر ختم ہے۔

اسی طرح اپنے فارسی منظوم کلام میں بھی آپؑ نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست اُو خیر الرسلؐ خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

یعنی:۔ وہ رسول جس کا نام محمد ﷺ ہے اس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ وہی خیر الرسل اور خیر الانام ہے اور ہر قسم کی نبوت کی تکمیل اس پر ہوگئی ہے۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

اسی طرح ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

’’بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت ﷺ کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک و مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت ﷺ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۸)

چنانچہ یہی ہے خاتمیت کا حقیقی مفہوم اور ختم نبوت کی حقیقی شان کہ تمام مخلوق میں سب سے اُونچا مقام رکھنے والا نبی ، ملائکہ کو بھی جہاں دم مارنے کی اجازت اور توفیق نہیں۔ یہی وہ اعلیٰ و ارفع مقام خاتمیت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو فائز فرمایا اور جسے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے زمانے کی تمام معروف زبانوں میں دنیا کے سامنے نہایت پر معارف تحریرات کے ذریعہ واضح کیا کہ تمام نعمتیں ، تمام افضال ، نبوت کے تمام انعامات آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہیں۔ آپ ﷺ پر کامل ترین شریعت ، کامل کتاب قرآن حکیم کی صورت میں نازل ہوئی ہے اور آپ ﷺ کے ذریعہ سے ہی روحانی نظام کی تکمیل ہوئی ہے لہٰذا اب آئندہ اسی نظام کے تابع علی قدرِ بساط و ظرف لوگ اکتسابِ نور کرتے رہیں گے۔ باقی سب نظام اب ماند پڑ چکے ہیں اب صرف اور صرف غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طُفیل ہی دنیا کی اصلاح ہوگی۔ اور آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی مہر کے بغیر کوئی بھی انسان مقام

ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

’’دُنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گذرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔ صرف ہم اُن نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گذشتہ انبیاء کا صدق ←

نبوت ورسالت تک بالواسطہ یا بلاواسطہ نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ محمد ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ آپ ﷺ کی مہر کے بغیر کسی نبوّت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب (کسی کاغذ پر) مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوّت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں۔''

(الحکم ۱۷/۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

نیز فرمایا:۔

''نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہِ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوّت چراغ نبوّت محمدیہؐ سے مکتسب و مستفاض ہو، یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتسابِ انوار محمدیہ نبوّت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو''

(روحانی خزائن جلد 19 ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی صفحہ 214)

''آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوّت اُن پر ختم ہیں ،اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔''

(روحانی خزائن جلد 23 چشمہ معرفت صفحہ 380)

پس جماعت احمدیہ اسی طرح ختم نبوت پر ایمان رکھتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور اسی عقیدہ کے موافق رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مانتی ہے جس طرح آپ ﷺ نے سکھایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد مقامات پر عقیدہ ختم نبوت پر اپنے ایمان کا اقرار بڑے اضطراب سے فرمایا ہے۔ مثلاً:۔

''اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔''

(سراج منیر صفحہ:6 مطبوعہ 1897ء)

''مجھے خدا کی عزّت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن اور مسلمان ہوں۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کے فرشتوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔''

(ترجمہ از عربی عبارت حمامۃ البشریٰ ص9)

''عقیدے کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ:16 مطبوعہ 1902ء)

''قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرتؐ نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا۔''

(کتاب البریہ صفحہ:218 حاشیہ)

''ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔''

(ایام الصلح صفحہ:87۔ مطبوعہ 1899ء)

''ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔''

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 مطبوعہ 1901ء)

جماعت احمدیہ کے اس عقیدہ پر غیر احمدی علماء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے اور اگر کوئی انسان آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو گویا وہ رسول اللہ ﷺ کی ہتک کا مجرم ہوگا کیونکہ اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ نعوذ باللہ قرآن کریم مکمل شریعت نہ تھی اسلئے قرآن کریم کے بعد بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے دوسرے انبیاء کو مبعوث کرنے کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ اس اعتراض کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن شریف کی اسی آیت سے ردّ کیا ہے جسے مخالفین اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں یعنی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۱۔ چنانچہ آپؑ مخالفین کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ہمارا یہ ایمان ہیکہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے تا قیامت ان معنوں میں کوئی نبی نہیں جو صاحب شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت ﷺ وحی پا سکتا ہو......اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرمایا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی وجہ سے اُن صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی تکمیلِ نفوس بذریعہ متابعت کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ جلّشانہ فرماتا ہے مَا کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (سورۃ احزاب) یعنی محمد رسول اللہ ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہیکہ لاکن کا لفظ زبانِ عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی تدارک مافات کے لئے (استعمال ہوتا ہے) سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا ہے یعنی جس امر کی آنحضرت ﷺ کے ذات سے نفی کی گئی ہے وہ جسمانی طور سے کسی کا باپ ہونا تھا۔ سو لاکن کے لفظ کے ساتھ اس فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد براہِ راست فیوض نبوّت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوّت صرف اُس شخص کو مل سکتا ہے جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو۔ اور اس طرح وہ (روحانی لحاظ سے) آنحضرت ﷺ کا بیٹا اور آپ کا وارث ہو گا۔

غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت ﷺ کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور دوسرے طور پر باپ ہونے کا اثبات کیا گیا ہے تا مخالفین کا وہ اعتراض جس کا ذکر اِنَّ شانئک ھُو الابتر میں ہے دور کیا جائے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوّت گو وہ غیر شریعت کے ہو اس طرز پر ممتنع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوّت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوّت چراغِ محمدی سے مکتسب اور مستفاض ہو''

(روحانی خزائن جلد 19 ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی صفحہ 213)

نیز فرمایا:

''اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مُراد میری نبوّت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 22 تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 503)

''میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّ ہے نہ کہ اصلی نبوت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے، ایسا ہی میرا نام اُمّتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ ملا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 150 رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

پس ختم نبوت کے یہ معنی نہیں کہ گویا اب

ہم پر مشتبہ رہ جاتا کیونکہ صرف قصوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو اُن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں کیونکہ اب ان کا نام و نشان نہیں بلکہ ان گذشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقیناً سمجھ نہیں سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آ گئے۔ اب ہم نہ قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔ پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا ☆ کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی

←

کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ امتی نہ ظلی اور نہ ہی بروزی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے طفیل کسی امتی نبی کا آنا ہی حقیقی شان خاتمیت ہے۔چنانچہ اس نکتہ کو واضح کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’صرف اُس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکامِ شریعتِ جدیدہ ساتھ رکھتی ہو۔یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اسکو خدا تعالیٰ اسکی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے، یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت بباعث اُمتی ہونے کے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے، کوئی مستقل نبوت نہیں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ:177۔178ء)

’’اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔‘‘

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ:26 مطبوعہ 1906ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کا ہے۔لیکن ساتھ ہی آپ نے بڑے اصرار وتکرار اور بڑی وضاحتوں کے ساتھ اپنے نبی ہونے کا بھی اعلان کیا ہے۔حالانکہ یہ دعویٰ نبوت ظلّی اور طفیلی تھا لیکن پھر بھی آپؑ کو بخوبی ادراک تھا کہ لفظ نبی لوگوں پر گراں گزرے گا۔کیونکہ سالوں سے علماء مسلمانوں کو یہی تعلیم دے رہے تھے کہ اب کسی قسم کا کوئی بھی نبی نہیں آ سکتا (سوائے حضرت عیسیٰؑ کے)۔پس وہی ہوا اور آپ کے خلاف زبردست محاذ کھڑا ہو گیا۔لوگ آپ کی جان کے دشمن بن گئے۔لیکن آپ نے ان باتوں کی چنداں پرواہ نہ کی کیونکہ آپ خدا تعالیٰ کے بولنے سے بولتے تھے۔آپؑ نے لوگوں کو سمجھایا کہ میرا دعویٰ رسول اللہ ﷺ کی شان ختم نبوت کو کم کرنے والا نہیں بلکہ آپ ﷺ کی حقیقی شان کو ثابت کرنے والا ہے اور یہ کہ آپؑ کا وجود امت کے لئے ایک نعمت ہے اور اسلام کی سچائی اور رسول اللہ ﷺ کی اعلیٰ شان کا زندہ ثبوت ہے۔ آپؑ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ مقام نبوت آپؑ کو اپنی نیکیوں کی وجہ سے یا کسی اور خوبی کے باعث نہیں ملا بلکہ اس کو پانے کی واحد کنجی محمد ﷺ کی کامل اطاعت میں فنا ہونا اور آپ ﷺ سے سچی محبت کرنا ہے۔نیک فطرت لوگوں نے آپؑ کو قبول بھی کیا لیکن اکثر نے مخالفت ہی کی۔لیکن آپؑ تا حیات اپنے مؤقف پر قائم رہے اور ختم نبوت کی حقیقت سے لوگوں کو آشنا کرتے رہے۔آپ فرماتے ہیں :

’’ اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے؟۔اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آ سکتا۔جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔بے شک ایسا عقیدہ معصیت ہے۔اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدیؐ کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 18، ایک غلطی کا ازالہ 207)

پھر فرمایا:

’’یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 تجلّیات الٰہیہ 411)

نیز اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں فرمایا:

’’سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہیں۔اللہ اللہ کیا عظیم الشان نور ہے جس کے ناچیز خادم، جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ اُمت، جس کے احقر سے احقر چاکر مراتبِ مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللھم صل علی نبیک و حبیبک سید الانبیاء وافضل الرسل و خاتم النبیین محمد وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم۔

(براہین احمدیہ صفحہ:246 مطبوعہ 1880ء)

پس آپ نے ختم نبوت کے صحیح مَفاہیم اور مطالب کو قرآن حکیم، احادیث نبویہ اور اقوالِ بزرگان کے تناظُر میں واضح کیا اور اُسی تَناظُر میں اپنے آپ کو نبی کہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔آپ نے واضح کیا کہ ختم نبوت کے معنی بکلی نبوت بند ہونے کے نہیں ہیں بلکہ وہ ان معنوں میں ہے کہ اَنبیائے سابق کا سلسلہ اور دَور اب ختم ہو گیا ہے۔اب صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاری ہے اور آپ کے کامل متبعین کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی مقام حاصل کرنا محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔چنانچہ فرمایا:۔

”وِاِنّ نبیّنا خاتم الانبیاء لا نبیّ بعدہ الّا الّذی ینور بنورہ ویکون ظھورہ ظلّ ظھورہ۔“

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 643 الاستفتاء صفحہ 23)

خلاصہ کلام یہ کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ارشادات میں رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی جو حقیقی شان بیان فرمائی ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ:

ا۔آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا اور ناسخ شریعت محمدیہ ﷺ نبی نہیں آ سکتا۔

۲۔آنحضرت ﷺ پر کمالات نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور آپؐ سب سے افضل نبی ہیں۔نبی الانبیاء یعنی نبیوں کے شہنشاہ ہیں۔

۳۔آنحضرت ﷺ کے بعد امتی نبی کے آنے میں روک نہیں۔امتی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آ سکتا کیونکہ ایسا نبی تابع شریعت محمدیہؐ ہوگا۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں ختم نبوت کی حقیقی شان بیان فرمائی وہیں آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے قائم کردہ آخرین کی جماعت کو بھی ہمیشہ یہی تاکیدی نصیحت فرمائی کہ وہ اس اعلیٰ شان اور ارفع مقام کے حامل اُمّی نبی ﷺ کے دامن سے ہمیشہ چمٹے رہیں تا ہمیشہ آپ ﷺ کی اعلیٰ شان ختم نبوت کے فیضان سے روحانی فیض حاصل کرتے رہیں چنانچہ احمدیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔جو

اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں ☆ کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج۔وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دُنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اُسکا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو کون صدق دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نور کا مشاہدہ نہ کیا۔اور کس نے صحت نیت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اُس کے لئے کھولا نہ گیا لیکن افسوس! کہ اکثر انسانوں کی یہی عادت ہے کہ وہ سفلی زندگی کو پسند کر لیتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ نور اُن کے اندر داخل ہو۔‘‘

(رُوحانی خزائن جلد 23 چشمہ معرفت صفحہ 288)

لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔'' (کشتی نوح صفحہ:13)

چنانچہ اس بنیادی ہدایت کی روشنی میں جماعت احمدیہ قرآن مجید پر نہایت محکم ایمان رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے اسلئے ہر احمدی اس پر ایمان رکھتا ہے۔

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ کی شان ختم نبوت کا ایک پہلو جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق قائم کرنا جو کہ مذہب اور پیدائش انسانی کی اصل غرض ہوتی ہے اور اس کا واحد ذریعہ اطاعت محمدی ہے۔ یعنی کوئی بھی انسان رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے دائرہ سے باہر رہ کر خدا تک پہنچنے اور اس سے کامل تعلق قائم کرنے کا دعوٰی نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے ساتھ رسول کی محبت کی شرط لگا دی ہے اور یہی وہ حقیقی شان ہے جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا:

''ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں، جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا۔ اور وہ نعمت بہ مرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ:137 مطبوعہ 1891ء)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں رسول اللہ ﷺ کے مقام ختم نبوت کی حقیقی شان کو ظاہر فرمایا ہے وہیں اس مقام ومرتبہ پر ایمان رکھنے کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے ختم نبوت پر ایمان کو شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

''خدا اُس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اسکے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 23 چشمۂ معرفت صفحہ:340 مطبوعہ 1908ء)

اسی طرح جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اس مقام کا منکر ہو اس کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار آپؑ نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

''مَیں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختمِ نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(تقریر واجب الاعلان صفحہ:5 مطبوعہ 1891ء)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات میں متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار کرتے ہوئے آپ ﷺ کی ختم نبوت کی حقیقی شان کو ظاہر فرمایا ہے۔ آپؑ کی شاید ہی کوئی ایسی تصنیف ہوگی جس میں آپؑ نے اپنے آقا ومطاع رسول اللہ ﷺ کی شان خاتمیت کو خوبصورت الفاظ میں بیان نہ کیا ہو اور کرتے بھی کیوں نہ، آخر یہ اعزاز اور یہ نعمت ماسوائے ہمارے سید المرسلین خیر البشر و افضل الرسل حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے اور کسی نبی کو عطا نہیں ہوا ہے اور یہ شان اسلام کی سچائی کا ایک نشان اور رسول اللہ ﷺ کی افضلیت کا زندہ ثبوت ہے۔

چنانچہ جملہ ارشادات میں سے چند بطور نمونہ پیش خدمت ہیں:

۱۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المؤمنین خاتم العارفین اور خاتم النبیینؐ ہے۔ اور اسی طرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو خاتم النبیین ہیں۔ اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کردے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالات نبوّت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ کمالات متفرقہ جو آدمؑ سے لے کر مسیح ابن مریمؑ تک نبیوں کو دئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کردئے گئے۔ اور اس طرح پر آپؐ طبعاً خاتم النبیین ٹھہرے۔

(تقریر حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۱۷/مارچ ۱۹۰۵ء)

۲۔ جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اُس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غم خواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلّیات کا پورا اور کامل حصّہ اُس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اُس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے بجُز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجُز اُس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمّت اور ہمدردی نے اُمّت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 29)

۳۔ (ترجمہ از عربی عبارت) ''درود و سلام تمام رسولوں سے بہتر اور تمام برگزیدوں سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ خاتم الانبیاء اور شفیع المذنبین اور تمام اوّلین و آخرین کے سردار ہیں اور آپؐ کی آل پر کہ طاہر ومطہر ہیں اور آپؐ کے اصحاب پر کہ حق کا نشان اور اللہ کی محبت ہیں اہلِ جہان کے لئے۔''

(انجام آتھم صفحہ 73 مطبوعہ 1896ء)

۴۔ ''ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی اور سراسر افتراء سے ہمارے سید ومولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جنابِ احدیت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجنابؐ سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ اُن ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور ومولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اِس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں، تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔''

(تریاق القلوب صفحہ:6 مطبوعہ 1902ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان صبر واستقلال

''خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرت اپنے دعوٰی نبوت پر باوجود پیدا ہوجانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہوجانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اول سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہوجانا وہم بھی نہیں گذرتا تھا بلکہ نبوت کا دعوٰی کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک ←

۵۔''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہِ راست فیوضِ نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمالِ نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباعِ نبویؐ کی مہر رکھتا ہوگا اور اِس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔''

(ریویو برمباحثہ بٹالوی وچکڑالوی صفحہ:6۔7 مطبوعہ 1902ء)

۶۔''ہم مسلمان ہیں، ایمان رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی کتاب فرقانِ حمید پر۔ اور ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور اس کے رسول ہیں اور وہ سب دینوں سے بہتر دین لائے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 19 مواہب الرحمن صفحہ 285 مطبوعہ 1903ء)

۷۔''پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا۔ یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔''

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 185 لیکچر لاہور مطبوعہ 1904ء)

۸۔''تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور درود و سلام اس کے نبیوں کے سردار پر جو اس کے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اسکی مخلوقات اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء اور فخر الاولیاء ہے۔ ہمارا سید، ہمارا امام، ہمارا نبی محمد مصطفیٰؐ جو زمین کے باشندوں کے دل روشن کرنے کے لئے خدا کا آفتاب ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 8 نور الحق صفحہ 2)

۹۔''اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔''

(روحانی خزائن جلد 22 حقیقۃ الوحی صفحہ 100 حاشیہ مطبوعہ 1907ء)

۱۰۔''وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبیؐ پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔''

(روحانی خزائن جلد 16 اتمام الحجۃ صفحہ 308 مطبوعہ 1894ء)

۱۱۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین دعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اُس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اُس پر ختم ہیں اور اُس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اُس کا ظل ہے اور اُسی کے ذریعہ سے ہے اور اُسی کا مظہر ہے اور اُسی سے فیضیاب ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 23 چشمہ معرفت صفحہ 339)

۱۲۔ اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سیّد و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آ کر ختم ہو گیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مُردے ہیں۔ کوئی اُن میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رُوحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔ اسی لئے باوجود آپ کے اس فیضان کے اس اُمت کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے۔ بلکہ آپ کے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنیٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے جیسا کہ اُس نے اس عاجز کو بنایا

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۹ چشمہ مسیحی)

۱۳۔ تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اِس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اِس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے مکالمہ مخاطبہ کا اُس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں اُمّتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اُس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اُس نبوت کی چمک اِس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد 20 رسالہ الوصیت صفحہ 311)

پس یہ ہے ہمارے آقا سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم المرتبت اور فیض رساں مقام اور ختم نبوت کی حقیقی شان جس کا عرفان ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عطا فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی تمام تحریرات اور تقاریر میں ختم نبوت کی حقیقت کو مختلف پہلوؤں سے خوب کھول کھول کر واضح فرمایا ہے۔ آپؑ ہی نے ہمیں وہ آنکھیں عطا کیں جن سے ہم رُوئے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر سکیں۔ آپؑ کا یہ احسان ایسا ہے کہ سو جان قربان ہونا بھی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے رہنما نے ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت کا عرفان عطا کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ نے نبوت پر مہر لگا دی ہے یعنی اپنی آمد سے اُسے کمال تک پہنچا دیا ہے۔ نبوت کے جس قدر بھی کمالات ممکنہ ہیں وہ سب آپؐ کی روح میں انتہائی کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ آپ کی شان اور مرتبہ کا کوئی نبی نہیں آ سکتا ہے۔ ہاں آپؐ کی مہر نبوت کی تاثیر اور فیض سے آپؐ کا امتی مقام نبوت پا سکتا ہے۔ مگر نبی ہونے کے باوجود وہ آپ کا امتی بھی رہتا ہے اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت قرآن کریم کی پابندی اس پر لازم آتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی شان خاتم النبیین کا افاضہ اور برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں آپؐ کی تاثیر کے نتیجہ میں آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو مسیح موعود و مہدی معہود اور امام آخر الزمان قرار دے کر آپؐ کی کامل پیروی اور آپؐ سے بے حد محبت کی برکت سے آپؐ کی ختم نبوت کی شان کے افاضہ کمال کو ظاہر کرنے کے لئے مقام نبوت پر سرفراز فرمایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ امت کو خاتم النبیین کے حقیقی مفہوم کو سمجھتے ہوئے زمانہ کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔ اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت کا تجویز نہ کیا گیا۔ کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔ اور پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے ←

آنحضرت ﷺ کی سیرت پر اعتراضات کا صحیح اسلامی مدافعانہ ردّ عمل

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے طرز عمل کی روشنی میں

(کے طارق احمد۔مبلغ سلسلہ، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے : وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا ‌ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۷)

ترجمہ: اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان سے جنہوں نے شرک کیا، بہت تکلیف دِہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقوی اختیار کرو تو یقیناً یہ ایک بڑا باہمت کام ہے۔

خدا تعالیٰ کے ماموروں کے لئے یہ سنت چلی آئی ہے کہ لوگ ان پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں مگر حسرت ہنسی کرنے والوں ہی پر رہ جاتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ‌ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ (سورۃ یٰس آیت نمبر ۳۱)

اسلام اور بانیٔ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے ابتداء سے ہی سازشیں چل رہی ہیں لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس نے ہمیشہ اسلام کی حفاظت کی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ناموس کی حفاظت کا مستقل انتظام کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَؕ۔ (سورۃ الانشراح آیت ۵)

حق یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنی ذات کے متعلق سخت کلامی کو اکثر اوقات معاف کر دیتا ہے لیکن رسول کریم ﷺ فداہ نفسی وروحی کی شان میں ایک ادنیٰ کلمہ گستاخی کا سن کر بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا۔عصر حاضر کے مسلمان ایسے نازک موقعوں پر نبی اکرم ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار اس رنگ میں کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں فتنہ برپا کر دیتے ہیں۔ ہڑتالیں کرتے ہیں، توڑ پھوڑ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں مالی اور جانی نقصان ہوتا ہے اور اپنی کم عقلی کی وجہ سے احمدیوں پر بھی یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہڑتالیں نہ کر کے اور ان میں شامل نہ ہوکر ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات پر کسی کی گستاخی پر کوئی درد نہیں ہے۔ یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ غلط ردّ عمل کی وجہ سے دوسری طرف سے بھی غلط اظہار ہوگا۔اور یہ نام نہاد مسلمان جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا دم بھرتے ہیں ان کی اس حرکت کی وجہ سے اسلام کا ایک عجیب خوفناک تصور دوسروں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر جماعت احمدیہ کا ردّ عمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ یہ تو یقینی امر ہے ایسے موقعوں پر سب سے زیادہ احمدیوں کے دل چھلنی ہوتے ہیں اور ہمارا رویہ اور ردّ عمل اسلامی اقدار اور تعلیم کے مطابق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان و شوکت کو از سر نو قائم کرنے کے لئے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔آپ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس زمانے میں جو آنحضرت ﷺ کی ذات پر حملے ہو رہے ہیں اس کا دفاع کریں اور حضرت نبی اکرم ﷺ کے حسن و جمال سے دنیا کو آگاہ کریں۔اور جماعت احمدیہ کا ردّ عمل ایسا ہوتا ہے جس سے آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور آپ ؐ کا اسوہ نکھر کر دنیا کے سامنے آئے۔قرآن کریم کی امن بخش تعلیم دنیا کے سامنے بطریق احسن پیش ہو سکے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ ؑ کے خلفاء کرام کی عظیم الشان رہنمائی کے نتیجہ میں ایسے نازک موقعوں پر جو رد عمل ظاہر کیا ہے اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

دعاؤں اور درود شریف کا ورد

نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے نتیجہ میں دل میں درد پیدا ہوتا ہے اس کو دعاؤں میں ڈھالنا چاہئے۔اور پھر اپنی دعاؤں کی قبولیت کا وسیلہ بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے اور دنیاوی لغویات اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اور نبی اکرم ﷺ کی محبت کو دل میں سلگاتے رہنے کے لئے آنحضرت ﷺ پر بے شمار درود و سلام بھیجنا چاہئے۔سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''درود شریف کے طفیل میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں۔اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہاء نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔''

(الحکم مورخہ ۸ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا، بلکہ اس کے تو کئی حوالے ہیں کہ مجھ پر تو اللہ اور اس کے فرشتوں کا درود بھیجنا ہی کافی ہے تمہیں جو حکم ہے وہ تمہیں محفوظ رکھنے کے لئے ہے۔پس ہمیں اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے اس درود کی ضرورت ہے۔ باقی اس آیت اور اس حدیث کا جو پہلا حصہ ہے اس سے اس بات کی ضمانت مل گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مقام کو گرانے اور استہزاء کی چاہے یہ لوگ جتنی مرضی کوشش کر لیں اللہ اور اس کے فرشتے جو آپ پر سلامتی بھیج رہے ہیں ان کی سلامتی کی دعا سے مخالف کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکت پر حملوں سے ان کو کبھی کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔اور انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے اور تمام دنیا پر آنحضرت ﷺ کا جھنڈا لہرانا ہے۔''

عشق رسول ؐ کے حوالہ سے غیرت

قرآن کریم نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جاتا ہے اور اس کا تمسخر کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کے لئے یہ ردّ عمل مقرر ہے کہ:

مخالف بنالیا۔جو اپنے اور خویش تھے ان کو بت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی۔ کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔حضرت مسیح کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے ان کا نہایت دل جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں رہنے لگے۔اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا گیا کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا، حضرت عیسیٰ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے۔ کیونکہ ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی۔'' (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 116، 117)

فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۴۱)

کہ ان کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھو لیکن ہمیشہ کی قطع تعلقی پھر بھی نہیں کرنی اگر وہ نصیحت پکڑ جائیں اور ان شرارتوں سے، ان دکھ کی باتوں سے باز آجائیں تو اس کے بعد پھر تم ان کے ساتھ بیٹھ سکتے ہو لیکن جب تک وہ ذلیل طرز عمل پر قائم ہیں اور خدا تعالیٰ کی پاکیزہ آیات کی گستاخی کرتے ہیں اور تمسخر سے کام لیتے ہیں تمہیں ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کے عاشق صادق غلام کامل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر احمدی کے دل میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے خاص محبت کا جذبہ اور آپ ﷺ کے لئے غیرت رکھ دی ہے۔

عشق رسول ﷺ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت کے چند واقعات بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے یہ بات ناممکن تھی کہ وہ اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف کوئی بات برداشت کرسکیں۔

☆ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۲۵ء میں جب میں انگلستان گیا تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں پادری ڈاکٹر وایٹ بریخٹ سے ملاقات کروں کیونکہ یہ پادری بٹالہ میں مشنری رہ چکے تھے اور حضرت مسیح پاکؑ سے بھی کئی بار مل چکے تھے۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا:

’’میں نے ایک بات مرزا صاحب میں یہ دیکھی وہ مجھے پسند نہیں تھی کہ آنحضرت ﷺ پر اعتراض کیا جاتا تو وہ ناراض ہوجاتے تھے۔ اور ان کا چہرہ متغیر ہوجاتا تھا۔‘‘

پادری صاحب کی یہ بات سن کر عرفانی صاحب نے کہا خوب تبصرہ فرمایا کہ ’’پادری صاحب! جو بات آپ کو ناپسند ہے۔ میں اسی پر قربان ہوں۔‘‘

(حیات احمد جلد اول حصہ سوم صفحہ ۲۲)

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب (جنہوں نے آپؑ کی زندگی میں تو بیعت نہ کی البتہ خلافت ثانیہ میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے) گھر کے ایک فرد کے طور پر اپنے مشاہدہ کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) میں خاص طور پر دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہوجاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔‘‘ (سیرت طیبہ صفحہ ۳۴ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

☆ حضرت مسیح موعودؑ بالطبع بہت حلیم، بردبار اور مجسم شفقت و پیار تھے۔ لیکن محبوب آقا کی شان میں بے ادبی کا ایک لفظ بھی نہ سن سکتے تھے۔ ایک موقع پر عیسائیوں کی بدزبانی کے تعلق میں آپ نے فرمایا:

’’ان مخالفین کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کردیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۵/عربی حصہ کا اردو ترجمہ)

جن ایام میں عیسائی پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ ہو رہا تھا ان دنوں گرمی بہت تھی۔ بار بار پانی کی ضرورت پڑتی۔ اس جگہ ایک کنواں بھی تھا جو عیسائیوں کی تحویل میں تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں عیسائیوں کی گستاخیوں کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ سخت گرمی کے باوجود ان کے کنویں سے پانی پینا پسند نہ فرماتے تھے۔ بلکہ اپنے استعمال کے لئے حسب ضرورت پانی اپنے ساتھ لے کر جایا کرتے تھے۔ ناموس رسول ﷺ کے لئے دلی محبت اور غیرت کا کیسا ایمان افروز نمونہ ہے۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ ۱۹۸)

یہ تھا آنحضرت ﷺ کی غیرت رکھنے والے شیر خدا کا رد عمل۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کے لئے بےادبی کی حرکتیں کرنے والوں کو آپؑ خوب للکارتے تھے اور دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایسا رعب عطا ہوا تھا کہ جس کے نتیجہ میں دشمن اپنی حرکت سے باز آجاتا تھا اور معافی مانگتا تھا یا پھر خدا تعالیٰ کے قہری نشان کے زد میں آکر دنیا کے لئے عبرت کا نشان بن جاتا تھا۔ پس ہر ایک جو رسول کریم ﷺ سے محبت رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ بجائے وحشت دکھا کر اسلام کو بدنام کرنے کے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرح عشق رسولؐ کے حوالہ سے اپنی غیرت کا اظہار کرے۔

آنحضور ﷺ کے محاسن دنیا کے سامنے پیش کریں

حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر جب بھی کوئی گستاخانہ حملہ ہوتا ہے تو ہماری اولین ذمہ داری یہ ہے کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی سیرت کے روشن پہلوؤں سے دنیا کو روشناس کرائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق حسنہ اور آپؐ کی سیرت کے مختلف درخشندہ پہلوؤں کو دنیا کے سامنے پیش کریں تاکہ جو شریف الطبع ہیں اور سلیم الفطرت ہیں ان پر حقیقت ظاہر ہوسکے اور وہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کو سمجھ سکیں۔ نہ صرف یہ کہ ہم محض زبان سے حضور ﷺ کی سیرت دوسروں کے سامنے پیش کریں بلکہ ہمیں اسوہ رسول کو اپنا کر اپنے نیک نمونہ سے یہ اظہار کرنا چاہئے کہ ہم اس رسول اقدسؐ کے غلام کے غلام ہیں اور حضور ﷺ سے فیض یافتہ ہیں۔

خلافت ثانیہ میں ایک انتہائی بے ہودہ کتاب ’’رنگیلا رسول‘‘ کے نام سے لکھی گئی اور وسیع پیمانہ میں اشتعال پھیلانے کی غرض سے شائع بھی کی گئی تھی۔ پھر ایک رسالے ’’ورتمان‘‘ نے ایک بیہودہ مضمون شائع کیا جس پر مسلمانان ہند میں ایک جوش پیدا ہوگیا اور مسلمانوں نے اپنے انداز میں بڑے جوش کے ساتھ سخت رد عمل دکھایا۔

اس نازک موقعہ پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو ایسے رہنما اصول سے آگاہ کیا جو رد عمل کا نہایت ہی احسن طریق ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے ایمان لانے والوں کو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک پہنچادیا

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جو صدر اسلام کا وقت تھا اس زمانہ پر ایک وسیع نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کیونکر ایمان لانے والوں کو مذکورہ بالا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک پہنچادیا کیونکہ ایمان لانے والے اپنی ابتدائی حالت میں اکثر ایسے تھے کہ جس حالت کو وہ ساتھ لے کر آئے تھے وہ حالت جنگلی وحشیوں سے بدتر تھی اور درندوں کی طرح اُن کی زندگی تھی اور اس قدر بد اعمال اور بد اخلاق میں وہ مبتلا تھے کہ انسانیت سے باہر ہو چکے تھے اور ایسے بے شعور ہو چکے تھے کہ نہیں سمجھتے تھے ←

''اے بھائیو! میں دردمند دل سے پھر آپ کو کہتا ہوں کہ بہادر وہ نہیں جو لڑ پڑتا ہے۔ وہ بزدل ہے کیونکہ وہ اپنے نفس سے دب گیا ہے۔ بہادر وہ ہے جو ایک مستقل ارادہ کر لیتا ہے اور جب تک اسے پورا نہ کرے اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ اسلام کی ترقی کے لئے تین باتوں کا عہد کرو۔ پہلی بات یہ کہ آپ خشیت اللہ سے کام لیں گے اور دین کو بے پرواہی کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ پہلے خود اپنے عمل ٹھیک کرو۔ دوسرے یہ کہ تبلیغ اسلام سے پوری دلچسپی لیں گے۔ اسلام کی تعلیم دنیا کے ہر شخص کو پتہ لگے۔ آنحضرت ﷺ کی خوبیاں، محاسن خوبصورت زندگی پتہ لگے، اسوہ پتہ لگے۔ تیسرے یہ کہ آپ مسلمانوں کو تمدنی اور اقتصادی غلامی سے بچانے کے لئے پوری کوشش کریں گے۔''

(انوار العلوم جلد نہم صفحہ 555-556)

ان تین امور کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اگر مسلمان رسول کریم ﷺ کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ہندو قوم پر ثابت کر دیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کی عزت کے قیام کیلئے ہر اک قربانی کیلئے تیار ہیں اور اگر وہ اس امر کے لئے تیار ہوں تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس قسم کے حملوں کا دفاع صرف اور صرف تین طرح ہو سکتا ہے۔

(۱) اپنی عملی حالت کی اصلاح سے۔ تا کہ ہمارے عمل کو دیکھ کر ہر اک دشمن اسلام یہ کہنے پر مجبور ہو کہ جس اُستاد کے یہ شاگرد ہیں اُس کی زندگی کیا ہی شاندار اور مزکی ہوگی۔

(۲) تبلیغ کے ذریعہ سے۔ تا کہ جو لوگ گالیاں دینے والے ہیں ان کی تعداد خود بخود کم ہونے لگے۔ اور جو پہلے گالیاں دیتے تھے وہ درود پڑھنے لگیں۔ پس اب بھی اس دریدہ دہنی کا یہی علاج ہو سکتا ہے۔ اس تدبیر سے ہر اک شریف الطبع تو اسلام کی خوبیوں کا شکار ہو جائے گا اور شریر الطبع جن کو اپنی تعداد پر گھمنڈ ہے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر خود ہی ان طریقوں سے باز آجائیں گے۔

(۳) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی تمدنی حالت کو درست کیا جائے.... مسلمان جو کچھ کماتے ہیں اسے خرچ کر دیتے ہیں اور اکثر ہندوؤں کے مقروض ہیں۔ اور ایک ارب کے قریب روپیہ سالانہ مسلمان ہندوؤں کو سود میں ادا کرتے ہیں۔ اور اشیائے خوردنی کی خرید میں اس کے علاوہ روپیہ ادا کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندو لوگ روز بروز دولت مند ہو رہے ہیں اور مسلمان روز بروز گر رہے ہیں۔ وہ طاقتور ہو رہے ہیں اور یہ کمزور...... پس اس حالت کو بدلنا مسلمانوں کا اہم فرض ہے۔ ہر اک جو رسول کریم ﷺ سے محبت رکھتا ہے جو چاہتا ہے کہ آپ کو گالیاں نہ دی جائیں اُس کا فرض ہے کہ بجائے وحشت دکھا کر اسلام کو بدنام کرنے کے صحابہ کرام کی طرح غیرت دکھائے۔ اور دائمی قربانی سے اسلام کو طاقت دے...... ہر اک مسلمان کو چاہئے کہ...... سب کھانے کی چیزیں مسلمانوں ہی کے ہاں سے خریدے...... یہ بائیکاٹ نہیں بلکہ ترجیح ہے۔ اور ترجیح پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ اس وقت ہر اک وہ شخص جو اسلام سے محبت کا دعویٰ رکھتا ہے اب غفلت کی نیند کو ترک کر کے عمل کے میدان میں آجائے۔ اور ہندوؤں کی تمدنی غلامی سے آزاد ہونے اور دوسروں کو آزاد کرانے کی پوری کوشش کرے گا تا کہ ان لوگوں کو معلوم ہو کہ رسول کریم ﷺ کی سچی غیرت مسلمانوں میں پائی جاتی ہے اور وہ آپ کی عزت کے قیام کیلئے مستقل قربانی کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اگر مسلمان اس کام پر آمادہ ہو جائیں گے تو یقیناً وہ ہندو جو دل سے بُرے نہیں ہیں لیکن بعض شوریدہ سر لوگوں کے شور سے ڈرے ہوئے ہیں اس خطرہ کو محسوس کریں گے جو تمدنی طور پر ان کے سامنے پیش ہے اور وہ خود ہی ان لوگوں کو باز رکھیں گے۔ اور حکومت کو بھی یہ احساس ہوگا کہ مسلمان بھی سنجیدگی سے کسی کام کے کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں اور محض وقتی جوش کا شکار نہیں ہوتے اور اس کے افسروں کے دلوں میں بھی مسلمانوں کا احترام پیدا ہوگا۔ اور وہ خیال کریں گے کہ یہ ایک عقلمند قوم ہے۔ اور اپنے جوشوں کو دبا کر اور امن کے قیام کو اپنا اولین مقصد قرار دیکر اپنے مذہبی فوائد کی نگہداشت کرتی ہے۔''

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 554-555)

پس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ تین تدابیر جماعت کے سامنے پیش کی ہیں یہی وہ سچا اور حقیقی علاج ہے جس سے بغیر فساد اور بدامنی پیدا کرنے کے مسلمان خود طاقت پکڑ سکتے ہیں جس کے نتیجہ میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے باز آجائیں گے اور آپؐ کا جھنڈا پوری دنیا میں اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ لہرانے لگے گا۔

سیرت النبی جلسوں کا انعقاد

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن ۱۹۲۸ء کے اوائل میں جماعت کے سامنے ایک ایسی تدبیر پیش کی تھی کہ جو نہ صرف مسلمانوں کو مسلمانوں کے ساتھ بلکہ مسلمانوں کو ہندوؤں اور دوسری غیر مسلم اقوام کے ساتھ محبت اور مودت کی پختہ زنجیر میں پرونے والی تھی۔ آپؓ نے یہ تجویز پیش فرمائی کہ ہر قوم اپنے اپنے مذہب کے بانی اور پیشوا کی سیرت و سوانح کے بیان کرنے کے لئے سال میں ایک دن منایا کرے اور اس دن نہ صرف خود اس مذہب کے پیرو بلکہ دوسرے مذاہب کے متبعین بھی ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اس مذہب کے بانی کے پاکیزہ حالات لوگوں کو سنائیں۔ تا کہ لوگوں کے دلوں سے بدگمانی اور نفرت کے جذبات دور ہو کر اس کی جگہ حسن ظنی اور محبت کے جذبات پیدا ہو جائیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ آئندہ ہم لوگ مقدس بانی اسلام ﷺ کی سیرت اور حالات سنانے کے لئے سال میں ایک دن ملک کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں جلسہ کیا کریں گے اور ہماری طرف سے لوگوں کو یہ عام دعوت ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی ہمارے پلیٹ فارم پر آکر ہمارے رسول کے پاکیزہ حالات پر اظہار خیال کریں تا کہ یہ آپس کی دوری کم ہو اور ایک دوسرے کے متعلق محبت اور قدرشناسی کے جذبات پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔

چنانچہ آپ کی اس تجویز کے مطابق آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت پر ۱۹۲۸ء سے لے کر اب تک جماعت احمدیہ کے انتظام کے تحت دنیا بھر میں جہاں جہاں احمدی احباب موجود ہیں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور یہ خوشی کی بات ہے کہ کئی شریف اور معزز ہندو صاحبان، سکھ صاحبان اور عیسائی صاحبان ان جلسوں میں شریک ہو کر آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت اور پاک تعلیم اور نیک کارناموں کے حالات سنتے سناتے ہیں۔

خلافت رابعہ میں سلمان رُشدی نے بڑی توہین آمیز کتاب لکھی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس ضمن میں فروری سن 1989ء میں خطبات بھی ارشاد فرمائے۔ ان خطبات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ردعمل کی بہترین تدابیر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

صحافت میں آگے بڑھنے کی ضرورت

دور حاضر میں عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان اقدس پر اعتراض کرنے والے زیادہ تر پرنٹ میڈیا اور

کہ ہم بداعمال ہیں یعنی نیکی اور بدی کی شناخت کی حس بھی جاتی رہی تھی۔ پس قرآنی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے جو پہلا اثر اُن پر کیا تو وہ یہ تھا کہ اُن کو محسوس ہو گیا کہ ہم پاکیزگی کے جامہ سے بالکل برہنہ اور بداعمالی کے گند میں گرفتار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُن کی پہلی حالت کی نسبت فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یعنی یہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور فرقان حمید کی دلکش تاثیر سے اُن کو محسوس ہو گیا کہ جس حالت میں ہم نے زندگی بسر کی ہے وہ ایک وحشیانہ زندگی ہے اور سراسر بداعمالیوں سے ملوث ہے تو انہوں نے رُوح القدس سے قوت پا کر نیک اعمال کی طرف حرکت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے حق میں فرماتا ہے وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ یعنی خدا نے ایک پاک رُوح کے ساتھ اُن کی تائید کی۔ وہ وہی غیبی طاقت تھی جو ایمان لانے کے بعد اور کسی قدر صبر کرنے کے بعد ←

اِلیکٹرانک میڈیا کو استعمال کرتے ہیں۔ افراد جماعت کو اور خاص طور پر نوجوانوں کو اس میدان میں آگے بڑھنے کی ضرورت کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لئے کثرت کے ساتھ مضامین لکھتے اور صورتحال کو واضح کرتے۔''

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۲۴؍فروری ۱۹۸۹)

جب پرنٹ میڈیا کے سہارے سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی کوشش کی جاتی ہے تو پھر جماعت احمدیہ کو بھی اس میدان میں اثر رسوخ حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ سے ہی دفاعی کاروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کو خصوصًا توجہ دلا رہے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:

''پھر یہ بھی ایک تجویز ہے آئندہ کے لئے، یہ بھی جماعت کو پلان کرنا چاہئے کہ نوجوان جرنلزم میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں جن کو اس طرف زیادہ دلچسپی ہوتا کہ اخباروں کے اندر بھی ان جگہوں پر بھی، ان لوگوں کے ساتھ بھی ہمارا نفوذ رہے۔ کیونکہ یہ حرکتیں وقتًا فوقتًا اٹھتی رہتی ہیں۔ اگر میڈیا کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وسیع تعلق قائم ہوگا تو ان چیزوں کو روکا جاسکتا ہے، ان بیہودہ حرکت کو روکا جاسکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۲۰۰۶ء)

جوابی مضامین کی اشاعت

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس پر جو بھی اعتراضات کئے جاتے ہیں ان اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات ہمیں معلوم ہونے ضروری ہیں۔ اس حوالہ سے ہمیں اپنے مطالعہ اور تحقیق کو وسیع تر کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ایسے اعتراضات کے جوابات تیار کرکے ان کی اشاعت کی بھی ہرممکن کوشش ہونی چاہئے اور جہاں تک ہوسکے اپنے Circle میں ان جوابات کو خوب پھیلانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے حلقہ احباب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اطہر کو واضح طور پر پیش کرنے والے بن سکیں جس کے نتیجہ میں سلیم الفطرت لوگوں کے دلوں میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عزت اور احترام پیدا ہوجائے۔ اور پھر ہم سے حاصل کردہ صحیح معلومات کے ذریعہ جب بھی ان کو موقعہ ملے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں ایسے لوگ بھی حصہ لے سکیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بالخصوص نوجوان نسلوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اپنی نئی نسلوں کو مقامی زبانوں میں ماہر بنائیں اور نئی نوجوان نسلوں میں سے کثرت کے ساتھ اخبار نویس پیدا کریں کیونکہ صرف زبان کا محاورہ کافی نہیں اخبار نویسی کی زبان کا محاورہ ضروری ہے اور اس نیت سے کریں کہ ساتھ ساتھ یہ اسلام کا گہرا مطالعہ بھی کریں گے تاکہ ان کی زبان دانی اسلام کے حق میں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں استعمال ہو... ان کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے وقف ہوجانا چاہئے اور اس نیت سے ادب اور کلام پر دسترس حاصل کرنی چاہئے اور قادر الکلام بننا چاہئے کہ خود انہی کے ہتھیاروں سے انہی کے انداز سے ہم ان کے متعلق جوابی کاروائی کریں گے اور اسلام کا دفاع کریں گے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کی حفاظت کریں گے... سارے مضامین جو اس کتاب (سلمان رُشدی کی کتاب کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل) میں چھیڑے گئے ہیں کہانیوں کے رنگ میں ان کا محققین اور اہل علم مطالعہ کریں اور ان کے دفاع پر کثرت کے ساتھ مضامین شائع کروائیں اور ایک ایک چیز کو لے کر اب جب کہ یہ دلچسپی قائم ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کا پوری طرح دفاع کریں اور یہ فوری کاروائی کا حصہ ہے۔''

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۲۴؍فروری ۱۹۸۹ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب سلمان رشدی کی طرف سے توہین آمیز کتاب کی اشاعت ہوئی تھی، ایک احمدی مکرم محمد ارشد احمدی صاحب کو اس کتاب کا جواب لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں موصوف نے بڑی تحقیق کر کے اعتراضات کے جوابات مرتب کئے۔ ان کی مرتبہ انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ بنام ''سلمان رشدی بھوتوں کے آسیب میں'' شائع ہوئی اور اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔

خلافت خامسہ میں بھی بعض عناصر نے آزادیٔ ضمیر اور صحافت کی آڑ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنا بُغض نکالنے کے لئے اور عالم اسلام کے خلاف دنیا میں منافرت پھیلانے کے لئے بیہودہ خاکے اور کارٹون مختلف کتب اور اخبارات میں شائع کئے۔ اس موقعہ پر سیدنا وامامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم الشان روحانی قیادت میں جماعت احمدیہ نے ردعمل کے طور پر آگیں لگانے اور توڑ پھوڑ کرنے کی بجائے معترضین کے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے اور اس طرح اسلام کا حقیقی اور سچا پیغام دنیا تک پہنچانے میں کوشاں رہے۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان واقعات کے متعلق اپنے خطبات جمعہ فرمودہ ماہ فروری و مارچ ۲۰۰۶ء میں سیر حاصل بحث فرمائی۔ ان خطبات سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے حالات میں ایک حقیقی مومن کا ردعمل کیا ہونا چاہئے اور کس طرح صورتحال سے نمٹنا چاہئے۔ حضور فرماتے ہیں:

''یہ زمانہ جو آخرین کا زمانہ ہے جس زمانے سے اسلام کی فتوحات وابستہ ہیں اور یہ فتوحات ہم سب جانتے ہیں کہ تلواروں یا بندوقوں یا توپوں اور گولوں سے نہیں ہوئیں اس میں سب سے بڑا ہتھیار دعا کا ہے۔ پھر دلائل و براہین کا ہتھیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے۔ اور اسی کے ذریعے سے انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے غالب آنا ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور برکات حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا ہے ہم آیت میں دیکھ چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور مختلف احادیث سے بھی ہم نے دیکھ لیا کہ یہ سب کچھ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے ممکن نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی بتایا ہے کہ مجھے جو مقام ملا ہے اسی درود بھیجنے کی وجہ سے ملا ہے۔ اور اسلام کی آئندہ فتوحات کے ساتھ بھی اس کا خاص تعلق ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍فروری ۲۰۰۶ء)

عملی اصلاح

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایسے موقعوں پر خاص طور پر ہمیں عملی اصلاح کی طرف پُرزور توجہ دلاتے ہیں۔ حضور انور نے سلسلہ وار اس موضوع پر خطبات جمعہ ارشاد فرمائے ہیں تاکہ احمدیوں اور دیگر مسلمانوں پر عملی اصلاح کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوسکے۔ حضور فرماتے ہیں:

''پس دنیا کو آگاہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ دنیا کو ہمیں بتانا ہوگا کہ جو اذیت یا تکلیف تم پہنچاتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی سزا آج بھی دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس لئے اللہ اور اس کے رسول کی دلآزاری سے باز آؤ۔ لیکن جہاں اس کے لئے اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں دنیا کو بتانا ہے وہاں

انسان کو ملتی ہے۔ پھر وہ لوگ اس طاقت کے حاصل ہونے کے بعد نہ صرف اس درجہ پر رہے کہ اپنے عیبوں اور گناہوں کو محسوس کرتے ہوں اور اُن کی بدبو سے بیزار ہوں بلکہ اب وہ نیکی کی طرف اس قدر قدم اٹھانے لگے کہ صلاحیت کے کمال کو نصف تک طے کرلیا اور کمزوریوں کے مقابل پر نیک اعمال کی بجا آوری میں طاقت بھی پیدا ہوگئی اور اس طرح پر درمیانی حالت اُن کو حاصل ہوگئی اور پھر وہ لوگ رُوح القدس کی طاقت سے بہرہ ور ہوکر اُن مجاہدات میں لگے کہ اپنے پاک اعمال کے ساتھ شیطان پر غالب آجائیں۔ تب انہوں نے خدا کے راضی کرنے کے لئے اُن مجاہدات کو اختیار کیا جن سے بڑھ کر انسان کے لئے متصور نہیں۔ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانوں کا خس وخاشاک کی طرح بھی قدر نہ کیا آخر وہ قبول کئے گئے اور خدا نے اُن کے دلوں کو گناہ سے بکلی بیزار کردیا اور نیکی کی محبت ڈال دی۔'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن صفحہ 424)

اپنے عمل بھی ہمیں ٹھیک کرنے ہوں گے۔ کیونکہ ہمارے اپنے عمل ہی ہیں جو دنیا کے منہ بند کریں گے اور یہی ہیں جو دنیا کا منہ بند کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۲۰۰۶ء)

پس ہر مسلمان کو ہمیشہ یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ وہ اسلام کی نمائندگی کرتا ہے۔ ہمارا قول اور فعل دوسروں کے سامنے حقیقی اسلام کی خوبصورتی اور حسن کو پیش کرنے والا ہو۔ اس واسطے جب تک ہم اپنی عملی حالت کو درست نہیں کریں گے تب تک اسلام کی بدنامی کا باعث بنیں گے۔ ہماری حرکات و سکنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہونی چاہئیں۔

مسلمانوں میں اتحاد عمل ہونا ضروری ہے

مغربی اقوام جو وقتاً فوقتاً اسلام اور بانی اسلام پر گند اچھالنے کی جرأت کرتی ہیں اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کا آپسی تفرقہ ہے اور یہی ان کی ناکامی کا سبب ہے۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کی ناکامی ان کے تفرقہ کا نتیجہ ہے۔ وہ مخالفین اسلام کے دھوکے میں آ کر آپس میں ایک دوسرے کی گردن کاٹتے رہتے ہیں اور دشمن ہنستا ہے کہ میں خود انہی کے ہاتھوں ان کو تباہ کرادوں گا۔ آؤ آج سے فیصلہ کر لو کہ خواہ کس قدر ہی اختلاف مذہبی یا سیاسی ہو غیر قوموں کے مقابلہ میں ہم ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ ہمارے مذہبی، سیاسی، تمدنی، اقتصادی اختلاف ہمیں آپس میں مل کر کام کرنے سے نہیں روکیں گے۔ ہم اپنے مذہب پر قائم رہیں اور محبت سے اس کی تلقین کریں۔ اپنا کوئی اصل نہ ترک کریں نہ کسی سے ترک کرائیں۔ لیکن ہم باوجود ہزاروں اختلافات کے اس امر کو نہ بھولیں کہ ایک نقطہ ہے جس پر ہم سب جمع ہوجاتے ہیں اور ایک مقام ہے جہاں آ کر ہم سب بسیرا کر لیتے ہیں وہ نقطہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔ اور وہ مقام آنحضرت ﷺ کا سایہ مبارک ہے۔ پس مخالفین اسلام کے مقابلہ کے لئے ہم سب کو جمع ہوجانا چاہئے تاکہ ہمارا اختلاف ہماری تباہی کا موجب نہ ہو۔''

(انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۱۷۵)

اس ضمن میں ایک واقعہ یاد آرہا ہے جو تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھنے کے لائق ہے۔ ایک موقع پر شام کے شمال کی طرف سے عیسائی طاقتوں نے حضرت علیؓ کی حکومت پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس زمانے میں حضرت معاویہؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان آپس میں اختلافات تھے۔ اس لئے اس زمانے کی عیسائی طاقتوں نے یہ سمجھا کہ اگر ہم حضرت علیؓ کی حکومت پر حملہ کریں گے تو حضرت معاویہؓ اگر ان کے خلاف ہمارے ساتھ شامل نہ بھی ہوں تب بھی ان کے حق میں کوئی کاروائی نہیں کرے گا۔ چنانچہ ایک لمبے عرصے تک مسلمانوں کی سرحدوں پر مخالفانہ فوجوں کا اجتماع ہوتا رہا۔ جب حضرت معاویہؓ کو اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے قیصر روم کے نام ایک خط لکھا اور اس خط میں لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت علیؓ کی حکومت کو کمزور سمجھتے ہوئے تم نے حضرت علیؓ کی حکومت پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور تم یہ سمجھتے ہو کہ معاویہ اور علی کی دشمنی ہے اس لئے معاویہ اس صورت میں علی کی مدد کو نہیں آئے گا لیکن خدا کی قسم تمہارا یہ خیال جھوٹا ہے۔ یہ عالم اسلام کی غیرت کا معاملہ ہے۔ اگر تم نے اس حملے کی جرأت کی تو وہ سپاہی جو علیؓ کی طرف سے لڑنے والے ہوں گے ان میں صف اول پہ معاویہ کھڑا ہوگا اور معاویہ کی ساری طاقتیں حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کردی جائیں گی۔ (تاریخ اسلام حصہ دوم صفحہ ۴۵، مصنفہ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی)

آج افسوس کہ تاریخ کے اس سنہری باب کو بھلایا جارہا ہے۔ آج مسلمانوں کی اندرونی دشمنیاں اس بات کی راہ میں حائل ہورہی ہیں کہ اسلام کے خلاف شدید ترین حملوں کے مقابل پر بھی مسلمان اکٹھے نہیں ہوپاتے ہیں۔ پس دنیا بھر کے مسلمانوں کو اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی ضرورت ہے اور اس بات کا عہد کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دفاع میں بنیان مرصوص بن کر کھڑے رہیں اور یہ عہد کریں کہ دشمن آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکے گا مگر ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے۔

آنحضرت ﷺ کے تقدس کو جماعت احمدیہ نے ہی قائم کرنا ہے

آج مسلمانوں کی بلکہ تمام دنیا کی صحیح سمت میں رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے عاشق صادق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا ہے۔ اس کو پہچانیں، اس کے پیچھے چلیں اور دنیا کی اصلاح اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے اس مسیح ومہدی کی جماعت میں شامل ہوں کہ اب کوئی دوسرا طریق، کوئی دوسرا رہبر ہمیں آنحضرت ﷺ کی سنت پر چلنے اور چلانے والا نہیں بنا سکتا۔ اسلام کی شان و شوکت کو بحال کرنے اور آنحضرت ﷺ کے تقدس کو مسیح و مہدی کی جماعت نے ہی قائم کرنا ہے اور کروانا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس آج احیاء دین کے لئے، اسلام کی کھوئی ہوئی شان و شوکت واپس لانے کے لئے، آنحضرت ﷺ کے دفاع میں کھڑا ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے جس جری اللہ کو کھڑا کیا ہے اس کے پیچھے چلنے سے اور اس کے دیئے ہوئے براہین اور دلائل سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے بتائے ہیں اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے اسلام اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا پوری آب و تاب اور پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں لہرائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور لہراتا چلا جائے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ فروری ۲۰۰۶ء)

پس اس سرحد میں جہاں اسلام پر حملے ہورہے ہیں ہمیشہ احمدی صف اول پر آنحضرت ﷺ اور اسلام کے دفاع میں سینہ تانے کھڑے رہیں اور کسی شیطان کو یہ طاقت نہ ہو کہ کسی نام پر بھی وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس پاک مذہب پر حملہ کر سکے۔ حضرت طلحہؓ کی فدائیت کو ہمیں اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے جنہوں نے ہر تیر کو جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر برسائے جارہے تھے اپنے ہاتھ پر لیا اور اپنے محبوب آقا ﷺ کی حفاظت کی خاطر اپنے ہاتھ کے شل ہوجانے کی پرواہ تک نہ کی۔ آج یہ الزامات کے تیر ہیں، یہ اعتراضات کے تیر ہیں جو آپ ﷺ کی مطہر سیرت پر برسائے جارہے ہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ وہ تمام تیر جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر چلائے جارہے ہیں ان کو عاشق صادق غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں اپنے سینوں پر لیں اور اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تقدس کی ہمیشہ حفاظت کرتے چلے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت نبی اکرم ﷺ کے روحانی فرزند جلیل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء عظام کے اسوہ اور نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے دفاع اسلام کا حق ادا کرنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔ ❁

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی روشن تعلیم لائے کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کردی

''کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر، بے زور بیکس، امی، یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کردی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرادیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی ←

قُرآن شریف کی محبت میں
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اُس پہ آساں ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے
اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو! نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اُس پہ قرباں ہے

❀❀❀

نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو
(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایک وجد آفرین عارفانہ نکتہ

(ڈاکٹر سلطان احمد مبشر ابن حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب ربوہ)

حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے نہایت قیمتی وجود تھے۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص ترین صحابہ میں ایک اہم مقام رکھتے تھے۔ ۱۸۹۷ء میں آپ حضور کے حلقہ غلامی میں آئے اور آخر دم تک سلسلہ عالیہ کی گرانقدر خدمات بجالاتے رہے۔ انگریزی ترجمہ قرآن آپ کی علمی قابلیت اور قرآن فہمی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور جسے اپنوں اور غیروں میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہے۔ یہ آپ کی وہ غیر معمولی خدمت ہے جو انشاء اللہ تا قیامت آپ کی یاد دلوں سے محو نہیں ہونے دے گی۔ آپ 13 نومبر 1947ء کو لاہور میں اپنے محبوب حقیقی سے جاملے۔

آپ 26 فروری 1936ء کو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی تکمیل کے لیے قادیان سے انگلستان تشریف لے گئے۔ راستہ میں ممبئی شہر میں مختصر قیام کا اتفاق ہوا۔ جمعہ کا روز تھا۔ مقامی احمدیوں نے آپ سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرماتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ سے اس صاحب عرفان کے انداز فکر اور اسلوب بیان کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

آپ سب جانتے ہیں کہ میں اس جگہ کی مقامی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا۔ میرا آپ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی تعلق یا شناسائی نہیں حتیٰ کہ میں آپ لوگوں سے ذاتی طور پر متعارف بھی نہیں لیکن بایں ہمہ آپ نے نماز جمعہ کے لئے مجھے اپنا امام بنانا پسند کیا ہے۔ میری یہ خواہش ہرگز نہ تھی، آپ لوگوں نے ازخود میرا انتخاب کیا ہے۔ اگرچہ میں ایک معمولی آدمی ہوں اور آپ کو کسی معاملہ میں مکلف کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا لیکن چونکہ آپ نے آج وقتی طور پر اپنی امامت کے لیے میرا انتخاب کیا ہے اس لیے اب آپ سب پر یہ فرض ہوتا ہے کہ اس نماز میں صدق دل کے ساتھ پورے طور پر میری پیروی کریں۔ آپ سب کو لازمی طور پر میری اقتداء کرنا ہوگی۔ کسی کو چون وچرا کی مجال نہ ہوگی۔ میری کسی غلطی پر آپ زیادہ سے زیادہ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر میں نماز میں کوئی غلطی کر جاؤں تو آپ لوگوں کو بھی لازمی طور پر میری اقتداء میں وہ غلطی کرنا ہوگی، کسی کو نکتہ چینی کرنے کا حق نہ ہوگا۔"

پھر اس امر کو بنیاد بناتے ہوئے جو نہایت گہرا عارفانہ نکتہ بیان کیا وہ اطاعت امام کے سلسلہ میں آپ کے دلی کیفیت وجذبات کا دلکش نظارہ کھینچتا ہے چنانچہ فرمایا:۔

"اس بات کے بیان کرنے سے میری غرض آپ کو یہ نصیحت کرنا ہے کہ ہمارے مذہب اسلام میں جب ایک معمولی آدمی جس کو وقتی طور پر امام بنایا جائے، اس کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے تو اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح جس کے ہاتھ پر ہم سب نے بیعت کی ہوئی ہے، اس کی بدل وجان اطاعت اور فرمانبرداری کرنا کس قدر ضروری ہے اور اس سے روگردانی کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اس نکتہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیو۔"

(روایات مکرم خواجہ عبدالرحمن صاحب ایم اے لاہور، الفضل ۲۳۔ اگست ۱۹۷۳ء صفحہ ۶)

ع　خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی۔ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جب آنحضرت نے پہلے پہل مکے کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں۔ اس وقت ان کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ ان کے قبضہ میں آ گیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کون سی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا۔ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے صرف ان کے ساتھ خدا تھا جس نے ان کو ایک بڑے مطلب کے لئے پیدا کیا تھا۔"　(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 127)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آقا و مطاع خاتم الانبیاء، محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایسا عشق تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ عشق و فدائیت کے انداز اور محبت رسول کی ادائیں اتنی وسیع اور اتنی متنوع ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ عشقِ رسول آپؑ کی جان تھی اور آپؑ کا سارا وجود عشقِ رسول کا ایک شیریں پھل تھا۔ سچی محبت کے جو بھی لوازم اور اثرات ہوتے ہیں ان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کچھ اس طرح بھری ہوئی ہے جس طرح آسمان ستاروں سے بھرا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مولیٰ، حبیب کبریاء، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کے حوالہ سے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ محبت کا ایک قلزم بیکراں ہے۔ یہ بات ایک حقیقت ہے جو بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ محبت اور عشق میں جو بلند مقام رسول پاک ﷺ کے عاشق صادق مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کو حاصل ہوا، خدائے ذوالجلال کی قسم! کہ وہ ہر پہلو سے بے نظیر اور فقید المثال ہے۔ آپ کی تحریرات کے لفظ لفظ سے عشقِ محمدیؐ کی خوشبو آتی ہے۔ آپ کی ہر ادا میں حسنِ محمدیؐ کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ آپ کے ہر ارادے اور عزم میں ناموسِ محمدیؐ پر مر مٹنے کا لازوال جذبہ متلاطم نظر آتا ہے۔ محبت و الفت اور فدائیت کے ایسے ایسے دلربا انداز آپ کی زندگی میں نظر آتے ہیں کہ انسان حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ عشق و محبت کا کیا والہانہ اعلان ہے:

جسمی یطیر الیک من شوقٍ علا
یالیت کانت قوّۃ الطیران

اے میرے محبوب! میری روح تو کب کی تیری ہو چکی۔ اب تو میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی بے تاب تمنا رکھتا ہے اے کاش! مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی!

انسان کی تحریرات اس کے دلی جذبات کی بہترین ترجمان ہوتی ہیں۔ عشقِ نبیؐ کے حوالہ سے آپؑ کی تحریرات ایک سدا بہار گلستان کی مانند ہیں جس کا ہر پھول آپ کے عشق و محبت اور فدائیت کا حسین مرقع ہے۔ صرف دو نمونے پیش کرتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام اپنے آقا و مطاع محمد عربی ﷺ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں“

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صل وسلم وبارك علیه وآله بعدد همّه وغمّه و حزنه لهٰذه الامّة وانزل علیه انوار رحمتك الی الابد۔“

(برکات الدعا صفحہ 10-11)

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے جب عاشقِ صادق مسیح پاک علیہ السلام کا قلم رواں ہوتا ہے تو وفور محبت و عشق سے اس میں ایسی شوکت اور رعنائی نظر آتی ہے جو سارے عالم اسلام میں کسی اور جگہ نظر نہیں آتی۔

آپ کے منظوم کلام کو دیکھا جائے تو ایک ایک شعر عشق و محبت میں ڈوبا ہوا، دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا اور جذباتِ فدائیت سے چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر اس دلبرِ حقیقی کو یوں مخاطب فرماتے ہیں:

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

آپ کے فارسی کلام میں بھی ایک عجیب دلربائی ہے۔ اپنے محبوب، محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں نئے سے نئے انداز آپ کے اشعار میں نظر آتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

میں کسی اور استاد کا نام نہیں جانتا۔ روحانی معارف کے لئے تو میں نے صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کے مدرسہ سے تعلیم پائی ہے۔

آپ کے دل کی آواز یہ تھی کہ

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا کی محبت کے بعد میں عشقِ محمدؐ میں کلیۃً مخمور ہو چکا ہوں۔ اگر کسی کم نظر کے نزدیک یہ بات کفر ہے تو خدا کی قسم! میں سب سے بڑا کافر ہوں۔ لاریب عشق و محبت کی دنیا میں یہ شعر بے مثل ہے!

عربی اشعار پر نظر کی جائے تو وہاں بھی عشق و محبت کی ایک عجیب دنیا نظر آتی ہے۔ فرماتے ہیں:

وَلَوْ كَانَ مَاءٌ مِثْلَ عَسَلٍ بِطَعْمِهٖ
فَوَ اللّٰهِ بَحْرُ الْمُصْطَفٰى مِنْهُ اَعْذَبُ

کہ اگر پانی اپنے مزہ میں شہد کی مانند ہوتا تو خدا کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ کا سمندر اس سے بہت زیادہ شیریں اور میٹھا ہے!

پھر فرمایا:

سَاَدْخُلُ مِنْ عِشْقِیْ بِرَوْضَةِ قَبْرِهٖ
وَمَا تَعْلَمُ هٰذَا السِّرَّ يَا تَارِكَ الْهُدٰى

کہ میں اپنے بے پناہ عشق کی برکت سے روحانی طور پر روضۂ رسول میں داخل کیا جاؤں گا۔ مگر اے ہدایت کے دشمن! تجھے اس راز کی کوئی خبر نہیں۔

بے مثال عشق کی گواہیاں

عشق حقیقی تو مشک کی طرح ہوتا ہے جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا

”حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا۔ توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی۔ سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی۔ سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرۂ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے نہ غربی۔ ←

چھپائے سے چھپ نہیں سکتا۔ ہر شخص اس کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سچا اور بے مثال عشق تھا اس کی ایک دنیا گواہ ہے۔ ملاء اعلیٰ نے اس کی گواہی دی۔ اپنے بھی اس کے شاہد بنے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔

ملاء اعلیٰ کی گواہی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

’’ایک مرتبہ الہام ہُوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ ءالٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحی کی تعین ظاہر نہیں ہُوئی اِس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبّت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اِس عہدہ کی محبّتِ رسول ہے۔ سو وہ اِس شخص میں متحقق ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 598)

غیروں کی گواہی کے سلسلہ میں بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی کا بیان ہے کہ وہ 1918 میں قادیان گئے اور ایک ہندو لالہ بڈھا مل یا غالباً لالہ ملاوامل سے جن کا ذکر آپؑ کی کتب میں کثرت سے آتا ہے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل عمر میں دیکھا۔ آپ نے انہیں کیسا پایا۔ ان کا جواب تھا:

’’میں نے آج تک مسلمانوں میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا‘‘(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 19)

مشہور مصنف علامہ نیاز احمد خاں نیاز فتح پوری نے آپؑ کے عشقِ رسول کے بارہ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ :

’’وہ صحیح معنیٰ میں عاشقِ رسول تھے‘‘

(نگار۔ جولائی 1960 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 580)

برصغیر کے نامور ادیب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کی شہادت بھی سننے سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے چچا مرزا عنایت اللہ بیگ نے انہیں ایک بار یہ تاکید کی کہ جب میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے ملنے جاؤں تو ان کی آنکھوں کو غور سے دیکھ کر آؤں ۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں قادیان گیا۔ آنکھوں کو غور سے دیکھا تو ان میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا معلوم ہوا۔ میں نے واپس آ کر اپنے چچا سے اس کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے:

’’فرحت !دیکھو اس شخص کو بُرا کبھی نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں۔‘‘

وہ لکھتے ہیں کہ میں نے چچا سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیسے جانا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جو عاشق رسول اپنے محبوب کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے تو اس کی آنکھوں میں سبزی آ جاتی ہے اور سبز رنگ کی ایک لہر دوڑتی رہتی ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 580-579)

غیروں کا عملی اعتراف

عربی زبان میں کہتے ہیں الفضل ما شھدت بہ الاعداء کہ خوبی اور فضیلت وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کرے۔ مخالفین احمدیت نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے عشقِ رسولؐ میں سرشار منظوم اور منثور کلام کو اپنی تقاریر و تحریرات میں خوب دل کھول کر استعمال کیا ہے لیکن ایمانی اور اخلاقی جراٴت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس کا نام درج نہیں کیا اور بعض نے تو بد دیانتی کی انتہا کرتے ہوئے حضرت اقدس کے پُرمعارف بیانات کو اپنے یا کسی اور کے نام سے شائع کرنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کی ۔ بطور نمونہ صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں ۔ ایک مولوی جان محمد صاحب نے اپنی کتاب اصلی عربی بول چال میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مشہور عربی قصیدہ کے ستر اشعار میں سے اٹھاون اشعار کتاب کے آٹھ صفحات پر جلی الفاظ میں بغیر نام کے شائع کئے ہیں۔

ادبی سرقہ اور تحریف کی ایسی مثالوں کی ایک لمبی فہرست ہے جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ وہ پُرمعارف نعتیہ کلام جو عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے بیان ہوا اس کی عظمت اور شان کے آگے غیر بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہیں۔

دن رات ذکرِ محبوب اور درود وسلام

سچے عشق کی ایک نشانی یہ ہے کہ عاشق ہمیشہ اپنے محبوب کے ذکر میں رطب اللسان رہتا ہے۔حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا جو عرفان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اس نے آپ کے قلبِ اطہر کو کچھ اس طرح عشقِ رسولؐ کی آماجگاہ بنا دیا کہ رسول مقبولؐ کی یاد میں آپ کے شب و روز بسر ہوتے اور اسی محبوب سبحانی پر درود وسلام پڑھنا آپ کا دن رات کا وظیفہ تھا۔ ایک شعر میں آپ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے

وَذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوْحٌ لِقَلْبِیْ
وَصَارَ لِمُھْجَتِیْ مِثْلَ الطَّعَامِ

کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میرے دل کی روح کے طور پر ہے۔ اور آپ کا ذکر تو میری جان کیلئے غذا کی مانند ہے جس کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا!

اسی مضمون کو ایک اردو شعر میں یوں بیان فرمایا:

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

درود شریف کے حوالہ سے اپنے ایک تجربہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

’’ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگیا ۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 576)

عشق رسول کے حوالہ سے غیرت کے واقعات

عشق ومحبت کے ساتھ غیرت کا مضمون کچھ اسطرح جڑا ہوا ہے کہ دونوں کو علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک عاشقِ صادق کیلئے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کے خلاف کوئی بات برداشت کر سکے۔

☆حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ 1925ء میں جب میں انگلستان گیا تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں پادری ڈاکٹر وایٹ بریخٹ سے ملاقات کروں کیونکہ یہ پادری بٹالہ میں مشنری رہ چکے تھے اور حضرت مسیح پاکؑ سے بھی کئی بار مل چکے تھے۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا:

’’میں نے ایک بات مرزا صاحب میں یہ دیکھی وہ مجھے پسند نہیں تھی کہ جب ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ پر اعتراض کیا جاتا تو وہ ناراض ہو جاتے تھے اور ان کا چہرہ متغیّر ہو جاتا تھا۔‘‘

پادری صاحب کی یہ بات سن کر عرفانی صاحب نے کیا خوب تبصرہ فرمایا کہ پادری صاحب جو بات آپ کو ناپسند ہے۔ میں اسی پر قربان ہوں۔(حیات احمد جلد اوّل حصہ سوم صفحہ 22)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب (جنہوں نے آپ کی زندگی میں تو بیعت نہ کی البتہ خلافت ثانیہ میں بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوئے) نے گھر کے ایک فرد کے طور پر اپنے مشاہدہ کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

’’ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود) میں خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے

یعنی طینت معتدلہ محمدؐیہ کے موافق نازل ہوا ہے جس میں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے۔ اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روغن ظہور و روشنی وحی قرار پائی۔ ان کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔‘‘　(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 180 حاشیہ)

تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔‘‘

(سیرت طیبہ صفحہ 34 از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

عیسائیوں کی بدزبانی کے تعلق میں آپ نے فرمایا:

’’ان مخالفین کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خُدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پُتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔‘‘

(ترجمہ عربی آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر پنڈت لیکھرام کے سلام کا جواب دینا پسند نہیں فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا:

’’ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے‘‘

(سیرتِ مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ جلد دوم صفحہ 271)

عزیز و اقارب سے ہمدردی اور صلہ رحمی اسلام کی تعلیم ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حکم پر بڑے تعہد کے ساتھ عمل فرماتے لیکن جہاں کہیں کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ کے محبوب اور مطاع حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان کے خلاف ہوتی تو یہ بات آپ کے لئے ہرگز قابل برداشت نہ تھی۔

آپ کے ایک چچا مرزا غلام حیدر صاحب کی بیوی کے منہ سے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا۔ اس پر باوجود سب ادب و احترام کے اور صلہ رحمی کے جذبات کے، آپ کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ آپ جو کھانا کھا رہے تھے اسے چھوڑ کر اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد آپ نے ان کے گھر سے کھانا پینا ہی ترک کر دیا۔

(سیرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ 270)

ساری زندگی۔ عشق و محبت میں

ایک سچے عاشق کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ محبوب پر مرمٹے اور اس کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر دے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دل کی تمنا یہ تھی:

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

میری جان محمد مصطفے ﷺ کی راہ میں فدا ہو۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے۔ کاش کہ یہ مقصود مجھے مل جائے۔

فدائیت کا یہ جذبہ صرف ایک تمنا کی حد تک نہ تھا بلکہ حق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی۔ اس کا ایک ایک لمحہ اور خدا داد طاقت و قوت کا ایک ایک ذرّہ رسول مقبول ﷺ کی محبت اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں کلیۃً وقف تھا۔ اسلام کے احیاء اور اس کی سربلندی کیلئے آپ نے دردمندانہ دعائیں کی۔ مخالفین اسلام سے زندگی بھر چومکھی لڑائی لڑی۔ اس شان سے قلمی جہاد کا حق ادا کیا کہ ہر محاذ پر مخالفین اسلام کے سب حملوں کو بُری طرح ناکام و نامراد بنا دیا۔

حضرت سلطان القلم نے روحانی خزائن کی صورت میں جو زبردست لٹریچر پیدا کیا وہ اس فدائیانہ جہاد کی عظمت پر زندہ گواہ ہے۔ اسی عاشقانہ خدمت کی بنا پر آپ کے وصال پر آپ کے مخالفین نے آپ کو اسلام کے فتح نصیب جرنیل کے طور پر یاد کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ دینِ اسلام سے بھرپور زندگی کا راز اور اصل محرک رسول پاک ﷺ سے سچی محبت اور دین اسلام کی خدمت اور سربلندی کا غیر معمولی جذبہ تھا جو آپ کی زندگی کا اصل مقصود تھا۔ اس سچے عشق و محبت کی خاطر آپ نے مخالفین کے ہاتھوں طرح طرح کے دکھ بھی اٹھائے۔ گالیاں بھی کھائیں۔ آپ پر کفر کے فتوے بھی لگائے گئے۔ ہر ظلم و ستم آپ پر روا رکھا گیا لیکن عشقِ محمد عربی ﷺ کی خاطر عاشقِ صادق نے یہ سب برداشت کیا اور آپ کی فدائیت میں سرِ مو فرق نہ آیا۔ اگر آپ کی یہ ساری بھرپور مجاہدانہ زندگی آپ کے انتہائی عشقِ رسول کی مظہر نہیں تو اور کیا ہے؟

قدم قدم پر اطاعتِ محبوب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کی مبارک زندگی کی ہر حرکت و سکون میں اطاعتِ محبوب کا بے پایاں اور بے ساختہ جذبہ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔

☆ ایک مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں آپ کا قیام گورداسپور میں تھا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ آپ کے آرام کے خیال سے خدام نے ایک مکان کی کھلی چھت پر آپ کی چارپائی بچھائی۔ آپ تشریف لائے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی منڈیر یا پردہ کی دیوار نہیں۔ آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور خدام سے فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے محبوب آقا ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے وہاں سونے سے انکار فرما دیا اور سخت گرمی کے باوجود ساری رات ایک بند کمرے میں گزار دی۔ (سیرت طیبہ صفحہ 109)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک صحابی مرزا دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ فجر کے وقت جگانے کے لئے اپنی انگلیاں پانی میں ڈبو کر ایک ہلکا سا چھینٹا میرے چہرے پر ڈالا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضور آپ مجھے آواز دے کر کیوں نہیں جگاتے؟ عاشقِ صادق نے جواب میں فرمایا:

میرے آقا رسولِ اکرم ﷺ کا بھی یہی طریق تھا!

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 20)

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ باہر سے تشریف لائے ہوئے کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتنے میں کسی شخص نے باہر دروازہ پر دستک دی۔ مہمانوں میں سے ایک شخص نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ یہ دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی جلدی سے خود اٹھے اور اس دوست سے فرمایا:

’’ٹھہریں ٹھہریں۔ میں خود دروازہ کھولوں گا۔ آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے‘‘ (سیرت طیبہ صفحہ 110)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری زندگی خود بھی اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کی اور اپنے اصحاب کو بھی اس کی نصیحت فرمائی۔ ایک روایت میں ذکر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مردوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ:

’’مرد اپنی بیویوں کا گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹایا کریں۔ یہ ثواب کا کام ہے۔ رسول کریم ﷺ بھی گھر کے کام میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ 318)

نیکی کی ہر تحریک کے وقت اسوۂ رسول کا

اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی

’’وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صل وسلّم و بارك علیہ و اٰلہ و اصحابہ اجمعین و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین۔‘‘ (اتمام الحجہ صفحہ 28)

حوالہ دینا کیا ہی پیارا عاشقانہ انداز ہے۔

محبوب کی ہر چیز پیاری

عشقِ حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ سچا عاشق اپنے محبوب سے متعلق ہر شے سے محبت کرنے لگتا ہے۔

ایک فارسی شعر میں آپ فرماتے ہیں :

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

میری جان اور میرا دل سب میرے محبوب محمد ﷺ کے جمال پر قربان۔ میری خاک بھی آپؐ کی آل کے کوچہ پر قربان۔

آلِ رسولؐ سے سچی اور دلی محبت کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ :

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ محرم کا مہینہ تھا۔ آپؑ کو کربلا کے المناک واقعہ کی یاد آئی۔ اپنے محبوب کی اور آپؐ کے جگر گوشوں کی محبت نے جوش مارا۔ آپ نے اپنے دو چھوٹے بچوں کو اپنے قریب بلایا۔ اور فرمایا آؤ بچو! میں تمہیں محرم کی کہانی سناتا ہوں۔ پھر آپ نے بہت دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے اس حال میں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ آپ نے بڑے کرب کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا :

’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم ﷺ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔‘‘

گھر کے ماحول کا یہ واقعہ آپ کے عشقِ رسولؐ کا کیا خوب آئینہ دار ہے!

☆ محبوب کے گلی کوچوں سے محبت کا اظہار تو ایک روایت اور رسم بن گئی ہے۔ اس باب میں سچی الفت اور محبت کا نظارہ کرنا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان شعروں کی زبان میں سنئے۔ ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں :

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسے کہ لافِ تعشق زند منم

کہ اے میرے محبوب! اگر تیرے کوچے میں عاشقوں کے سر قلم کئے جا رہے ہوں تو سب سے پہلے جو شخص تیرے عشق کا نعرہ بلند کرے گا، وہ میں ہوں گا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 658)

اور پھر حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی دیوانہ وار محبت و عشق کا اندازہ اس شعر سے کیجئے کہ گویا آپ ایک لمحہ کی دوری بھی اپنے محبوب سے گوارہ نہ کر سکتے تھے۔ کیا بے تاب تمنا آپ کے دل سے اٹھی۔ فرمایا :

يُحِبُّ جَنَانِي كُلَّ اَرْضٍ وَّطِئْتَهَا
فَيَا لَيْتَ لِي كَانَتْ بِلَادُكَ مَوْلِدًا

کہ میرا دل اُس ساری زمین کی محبت میں فنا ہے جس پر آپؐ کے مبارک قدم پڑے۔ کاش کہ میں آپؐ کے مبارک وطن میں پیدا ہوا ہوتا!

وفورِ محبت کا اظہار

تنہائی میں ہونے والے واقعات یقیناً حق کے ترجمان ہوتے ہیں۔ ان میں تکلف اور ریا کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسجد مبارک میں تنہائی میں ٹہلتے ہوئے حسان بن ثابت کا شعر پڑھنا اور زار و قطار رونے کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

یہاں ایک لمحہ رک کر ذرا سوچئے کہ جب کسی کو کسی بزرگ یا عزیز کی وفات کا غم پہنچتا ہے تو وقت کا مرہم اس کی دوا بن جاتا ہے لیکن اس عاشقِ زار کے عشق و محبت کو دیکھئے کہ اس کے محبوب کے وصال پر تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ تنہائی میں اس کے وصال کی یاد آتی ہے اور جذبات کا سمندر کناروں سے اچھل پڑتا ہے۔ رسولِ پاک ﷺ کی محبت میں آپ کا اپنا عارفانہ کلام بے مثال ہے۔ لیکن ایک صحابیٔ رسولؐ کا لکھا ہوا درد بھرا شعر پڑھ کر آپ کو یوں لگا کہ گویا یہ آپ ہی کے دل کی آواز ہے اور بے اختیار اس تمنّا کا اظہار فرمایا کہ :

کاش یہ شعر میں نے کہا ہوتا!

یہ بے تاب تمنا آپ کے بے مثال عشقِ رسولؐ پر شاہدِ ناطق ہے۔

سب کچھ میرے آقا کا

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جو کچھ عطا ہوا وہ سب کا سب براہ راست آپؐ کو خدا سے ملا اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جو کچھ پایا وہ سارے کا سارا آنحضرت ﷺ کی سچی اور بے مثال محبت اور کامل اتباع کی برکت سے پایا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک تو آقا اور معلم کل جہاں کہلایا ﷺ اور دوسرے نے اس آقا کی غلامی کا شرف حاصل کیا اور مسیح الزمان کا مرتبہ پایا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا :

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

عاشقِ رسولؐ جماعت کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے مثال عشقِ رسولؐ آپ کی زندگی تک محدود نہ تھا بلکہ اس کا سلسلہ آپ کے وصال کے بعد بھی تا ابد جاری ہے۔ آپ کا کلام زندہ۔ آپ کا اسوہ زندہ اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تقویٰ شعاروں کی ایسی جانثار جماعت اپنی یادگار چھوڑی ہے جو نظامِ خلافت کے زیرِ سایہ عشقِ محمد ﷺ کے جذبہ سے سرشار ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں احمدیوں کے سینہ میں رسول پاک ﷺ کی محبت کا بحرِ بیکراں موجزن ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی عطا ہے۔ رسول پاک ﷺ کے زندہ جاوید فیضانِ رسالت کی برکت ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی عظیم قوتِ قدسیہ کا کرشمہ ہے۔ عشقِ محمد ﷺ کا چراغ کیسا عظیم الشان ہے کہ اس نے قلبِ احمد علیہ السلام کو نور سے بھر دیا اور کیسا فیضان رساں یہ چراغِ محبتِ رسول ہے کہ آج اس کے ذریعہ اکنافِ عالم میں عشقِ محمد سے کروڑوں چراغ روشن ہیں۔ آپ نے وہ واقعہ تو سنا ہوگا کہ افریقہ میں ایک عیسائی نے جب احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کیا تو اس میں کیسا عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ اسلام لانے سے قبل وہ ہر روز اپنی نادانی میں رسول پاک ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ احمدی ہونے کے بعد ہر رات سونے سے قبل وہ اُسی زبان سے درود و سلام پڑھتے ہوئے بستر پر دراز ہوتا تھا۔ اور آج مغرب و مشرق میں ایسے غلامانِ محمد مصطفےٰ ﷺ کی تعداد اتنی ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کی صورت میں عاشقِ رسولؐ جماعت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسولِ مقبول ﷺ کا ایک تابندہ ثبوت ہے جس کی عظمت و شوکت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اس مضمون کا اختتام رسولِ مقبول ﷺ کے سب سے بڑے عاشق اور غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت الفاظ سے کرتا ہوں۔ آپ نے افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اِس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14-13)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین

❋❋❋

اتباع رسول کی عظیم الشان برکات

’’جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک ہزار ہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسولِ مقبول سے مدارجِ عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اس قدر اُن پر پے در پے اور علی الاتصال تلطّفات و تفضّلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمایتیں اور عنایتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظوران نظر احدیّت سے ہیں جن پر لطفِ ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہیں ←

منظوم کلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہوکر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کِھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَاء جَاءَ الۡمَسِیۡح جَاءَ الۡمَسِیۡح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۱۔۱۰۳)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفیٰ ہے مجتبےٰ ہے

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

محمدؐ مصطفےٰ ہے مجتبےٰ ہے
محمدؐ مہ لِقا ہے دِل رُبا ہے

محمدؐ جامعِ حُسن و شمائل
محمدؐ مُحسنِ ارض و سما ہے

کمالاتِ نبوت کا خزانہ
اگر پوچھو تو ختم الانبیآء ہے

شریعت اُس کی کامل اور مُدلّل
غذا ہے اور دُعا ہے اور شفا ہے

مبارک ہے یہ آنحضرتؐ کی اُمّت
کہ عالم اس کا مِثل انبیاء ہے

وہ سنگِ گوشہ ٔ قصرِ رِسالت
یہی تورات نے اس کو لکھا ہے

گِرا جس پر ہوا وہ چورا چورا
گرا جو اس پہ خود ٹکڑے ہوا ہے

کہا ہے سچ مسیحؑ ناصری نے
نُزول اس کا نُزولِ کِبریا ہے

نہیں دیکھا ہے ان آنکھوں نے اس کو
مگر دیکھا مثیلِ مصطفےٰؐ ہے

مِرے تو ظِلّ سے ہی جب اُڑ گئے ہوش
تو پھر اصلی خدا جانے کہ کیا ہے

کروں کیا وصف اُس شمسُ الضحیٰ کا
کہ جس کا چاند یہ بَدرُالدُّجےٰ ہے

محمدؐ نیرِّ راہِ ہُدیٰ ہے
محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہے

محمدؐ فخرِ شانِ آدمیت
محمدؐ مظہرِ ذاتِ خدا ہے

محمدؐ باعثِ تکوینِ عالم
جسے لَولاک خالِق نے کہا ہے

محمدؐ مالِک مُہرِ نبوت
'نبی گر' اس لئے کہنا روا ہے

محمدؐ پیکرِ عصمت سراسر
کہ ہر بات اُس کی وحیٔ بے خطا ہے

محمدؐ قابَ قوسینِ محبت
شفیعِ وصلِ انسان و خدا ہے

محمدؐ رحمۃ للعالمیں ہے
عدُو تک جس کے اِحساں سے دبا ہے

محمدؐ حامِلِ توحیدِ باری
جو عالم کے لئے رازِ بقا ہے

محمدؐ صاحبِ اخلاقِ کامل
جمالی اور جلالی ایک جا ہے

ہر اِک حالت سے گزرا جب کہ وہ خود
تو ہر اک خُلق بھی دِکھلا دیا ہے

محمدؐ راز دانِ علمِ یزداں
کہ باطل جس سے سحرِ فلسفہ ہے

محمدؐ قاسمِ اِنعامِ کوثر
ہر اِک نعمت جہاں بے انتہا ہے

ثنا کیا ہوسکے اس پیشوا کی
کہ پیرو جس کا محبوبِ خدا ہے

ہُدیٰ اور دینِ حق کا لے کے ہتھیار
ہر اک ملّت پہ وہ غالب ہوا ہے

علَم بردارِ آئینِ مُساوات
بڑا اِحسان دُنیا پر کیا ہے

اُٹھایا خاک سے روندے ہوؤں کو
ہر اک جانبؑ سے شورِ مرحبا ہے

ہوا قرآن اُس کے دِل پر نازِل
وہ دِل کیا ہے کہ عرشِ کبریا ہے

وہی زندہ نبی ہے تا قیامت
کہ لنگر فیض کا جاری سدا ہے

امامِ سالِکانِ برق رَفتار
کہ سِدرہ ایک شب کی مُنتہیٰ ہے

درندے بن گئے انسانِ کامِل
اثر صُحبت کا خود اک معجزہ ہے

یتیمی سے شہنشاہی پہ پہنچا
مگر پھر بھی وہی عجز و دُعا ہے

غرض سچ مچ محمدؐ ہے محمدؐ
جبھی تو چار سُو صلِّ علیٰ ہے

اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہیں اور مقبولیت کے فخروں سے مفتخر ہیں اور قادر مطلق کا نور اُن کی صحبت میں اُن کی توجہ میں اُن کی ہمت میں اُن کی دعا میں اُن کی نظر میں اُن کے اخلاق میں اُن کی طرزِ معیشت میں اُن کی خوشنودی میں اُن کے غضب میں اُن کی رغبت میں اُن کی نفرت میں اُن کی حرکت میں اُن کے سکون میں اُن کے نطق میں اُن کی خاموشی میں اُن کے ظاہر میں اُن کے باطن میں ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے فیض صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتیں حاصل ہوجاتی ہیں کہ جو ریاضتِ شاقہ سے حاصل نہیں ہوسکتیں اور ان کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کرلیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے میں ایک طاقت پیدا ہوجاتی ہے اور شوریدگی اور اماّرگی نفس کی روبکمی ہونے لگتی ہے۔ اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے اور التذاذ بذکر اللہ بڑھتا ہے اور ان کی صحبت طویلہ سے بضرورت یہ اقرار کرنا ←

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پر اعتراضات کے جوابات میں حضرت مسیح موعودؑ کا قلمی جہاد

(عطاء المجیب لون مبلغ سلسلہ، شعبہ نور الاسلام)

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کو "سِرَاجًا مُّنِيْرًا" چمکتا ہوا سورج قرار دیا ہے۔اس مادّی کائنات میں سورج کو جو اہمیت حاصل ہے وہی اہمیت روحانی کائنات میں حضرت محمد عربی ﷺ کو حاصل ہے۔اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چمکتا ہوا سورج قرار دیا۔اس ایمان افروز حقیقت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یہ کڑوی سچائی بھی ہمارے سامنے بیان فرمائی کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب اس سورج کو ڈھانپ دیا جائے گا۔جیسا کہ فرمایا "وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا جب اس روحانی سورج کی روشنی کو لوگوں تک پہنچنے سے روکنے کے لئے اس کو ڈھانپنے کی کوشش کی جائے گی۔

یہ وہ کڑوی سچائی ہے جس کے بارے میں ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت ایسے ہی حالات تھے ۔ اندرونی اور بیرونی حملوں کی وجہ سے مذہب اسلام انتہائی لاچاری کی کیفیت سے دوچار تھا۔اندرونی طور پر اس لئے کہ اسلام کی طرف منسوب علماء اسلام کی حقیقی تعلیمات سے نا آشنا ہو چکے تھے اور ایسی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کررہے تھے جو حقیقتاً اسلام کی تعلیمات تھیں ہی نہیں۔اسی ضمن میں یہ علماء آنحضرت ﷺ کے حقیقی مقام اور مرتبہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سے عاجز و بے بس تھے ۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ایسی باتیں حضور والا ﷺ کی طرف منسوب کررہے تھے جن کی وجہ سے آپ ﷺ کی کسرِ شان کے مرتکب ہورہے تھے۔ایسے ایسے قصے حضور ﷺ کی طرف منسوب کر رکھے تھے جن کا یا تو اصل میں کوئی وجود ہی نہیں تھا یا پھر اپنی ناسمجھی اور عرفان کی کمی کی وجہ سے غلط طور پر اُن کو پیش کررہے تھے۔اور عجیب تر یہ کہ ایسی تعلیمات حضرت نبی رحمت کی طرف منسوب کر رکھی تھیں جن کا واہمہ تک کبھی آپ ﷺ کو نہیں گزرا ہوگا۔ایک مثال پیش ہے:

مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ ۱۳ برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے وعظ و تلقین کا جو مؤثر سے مؤثر انداز ہوسکتا تھا اسے اختیار کیا، مضبوط دلائل دیئے ، واضح حُجّتیں پیش کیں ، فصاحت و بلاغت اور زورِ خطابت سے دلوں کو گرمایا۔اللہ کی جانب سے محیّر العقول مُعجزے دکھائے۔اپنے اخلاق اور پاک زندگی سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہ چھوڑا جو حق کے اظہار و اثبات کے لئے مفید ہوسکتا تھا لیکن آپ کی قوم نے آفتاب کی طرح آپ کی صداقت کے روشن ہوجانے کے باوجود آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کردیا ......لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعئ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی ......تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا زنگ چھُوٹنے لگا ۔طبیعتوں سے فاسد مادے خود بخود نکل گئے ،رُوحوں کی کثافتیں دُور ہوگئیں اور صرف یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نُور صاف عیاں ہوگیا بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی باقی نہیں رہی جو ظہورِ حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے۔

عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی جو اسلام کو اِس سُرعت سے قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہوگئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اِسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کردیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔'' (الجہاد فی الاسلام۔صفحہ 137،138 بحوالہ مذہب کے نام پر خون صفحہ 28)

اس عبارت میں یہ تاثر دنیا کے سامنے مولانا صاحب نے پیش کیا کہ گویا تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ تلوار ہی قرار پائی اور اس کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہیں رہا ۔اگرچہ مولانا صاحب کا زمانہ مسیح موعودؑ کے بعد کا ہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کے علماء بھی کم وبیش یہی تاثر پیش کررہے تھے۔ بیرونی طور پر بھی حقیقت کا خون کرنے والے اسلام اور بانیٔ اسلام پر پوری قوت کے ساتھ حملہ آور تھے۔ان میں دو طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ایک وہ جو متعصّبانہ ذہنیت رکھتے تھے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسی ایسی باتیں اسلام اور بانی اسلامؐ کی طرف منسوب کررہے تھے جن کا حقیقت میں اسلام اور بانیؐ اسلام کے ساتھ دور دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔دوسرا طبقہ وہ تھا اور اب بھی ہے جو مسلمان علماء کے مذکورہ بالا غلط تاثرات کی وجہ سے اسلام کو ایک جبر کرنے والا، ظلم و تشدد کا مذہب سمجھتے تھے اور اسی بناء پر بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کو ایک متشدد ،ظالم اور جابر حکمران کے طور پر پیش کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا عظیم مقصد حضرت رسول رحمت ﷺ کے اصل عکس اور مقام کو دنیا میں پیش کرنا تھا۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کو "شاهد منه" سے تعبیر کیا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد آنے والا یہ عظیم وجود اللہ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے بعد اس بات کی گواہی دینے کے لئے کھڑا کیا جائے گا کہ آپ ﷺ کا حقیقی مقام و مرتبہ کیا ہے۔آپ ﷺ کا فیضان کیا ہے اور آپ ﷺ کی قوت قدسیہ کیا ہے۔یہ گواہ آپ ﷺ کی برکات کے نتیجہ میں ایک عظیم مقام حاصل کرے گا اور یوں مجسم گواہ بن جائے گا اس بات کا کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کا مقام و مرتبہ سب سے اعلیٰ اور سب سے ارفع اور سب سے بالا ہے۔

مُحیی کی ضرورت

جیسا کہ خاکسار نے اُوپر ذکر کیا ہے جس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت ہوئی وہ اسلام کے لئے ایک نہایت خطرناک زمانہ تھا۔اندرونی طور پر خانہ خرابی کے تمام عوامل کارفرما تھے اور بیرونی طور پر بھی دشمن ہر حربہ کو استعمال کر کے اسلام کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکنے کی تاک میں تھا اور اپنے زعم میں اس میں کامیابی پا کر نازاں و فرحاں بھی تھا اور یہ دعوے کررہا تھا کہ عنقریب اُس کی چمکار خانہ کعبہ میں بھی ظاہر

پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوتوں میں اور اخلاقی حالتوں میں اور انقطاع عن الدنیا میں توجہ الی اللہ میں اور محبت الٰہیہ میں اور شفقت علی العباد میں اور وفا اور رضا اور استقامت میں اس عالی مرتبہ پر ہیں جس کی نظیر دنیا میں نہیں دیکھی گئی اور عقل سلیم فی الفور معلوم کرلیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر اُن کے پاؤں سے اتارے گئے ہیں جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں اور وہ تنگی اور انقباض ان کے سینہ سے دور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگوں کے سینے منقبض اور کوفتہ خاطر ہیں۔ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرت احدیت سے بکثرت مشرف ہوتے ہیں اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹھہر جاتے ہیں اور حق جل وعلیٰ اور اس کے مستعد بندوں میں ارشاد اور ہدایت کے لئے واسطہ گردانے جاتے ہیں۔ان کی نورانیت دوسرے دلوں کو منور کردیتی ہے اور جیسے موسم بہار کے آنے سے نباتی قوتیں جوش زن ہوجاتی ہیں ایسا ہی ان کے ظہور سے فطرتی نور طبائع سلیمہ میں جوش مارتے ہیں اور خود بخود ہر یک سعید کا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنی سعادت مندی کی استعدادوں کو بکوشش تمام منصۂ ظہور میں لاوے اور خواب غفلت کے پردوں ←

ہوگی۔اسلام ہرطرف سے گھر چکا تھا اسلام اور بانی اسلام پر بے تحاشہ اعتراضات، الزامات، اتہامات کے تیر چلائے جا رہے تھے۔ اس صورتحال کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک موقعہ پر کچھ اس طرح سے فرمایا:

’’کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہانتک کہ وہ جو آلِ رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اُس توہین سے جو ہمارے رسول کریم ﷺ کی کی گئی، دُکھا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 51-52)

اس دو فکر دینِ احمد مغز و جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملّت، قلّتِ انصارِ دیں

دشمنانِ دین کی کثرت اور دینِ احمد کے مددگاروں کی قلت، یہ دو فکریں ہیں جنہوں نے ہمارے دل و دماغ کو گداز کر دیا ہے۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی کشتی کو ڈوبنے سے بچانے کی خاطر اور حضرت بانی اسلام محمد عربی ﷺ کی عزت اور جلال کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے واسطے ایک مُحیی (اسلام کو زندہ کرنے والے) کو دنیا میں مبعوث کرنے کا ارادہ کیا۔یہ حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عظیم شان کو لوگوں پر وہی ظاہر کر سکتا تھا جو مکمل طور پر فنا فی الرسول ہوتا۔اپنے آقا کے عشق میں ایسا مخمور ہوتا کہ اُس کے علاوہ باقی تمام چیزوں کو ہیچ سمجھتا۔چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے آسمان سے یہ صدا بلند ہوئی کہ هٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔یہ وہ شخص ہے جو آنحضرت ﷺ سے حقیقی محبت کرتا ہے اور یہی ہے جو آپ ﷺ کی اصل شان کا از سر نو احیاء کر سکتا ہے۔

سب سے بھاری صدمہ

آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر ہونے والے اعتراضات کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل خون ہو جاتا تھا۔ اس کا کچھ اندازہ مذکورہ بالا اقتباس سے ہوتا ہے۔ایک اور موقعہ پر ان جذبات کا اظہار آپ یوں فرماتے ہیں:

’’مخالفین کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۵/ عربی حصہ کا اردو ترجمہ)

اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اے مرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رِہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اسلام کی غیرت کے حوالہ سے اپنے جذبات کی کیفیت کچھ اس طرح بیان کی کہ

’’میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے‘‘

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 61)

مزید فرماتے ہیں کہ

’’جن دنوں میں وہ موذی اور خبیث کتاب ’’امہات المومنین‘‘ جس میں بجز دل آزاری، اور کوئی معقول بات نہیں، چھپ کر آئی۔اس قدر صدمہ اس کو دیکھنے سے آپ کو ہوا کہ فرمایا: ’’ہمارا آرام تلخ ہو گیا ہے۔‘‘

(سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 61)

اسلام اور بانی اسلام کے لئے غیرت کے واقعات

حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں اسلام اور اسلام کے بانی حضرت محمد عربی ﷺ کے لئے جو غیرت موجزن تھی اُس کی عجیب کیفیت تھی۔آپ کی اس غیرت کے تعلق سے اُوپر جو اقتباسات بیان کئے گئے ہیں وہ یوں ہی کوئی لفاظی نہیں ہے بلکہ عملاً حضرت مسیح موعودؑ کی روح میں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے خلاف اعتراض سن کے ایک عجیب ارتعاش پیدا ہو جاتا تھا۔جس سے اس بات کا احساس یقینی طور پر ہو جاتا ہے کہ آپ کے رگ و ریشہ میں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے لئے غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔مذکورہ ذیل واقعات سے اس بات کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

حضرت منشی ظفر احمد کپورتھلوی ؓ بیان کرتے ہیں کہ:

’’لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی۔آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے بدن میں گرمی آجائے گی اور دورہ موقوف ہو جائے گا۔میں نے عرض کی کہ حضور اِس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی نعت میں سے کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔میں نے براہین احمدیہ کی نظم ’’اے خدا! اے چارۂ آزارِ ما‘‘ خوش الحانی سے پڑھنی شروع کر دی اور آپ کے بدن میں گرمی آنی شروع ہو گئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے۔پھر مجھے ایک اعتراض یاد آ گیا...... جب میں نے یہ اعتراضات سنائے تو حضور کو جوش آ گیا اور فوراً بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی۔اور بہت سے لوگ بھی آ گئے۔اور دورہ ہٹ گیا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد چہارم صفحہ 38-39، اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 145-146)

حضرت منشی صاحب ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے میں اور محمد خان مرحوم ڈاکٹر صادق علی صاحب کو لے کر لدھیانہ گئے۔(ڈاکٹر صاحب کپورتھلہ کے رئیس اور علماء میں سے شمار ہوتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد حضور مہندی لگوانے لگے۔اس وقت ایک آریہ آ گیا۔جو ایم۔اے تھا۔اس نے کوئی اعتراض اسلام پر کیا۔حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا۔آپ ان سے ذرا گفتگو کریں تو میں مہندی لگوا لوں۔ڈاکٹر صاحب جواب دینے لگے۔مگر اس آریہ نے جو جوابی تقریر کی تو ڈاکٹر صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر فوراً مہندی لگوانی

سے خلاصی پاوے اور معصیّت اور فسق و فجور کے داغوں سے اور جہالت اور بے خبری کی ظلمتوں سے نجات حاصل کرے۔سو ان کے مبارک عہد میں کچھ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھ اس قسم کا انتشار نورانیت ہوجاتا ہے کہ ہر ایک مومن اور طالب حق بقدر طاقت ایمانی اپنے نفس میں بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق دینداری کا پاتا ہے اور ہمت کو زیادت اور قوت میں دیکھتا ہے۔غرض ان کے اس عطر لطیف سے جو ان کو کامل متابعت کی برکت سے حاصل ہوا ہے ہر یک مخلص کو بقدر اپنے اخلاص کے حظّ پہنچتا ہے ہاں جو لوگ شقی ازلی ہیں وہ اس سے کچھ حصہ نہیں پاتے بلکہ اور بھی عناد اور حسد اور شقاوت میں بڑھ کر ہاویہ جہنم میں گرتے ہیں۔اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ۔‘‘

(براہین احمدیہ صفحہ 441 تا 444، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

چھوڑ دی اور اسے جواب دینا شروع کیا اور وہی تقریر کی جو ڈاکٹر صاحب نے کی تھی مگر اُس تقریر کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا کہ وہ آریہ حضور کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نے ہاتھ سے اُسے اٹھایا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے پچھلے پیروں ہٹتا ہوا واپس چلا گیا''۔

(سیرت المہدی جلد چہارم صفحہ 36)

ایک اور بزرگ صحابی حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ

''ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت اچھی نہ تھی۔ ڈوئنگے دالان کے صحن میں چار پائی پر لیٹے تھے اور لحاف اوپر لیا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ ایک ہندو ڈاکٹر حضور سے ملنے آیا ہے۔ حضور نے اندر بلوا لیا۔ وہ آکر چار پائی کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا رنگ نہایت سفید اور سرخ تھا۔ جنٹلمینی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ طبیعت پوچھنے کے بعد شاید اس خیال سے کہ حضور بیمار ہیں، جواب نہیں دے سکیں گے مذہب کے بارہ میں اس وقت جو چاہوں کہہ لوں، اس نے مذہبی ذکر چھیڑ دیا۔ حضور فوراً لحاف اتار کر اٹھ بیٹھے اور جواب دینا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ میں پھر کبھی حاضر ہوں گا اور چلا گیا''۔

(سیرت المہدی جلد چہارم صفحہ 134)

آپ کی بعثت کا مقصد

آپؑ کی بعثت کا مقصد دنیا کو اسلام، قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف بلانا تھا۔ اسلام کی خوبیاں، قرآن کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کی شان اقدس کو دنیا کے سامنے ظاہر کرنا یہ آپ کی بعثت کا مقصد وحید تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں''۔

(تریاق القلوب صفحہ 8 روحانی خزائن جلد 15)

آپ فرماتے ہیں:

''مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودہویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔''

(برکات الدعا، صفحہ 34)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میری بعثت کی اصلی غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم ﷺ کی عزت دنیا میں قائم ہو۔''

(الحکم 31 مئی 1902ص 8)

اس مقصد کے حصول کی خاطر آپ نے قلمی جہاد کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دیتے ہوئے دنیا کے سامنے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ہی زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا مذہب ہے۔ قُرآن کریم زندہ کتاب اور ہر علم و عرفان کا سرچشمہ ہے اور بانی اسلام حضرت محمد عربی ﷺ ہی زندہ نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والے نبی ہیں۔

اسلام اور ناموس رسالت کے دفاع میں قلمی جہاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اسلام کے دفاع اور ناموسِ رسالت کی خاطر جو ہتھیار عطا فرمایا وہ قلم کا ہتھیار تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''سلطان القلم'' اور آپ کی قلم کو ''ذوالفقار علی'' قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اسلام اور ناموس رسالت کے دفاع میں قلمی جہاد کا آغاز فرمایا تو پھر آپ نے قلم کے ہتھیار کو اُس وقت تک نہ رکھا جب تک اِس جہاد کو نقطۂ کمال تک نہ پہنچا دیا۔ یہ جہاد آپ نے جس جانفشانی سے سرانجام دیا اس سے آپ کا خدمتِ اسلام اور ناموسِ رسالت کی حفاظت کا جذبہ پوری طرح روشن ہو کر سامنے آجاتا ہے۔

قلمی جہاد کی کیفیت

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ساری زندگی اسلام اور بانی اسلام کی خاطر مسلسل جہاد سے عبارت تھی۔ یہ جذبہ آپ کی ساری زندگی میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ قلمی جہاد کا جو سلسلہ آپ نے ابتدائی زمانہ میں شروع فرمایا وہ زندگی کے آخری لمحات تک جاری رہا۔ ابتدائی زندگی میں مددگار تھوڑے تھے اور سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اِن حالات میں آپ بسا اوقات بالکل تنہا ساری بھاگ دوڑ کرتے۔ خود مضمون لکھتے۔ خود اسے کاتب کے پاس لیجاتے۔ خود درستی کرواتے۔ اور خود ہی اشاعت کے لئے پریس لے کر جاتے اور یہ سب کچھ خدمتِ اسلام کے بے پناہ جذبہ سے سرانجام دیتے۔

اس قلمی جہاد کی کیفیت کا اندازہ لگایئے اپنے گھر کے اندرونی صحن میں اسلام کی شان اور حضرت محمد عربی ﷺ کی شان کو دنیا کے سامنے ظاہر کرنے کے لئے کتابیں لکھنے میں مصروف ہیں۔ ایک دوات ایک طرف طاقچہ میں رکھی ہے اور دوسری دوسرے کنارے پر۔ چلتے چلتے کاغذ ہاتھ میں پکڑے مضمون لکھ رہے ہیں۔ قلم کی سیاہی کم ہو جاتی ہے تو دوات میں ڈبو لیتے ہیں۔ موسم کی سختی سے بے نیاز سخت گرمی اور سخت سردی کی حالت میں بھی یہ جہاد جاری رہتا۔ صحت کی حالت میں بھی اور بیماری کی حالت میں بھی۔ اور حوائج ضروریہ کو بھی دین کے کام میں حارج قرار دیتے ہیں۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ کو حضور کے قرب میں رہنے کا خوب موقع ملا۔ آپؓ کے قلمی جہاد کے حوالہ سے وہ اپنے تاثرات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ اکثر سوتے کم تھے اور بہت کم لیٹتے تھے اور رات اور دن کا زیادہ حصہ مخالفوں کے رد اور اسلام کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کے ثبوتِ رسالت و نبوت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل اور توحید باری تعالیٰ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں لکھنے میں گزرتا تھا اور اِس سے جو وقت بچتا تو دعاؤں میں خرچ ہوتا۔ دعاؤں کی حالت میں نے آپ کی دیکھی ہے کہ ایسے اضطراب اور ایسی بے قراری سے دعا کرتے تھے کہ آپ کی حالت متغیر ہو جاتی۔ اور بعض وقت اسہال ہو جاتے اور دورانِ سر ہو جاتا''

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 11)

آنحضرت ﷺ کی سیرت پر ہر اعتراض کو آپؑ نے ایسا صاف کیا کہ دشمن قیامت تک جرأت نہیں کر سکتا کہ آپؐ کی شان اقدس پر کیچڑ اُچھال سکے۔

براہین احمدیہ کی تصنیف

اس قلمی جہاد کے ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی صداقت بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اور صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے اور مخالفین اسلام کے لچر

کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں

''مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے۔ اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے ←

اعتراضات کا جواب دینے کے لئے جو معرکۃ الآراء کتاب تحریر فرمائی وہ براہین احمدیہ کے نام سے موسوم ہے۔اس کتاب نے مذاہب عالم میں ایک انقلاب برپا کردیا جس سے اہل اسلام کو ایک تازہ صبح کی روشنی نظر آئی۔

مشہور اہل حدیث مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس کتاب کا ریویو لکھتے ہوئے تحریر کیا :

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانے میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی...... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے الفاظ کو کوئی ایشائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہموسماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو......''

(اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 6 ص 169، 170)

اس کتاب میں اس شدو مد کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام، قُرآن اور بانی اسلام ﷺ کی صداقت کے دلائل پیش فرمائے کہ معترضین کا منہ بند ہوگیا۔حضورؑ نے جواب دینے کی خاطر چیلنج پیش کرتے ہوئے انعامات مقرر فرمائے لیکن آج تک کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ جواب تو کیا اس کتاب میں مندرج صداقت اسلام، صداقت قُرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کے دلائل کو توڑ کر بھی دکھائے۔ یہ کتاب اسلام کے لئے ایسا حصن حصین بنی جس نے اسے دوسرے مذہب کے حملوں سے بچا لیا۔ دشمن حیران و ششدر رہ گئے کہ یا تو اسلام کی یہ حالت ہوچکی تھی کہ اپنے دفاع کی بھی طاقت نہ رکھتا تھا اور اب یہ عالم ہے کہ مذاہب عالم کے اکھاڑے میں اس مرد میدان کے اُترنے کے نتیجہ میں اسلام کا وار ادیان باطلہ کے سر پر اتنے زور سے پڑا کہ اُن کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے ۔کجا یہ عالم تھا کہ دشمن اسلام کے مٹانے کے درپے تھے اور کجا یہ انقلاب کہ ان کو اپنے ہی گھر کی فکر پیدا ہوگئی۔

آپ نے مسلسل 28 سال تک اسلام، بانی اسلام اور قُرآن مجید کی شان کو دنیا پر ظاہر کرنے اور دشمنوں کے حملوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے 80 سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔آپ کی ہر کتاب صداقت کے نور سے پُر ہے اور اسلام، قُرآن اور حضرت رسول عربی ﷺ کی عظمت کو ظاہر کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آنحضرت ﷺ کی سیرت پر دس ہزار اعتراضات اور جواب ڈھونڈنے کا نرالہ انداز

آنحضرت ﷺ کی سیرت پر جو اعتراضات ہوتے تھے حضرت مسیح موعودؑ کی ان پر نظر تھی آپ بعثت سے قبل بھی ان اعتراضات کے جوابات لکھنے میں مصروف رہتے تھے۔بعض اخبارات کو اس تعلق سے مضامین لکھ کر بھی ارسال فرمایا کرتے تھے۔سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران حضرت حکیم حسام الدین صاحب کو پیش آنے والا ایک واقعہ قابل توجہ ہے۔حضرت بابو برکت علی صاحب جنزل سیکریٹری انجمن احمدیہ گجرات کی روایت ہے فرماتے ہیں :

''میں نے حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹ سے دریافت کیا کہ آپ باوجود اتنے مغلوب الغضب ہونے کے جبکہ آپ کی یہ حالت ہے کہ آپ کسی کی بات بھی نہیں سن سکتے تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیسے مان لیا۔تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بات تو معقول کی ہے۔میں تو کبھی بھی نہ مانتا اگر میں ان کے چال چلن سے پوری طرح واقف نہ ہوتا کیونکہ جبکہ حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے اور اس وقت آپ عالم شباب میں تھے تو میں نے اُس وقت آپ کو دیکھا کہ آپ سوائے کچہری کے اوقات کے ہر وقت عبادت میں رہتے تھے اور کوئی ایک آیت قُرآن مجید کی سامنے لٹکا لیتے تھے۔ میں اکثر آپ کے پاس آیا جایا کرتا تھا جب آتا تو کوئی نہ کوئی آیت سامنے لکھ کر لٹکائی ہوتی تھی۔آخر میں نے ایک دن دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں مختلف اوقات میں مختلف آیات کو لٹکی ہوئی دیکھتا ہوں۔ ایک وقت میں ایک آیت ہے اور دوسرے وقت میں اس کی جگہ دوسری یہ کیا تماشا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تجھے اس سے کیا......آخر میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اسلام اور آنحضرت ﷺ پر دس ہزار اعتراض ہوا ہے ۔تو میں نے کہا کہ کیا ہوا آپ کو اس سے کیا غرض؟ اگر دشمنان اسلام نے اعتراض کئے ہیں تو وہ مولوی جانیں آپ کو اس سے کیا غرض؟ تو آپ نے فرمایا میں تو برداشت نہیں کرسکتا۔ تو میں نے کہا پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں اُن میں سے ایک ایک آیت کے لئے دُعا کرتا رہتا ہوں۔ جب تک اس کا جواب نہیں ملتا تب تک اسے نہیں چھوڑتا۔جب اس کا جواب مل جاتا ہے تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں۔پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے ہیں اسی طرح کرتے رہے ۔پھر جب آپ سیالکوٹ سے چلے گئے اور دعویٰ کیا تو اس وقت میں نے آپ کو مان لیا اس لئے کہ آپ کی جوانی کی زندگی بالکل پاک تھی اور قُرآن مجید خدا سے سیکھا تھا''۔

(الحکم 28 جولائی 1938ء صفحہ 3 کالم 1، 2۔بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 21 مارچ 2003 صفحہ 9، 10)

خدمت دین کی راہ میں ہر دکھ اٹھانے کو تیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلام اور بانی اسلام کی خدمت کا جذبہ کس قدر ایمان افروز ہے کہ ایک طرف تو آپ نے اس میدان میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور دشمنانِ اسلام کے مقابل پر ہر محاذ پر ایسا کامیاب دفاع کیا کہ آپ کی وفات پر جماعت کے حق گو مخالفین نے آپ کو اسلام کا ایک بہت بڑا پہلوان اور ایک فتح نصیب جرنیل کے القاب سے یاد کیا۔اور تسلیم کیا کہ آپ نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دیدی۔دوسری طرف اس لڑائی میں ہر دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ دشمنوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذلت اور رسوائی کی کوئی صورت بن سکے۔ بہت سے ایسے مقدمات ہوئے جن میں معاملہ اس قدر نازک رنگ اختیار کرگیا کہ گویا قانونی گرفت کا آخری مرحلہ آگیا ۔لیکن جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ردِّ عمل کیسا ایمان افروز تھا کہ وہ اسلام کی اور بانی اسلام کی خاطر ہر تکلیف اور آزار کو قبول کرنے کو تیار نظر آتا ہے مگر ساتھ ہی خدائی تائید و نصرت پر کامل یقین بھی ہے اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر پولیس کا ایک افسر اچانک مسیح پاک علیہ السلام کے گھر کی تلاشی کے لئے آگیا۔حضرت میر ناصر نواب صاحب کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں بھاگتے ہوئے آئے اور مسیح پاک علیہ السلام کو بتایا کہ پولیس افسر وارنٹ گرفتاری اور ہتھکڑیوں کے ساتھ آرہا ہے۔حضرت صاحب اُس وقت کتاب نور القرآن تصنیف فرما رہے تھے ۔آپ نے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے

برخلاف نہیں۔اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُسکی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائیگا مَیں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔''

(کرامات الصادقین صفحہ 325)

نہایت اطمینان سے فرمایا:

''میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں۔ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے''

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے ساتھ فرمایا:

''مگر ایسا نہ ہوگا۔کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔وہ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 306-305)

اہل دنیا کی یہ ریت ازل سے جاری ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں کی ہمیشہ شدید مخالفت ہوتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی بعینہٖ یہی ہوا لیکن آپؑ نے اسلام کی خدمت اور رسول اقدس ﷺ کی عظمت کو قائم کرنے کے جذبہ سے سرشار ہوکر ہر آزمائش اور مشکل ترین گھڑی میں بےنظیر استقامت اور صبر کا نمونہ دکھایا اور اسلام کے احیاء اور شان مصطفیٰ کو قائم کرنے کے لئے اپنے مقدس جہاد میں ذرا بھر فرق نہیں آنے دیا۔

فرضِ مدافعت کی بجا آوری اور یادگار لٹریچر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں جو لٹریچر تصنیف فرمایا وہ اتنا عظیم الشان ہے کہ قیامت تک کے لئے اسلام کے دفاع میں ایسی مضبوط دیوار قائم ہوگئی ہے جس کو توڑنا تو دور چھونے کی بھی دشمن میں ہمت نہیں ہوسکتی۔اس لٹریچر کی عظمت مذکورہ ذیل حوالہ جات سے بخوبی عیاں ہوسکتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

''مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے......اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہوسکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہوکر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کرسکتے تھے۔ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سرِ راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پُشت گری کے لئے ٹوٹی پڑی تھیں اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابل پر تیر بھی نہ تھے۔اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا......کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اُس ابتدائی اثر کے پرخچے اُڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہوکر اُڑنے لگا۔غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ اُن کے شعار قومی کا عنوان رہے،نظر آئے ،قائم رہے گا''

پھر لکھتے ہیں:

''ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے''۔

(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم،صفحہ 560)

صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا کہ:

''مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا، اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایتِ اسلام کا کما حقہ ادا کر کے خدمتِ دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین ،فاضل اجل،عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔''

(تاریخ احمدیت جلد دوئم،صفحہ 565)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی

موجودہ دور میں بھی آنحضرت ﷺ کی سیرت پر اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے۔کبھی اخبارات میں کارٹون شائع کرکے،کبھی حقیقت سے دور فلمیں بنا کر اور کبھی مضامین اور کتب شائع کرکے مخالفین اسلام اور بانی اسلام کے دشمن اپنی گندی سوچ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ایسے مواقع پر دیگر مسلم فرقے ہڑتالیں کرکے ،توڑ پھوڑ کرکے،جلوس نکال کر ان مخالفین کی سوچ کو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف مزید بھڑکانے کے لئے آگ میں تیل کا کام کرتے ہیں۔لیکن جماعت احمدیہ کے امام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے افرادِ جماعت احمدیہ جو طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں وہ ایسا ہے جس کے نتیجہ میں یقیناً مخالفین اور دشمنان اسلام یہ سوچنے کے لئے مجبور ہوجاتے ہیں کہ ہماری سوچ غلط تھی۔اصل اسلام اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی سیرت تو یہ ہے جو جماعت احمدیہ کے امام اور افرادِ جماعت ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔اس سلسلہ میں راہنمائی کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''میں نے جماعت کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی توجہ دلائی تھی کہ مضامین لکھیں خطوط لکھیں ، رابطے وسیع کریں۔آنحضرت ﷺ کی زندگی کی خوبیاں اور ان کے محاسن بیان کریں۔تو یہ تو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حسین پہلوؤں کو دنیا کو دکھانے کا سوال ہے یہ توڑ پھوڑ سے تو نہیں حاصل ہوسکتا۔اس کے لئے ہر طبقے کے احمدی ہر ملک میں دوسرے پڑھے لکھے اور سمجھدار مسلمانوں کو بھی شامل کریں کہ تم بھی اس طرح پُرامن طور پر یہ ردِّ عمل ظاہر کرو،اپنے رابطے بڑھاؤ اور لکھو تو ہر ملک میں ہر طبقے میں اتمام حجت ہوجائے گی اور پھر جو کرے گا اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔''

(اُسوہ رسول اور خاکوں کی حقیقت صفحہ 14)

احمدی نوجوانوں کو صحافت میں جانا چاہئے

حضور انور فرماتے ہیں:

''یہ بھی ایک تجویز ہے آئندہ کے لئے ،یہ بھی جماعت کو پلان (plan) کرنا چاہئے کہ نوجوان جرنلزم (journalism) میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں جن کو اس طرف زیادہ دلچسپی ہوتا کہ اخباروں کے اندر بھی ان جگہوں پر بھی،ان لوگوں کے ساتھ بھی ہمارا نفوذ رہے۔کیونکہ یہ حرکتیں وقتاً فوقتاً اُٹھتی رہتی ہیں۔اگر میڈیا کے ساتھ زیادہ سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان معجزات

''ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اُس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہوگئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہوگئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔اسی معجزہ کی طرف اللہ جلّ شانہٗ ←

زیادہ وسیع تعلق قائم ہوگا تو ان چیزوں کو روکا جاسکتا ہے، ان بیہودہ حرکات کو روکا جاسکتا ہے ۔اگر پھر بھی اس کے بعد کوئی ڈھٹائی دکھاتا ہے تو پھر ایسے لوگ اس زمرے میں آتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی ۔جیسا کہ فرماتا ہے ۔اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔(سورۃ الاحزاب آیت 58)

یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔''

(اُسوۂ رسول اور خاکوں کی حقیقت صفحہ 17و18)

ڈنمارک میں کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف جماعت احمدیہ کی فوری کاروائی

2005ء میں ڈنمارک میں آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ایک اخبار نے کارٹون شائع کئے۔ان کارٹونوں کی اشاعت پر دیگر مسلمان فرقوں نے توڑ پھوڑ کی ،ہڑتالیں کیں ،جلوس نکالے لیکن جماعت احمدیہ نے کیا ردّعمل ظاہر کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ واقعہ تو گزشتہ سال کا ہے ۔ستمبر میں یہ حرکت ہوئی تھی تو اس وقت ہم نے کیا کیا تھا یہ جیسا کہ میں نے کہا ستمبر کی حرکت ہے یا اکتوبر کے شروع میں کہہ لیں ۔تو ہمارے مبلغ نے اُس وقت فوری طور پر ایک تفصیلی مضمون تیار کیا اور جس اخبار میں کارٹون شائع ہوا تھا ان کو یہ بھجوایا اور تصاویر کی اشاعت پر احتجاج کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے بارے میں بتایا کہ یہ ہمارا احتجاج اس طرح ہے ہم جلوس تو نہیں نکالیں گے لیکن قلم کا جہاد ہے جو ہم تمہارے ساتھ کریں گے ۔اور تصویر کی اشاعت پر اظہار افسوس کرتے ہیں ۔اس کو بتایا کہ ضمیر کی آزادی تو ہوگی لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ دوسروں کی دلآزاری کی جائے ۔بہر حال اس کا مثبت ردّعمل ہوا۔ایک مضمون بھی اخبار کو بھیجا گیا تھا جو اخبار نے شائع کردیا ۔ڈینش عوام کی طرف سے بڑا اچھا ردّعمل ہوا کیونکہ مشن میں بذریعہ فون اور خطوط بھی انہوں نے ہمارے مضمون کو کافی پسند کیا، پیغام آئے ۔پھر ایک میٹنگ میں جرنلسٹ یونین کے صدر کی طرف سے شمولیت کی دعوت ملی ۔وہاں گئے وہاں وضاحت کی کہ ٹھیک ہے تمہارا قانون آزادی ضمیر کی اجازت دیتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کے مذہبی راہنماؤں اور قابل تکریم ہستیوں کو ہتک کی نظر سے دیکھو اور اُن کی ہتک کی جائے''

حضور فرماتے ہیں:

''پھر ان کو بتایا کہ آنحضرت ﷺ کی کس قدر حسین تعلیم ہے اور کیسا اُسوہ ہے اور کتنے اعلیٰ اخلاق کے آپ مالک تھے اور کتنے لوگوں کے ہمدرد تھے، کس طرح ہمدرد تھے خدا کی مخلوق سے اور ہمدردی اور شفقت کے مظہر تھے ۔چند واقعات جب ان کو بتائے کہ بتاؤ کہ جو ایسی تعلیم والا شخص اور ایسے عمل والا شخص ہے اس کے بارے میں اس طرح کی تصویر بنانی جائز ہے ؟ تو جب یہ باتیں ہمارے مشنری کی ہوئیں تو انہوں نے بڑا پسند کیا بڑا سراہا۔اور ایک کارٹونسٹ نے برملا یہ اظہار کیا کہ اگر اس طرح کی میٹنگ پہلے ہوجاتی تو وہ ہرگز کارٹون نہ بناتے ،اب انہیں پتہ چلا ہے کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے ۔اور ساروں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ٹھیک ہے ڈائیلاگ(dialogue) کا سلسلہ چلتا رہنا چاہئے۔''

حضور انور جماعت کے طرز عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' ہر ملک میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے ۔خاص طور پر جو اسلام کے بارے میں جنگی جنونی ہونے کا ایک تصور ہے اس کو دلائل کے ساتھ رد کرنا ہمارا فرض ہے ۔پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی کثرت سے لکھیں ۔اخباروں کو، لکھنے والوں کو سیرت پر کتابیں بھی بھیجی جاسکتی ہیں۔''

(اسوہ رسول اور خاکوں کی حقیقت صفحہ 16تا18)

یہ وہ طرز عمل ہے جو جماعت احمدیہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذات پر حملوں کے جواب میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی راہنمائی میں اپناتی ہے ۔حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقعہ پر کتاب ''نبیوں کا سردار'' کو کثرت کے ساتھ غیر مسلموں میں مفت تقسیم کرنے کی ہدایت کی ہے ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب دنیا بھر میں لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کی گئی اور اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کے متعلق شکوک و شبہات اور معترضانہ ذہنیت رکھنے والے لوگوں کو بتایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت کیا ہے ۔تم جس سیرت کو جانتے ہو اُس کا اصل حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ۔اصل سیرت آنحضرت ﷺ کی وہ ہے جو جماعت احمدیہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے ۔الحمد للہ اس کے بہترین نتائج ظاہر ہورہے ہیں ۔جماعت احمدیہ اس جہاد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے استقلال کے ساتھ مصروف ہے اور ان شاءاللہ وہ وقت ضرور آئے گا جب دنیا کی تمام آبادی کو اس جہاد کی برکت سے پتہ چل جائے گا کہ اصل اسلام کیا ہے اور حضرت نبی عربی ﷺ کی سیرت وسوانح اور اُسوۂ حسنہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس جہاد کو کما حقہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے ۔آمین۔❁

ظہور خیر الانبیاء ﷺ

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

اِک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی ۔۔۔ جو نور کی ہر شمع ظلمات پہ وار آئی

تاریکی پہ تاریکی اندھیرے پہ اندھیرے ۔۔۔ ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی

ہر سمت فساد اُٹھا عصیاں میں ڈوب گئے ۔۔۔ ایرانی و فارانی رومی و بخارائی

اللہ رہا کوئی نہ کوئی پیام اُس کا
طاغوت کے بندوں نے ہتھیا لیا نام اُس کا

تب عرشِ معلّٰی سے اِک نور کا تخت اُترا ۔۔۔ اِک فوج فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی

اِک ساعتِ نورانی خورشید سے روشن تر ۔۔۔ پہلو میں لئے جلوے بے حد و شمار آئی

کافور ہوا باطل سب ظلم ہوئے زائل ۔۔۔ اُس شمس نے دکھلائی جب شانِ خود آرائی

ابلیس ہوا غارت چوپٹ ہوا کام اُس کا
توحید کی یورش نے در چھوڑا نہ بام اُس کا

اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔یعنی در پردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آگیا تھا۔اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی ۔کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے ←

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

نذرانہ درود و سلام بحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(مرتبہ بشیر الدین الہ دین صاحب مرحوم۔سکندر آباد)

(۱) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ اَصْفَی الْاَصْفِیَاءِ مُحَمَّد خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ‘‘ (کرامات الصادقین)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار رحمن، رحیم جزا سزا کے دِن کا مالک ہے۔اور درود و سلام ہو تمام نسلِ آدم اور جمیع انبیاء و رُسل کے سردار اور جملہ برگزیدوں سے بزرگ تر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب آل و اصحاب پر۔

(۲) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ۔ رَبِّ اَمْطِرْ مَطَرَ السُّوْءِ عَلٰی مُکَذِّبِیْہِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ‘‘ (کرامات الصادقین صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور سلامتی ہو ہمارے آقا اور رسول اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اے میرے ربّ! آپؐ کے مکذبین پر عذاب نازل کر اور ہمیں غلبہ پانے والوں میں شامل فرما۔

(۳) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی قَوْمٍ مُّوْجِعٍ سِیَّمَا عَلٰی اِمَامِ الْاَصْفِیَاءِ وَسَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ‘‘ (ازالہ اوہام صفحہ 2)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں اور سلامتی ہو تکالیف برداشت کرنے والی قوم پر خاص طور پر برگزیدوں کے امام اور انبیاء کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی سب آل اور اصحاب پر۔

(۴) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ وَصَفْوَۃِ اَحِبَّتِہٖ وَخِیَرَتِہٖ مِنْ خَلْقِہٖ وَمِنْ کُلِّ مَا ذَرَءَ وَبَرَءَ وَخَاتَمِ اَنْبِیَائِہٖ وَفَخْرِ اَوْلِیَائِہٖ سَیِّدِنَا وَاِمَامِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی الَّذِیْ ھُوَ شَمْسُ اللّٰہِ لِتَنْوِیْرِ قُلُوْبِ اَھْلِ الْاَرَضِیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَکُلِّ مَنْ اٰمَنَ وَاعْتَصَمَ بِحَبْلِ اللّٰہِ وَاتَّقٰی وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ‘‘ (نور الحق صفحہ ۱)

ترجمہ: ’’تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام ہے اس کے نبیوں کے سردار پر جو اس کے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اُس کی مخلوق اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء اور فخر اولیاء ہے ہمارا سید ہمارا امام نبی محمد مصطفیٰ جو زمین کے باشندوں کے دِل روشن کرنے کیلئے خدا کا آفتاب ہے۔ اور سلام اور درود اس کی آل اور اس کے اصحاب پر اور ہر ایک پر جو مومن اور حبل اللہ سے پنجہ مارنے والا متقی ہو۔ ایسا ہی خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام‘‘۔

(۵) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُحْسِنِ الْمَنَّانِ جَالِی الْاَحْزَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اِمَامِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ طَیِّبِ الْجَنَانِ الْقَا قَائِدِ الْجِنَانِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ سَعَوْا اِلٰی عُیُوْنِ الْاِیْمَانِ کَالظَّمْاٰنِ وَنُوِّرُوْا فِیْ وَقْتِ تَرْوِیْقِ اللَّیَالِیْ بِنَیِّرِ اِکْمَالِ الْعَمَلِ وَتَکْمِیْلِ الْعِرْفَانِ وَاٰلِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ لِشَجَرَۃِ النُّبُوَّۃِ کَالْاَغْصَانِ وَلِشَامَّۃِ النَّبِیِّ کَالرَّیْحَانِ‘‘ (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۱)

ترجمہ: ’’اُس خدائے محسن کا شکر ہے جو احسان کرنے والا اور غموں کو دور کرنے والا ہے اور اس کے رسول پر درود اور سلام جو انس اور جن کا امام اور پاک دل اور بہشت کی طرف کھینچنے والا ہے۔ اور ان کے اصحاب پر سلام جو ایمان کے چشموں کی طرف پیاسے کی طرح دوڑے اور گمراہی کی اندھیری راتوں میں علمی اور عملی کمال سے روشن کئے گئے۔ اور اس کی آل پر درود جو نبوت کے درخت کی شاخیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت شامہ کے لئے ریحان کی طرح ہیں۔

(۶) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ‘‘ (جنگِ مقدس صفحہ ۳)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں۔ جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور درود اور سلام ہو اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی تمام آل اور اصحاب پر۔

(۷) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام ہو خدا کے رسولوں میں سے سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کے سب آل اور اصحاب پر۔

(۸) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ‘‘ (الوصیت صفحہ ۲)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود و سلام ہو اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپؐ کے سب آل اور اصحاب پر۔

(۹) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَیْرِ الْوَرٰی سَیِّدِ کُلِّ مَا فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ‘‘ (نزول المسیح صفحہ ۱۸۶)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں اور درود و سلام ہو اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تمام رسولوں سے افضل اور تمام مخلوق سے بہتر اور زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کے سردار ہیں۔

(۱۰) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ‘‘ (تریاق القلوب صفحہ ۴۵)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور سلامتی ہو اُس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(۱۱) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَوْلَی النِّعَمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَسِرَاجِ الْاُمَمِ وَاَصْحَابِہِ الْھَادِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ الْمُطَھَّرِیْنَ‘‘ (منن الرحمن صفحہ ۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو سب نعمتوں کا مالک ہے اور درود و سلام ہو رسولوں کے سردار اور اُمتوں کے چراغ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ہدایت یافتہ اور

سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 5 آئینہ کمالات اسلام صفحہ 66،65)

ہدایت دینے والے آپؐ کے اصحاب اور طاہر و مطہر آپؐ کی آل پر۔

(۱۲) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الرُّسُلِ وَاَفْضَلِ کُلِّ مَنْ اُرْسِلَ اِلَی الْوَرٰی وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَکُلِّ مَنْ تَبِعَہٗ وَاتَّقٰی‘‘۔

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۷۴)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو بلند آسمانوں کا ربّ ہے اور درود و سلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں سے بہتر اور مخلوق کی طرف بھیجے گئے تمام رسولوں سے افضل ہیں اور آپؐ کے طیب اصحاب اور پاکباز آل اور ہر اُس شخص پر جو آپؐ کی پیروی کرے اور تقویٰ اختیار کرے سلامتی ہو۔

(۱۳) ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَخَیْرِ خَلْقِہٖ وَاَفْضَلِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ‘‘۔

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۸۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے اور درود و سلام ہو خدا کی تمام مخلوقات میں سے بہتر اور اس کے سب رسولوں سے افضل رسول محمد ﷺ پر اور آپؐ کی جملہ آل اور اصحاب پر۔

(۱۴) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الرُّسُلِ وَنُخْبَۃِ النُّخَبِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَاَفْضَلِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ الْمُطَھَّرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ اٰیَاتُ الْحَقِّ وَحُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ‘‘۔ (انجام آتھم صفحہ ۷۳)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو رسولوں میں سے بہتر اور چنیدہ وجودوں میں سے بھی چنیدہ و برگزیدہ حضرت محمد ﷺ پر جو خاتم النبیین اور گناہگاروں کے شفیع اور تمام اولین اور آخرین سے افضل ہیں اور آپؐ کے طاہر و مطہر آل پر اور آپؐ کے اُن صحابہ پر جو حق تعالیٰ کے نشانات اور تمام جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ اور (اسی طرح درود و سلام ہو) خدا کے ہر ایک نیک اور صالح بندے پر۔

(۱۵) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَمَقْبُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَیْرِ رُسُوْلِہٖ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ‘‘ (اتمام الحجۃ صفحہ ۲)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو اُس (خدا) کے رسولِ مقبول ﷺ پر جو خیر الرسل اور خاتم النبیین ہیں۔

(۱۶) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ الْجَلِیْلِ الطَّیِّبِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَفَخْرِ الْمُرْسَلِیْنَ‘‘۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۳۰)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو تمام معززوں اور پاکبازوں کے سردار اور تمام رسولوں کے فخر خاتم الانبیاء ﷺ پر۔

(۱۷) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ وَخَاتَمِ اَنْبِیَاءِہٖ وَاِمَامِ اَوْلِیَاءِہٖ وَسُلَالَۃِ اَنْوَارِہٖ وَلُبَابِ ضِیَاءِہٖ الرَّسُوْلِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْمُبَارَکِ‘‘۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴)

ترجمہ: اور درود و سلام ہوں رسولوں کے سردار اور انبیاء کی مہر اور اولیاء کے امام اور خدا کے نور اور اس کی ضیاء کے اصل یعنی اس رسول نبی امی پر جو مبارک وجود ہے۔

(۱۸) ’’وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفَی الَّذِیْ ھُوَ سَیِّدُ قَوْمٍ انْکَسَرَتْ اِرَادَاتُھُمُ الْبَشَرِیَّۃُ وَاُزِیْلَتْ حَرَکَاتُھُمُ الطَّبْعِیَّۃُ وَجَرَتْ فِیْ بَوَاطِنِھِمُ الْاَبْحُرُ الرُّوْحَانِیَّۃُ‘‘۔

(کرامات الصادقین صفحہ ۶۳)

ترجمہ: درود و سلام ہوں رسولوں کے سردار اور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو ایسی قوم کا سردار ہے جن کے بشری ارادے ٹوٹ گئے اور طبعی حرکات (تقاضے) زائل کر دیئے گئے اور اُن کے باطن میں روحانی سمندر جاری ہو گئے۔

(۱۹) ’’وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ‘‘۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۸۹)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو ہمارے نبی اور ہمارے آقا محمد ﷺ اور آپؐ کی آل اور اصحاب اور خدا کے تمام نیک بندوں پر۔

(۲۰) ’’اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الرُّسُلِ الَّذِی اقْتَضٰی خَتْمُ نُبُوَّتِہٖ اَنْ تُبْعَثَ مِثْلُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ اُمَّتِہٖ وَاَنْ تُفَوَّرَ وَتُثْمِرَ اِلَی انْقِطَاعِ ھٰذَا الْعَالَمِ اَشْجَارُہٗ وَلَا تُعْفٰی اٰثَارُہٗ وَلَا تَغِیْبَ تِذْکَارُہٗ‘‘۔ (الہدیٰ صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ: درود اور سلامتی ہو اُس خاتم الرسل پر جس کی ختم نبوت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ اس کی اُمت میں سے انبیاء کی مانند لوگ مبعوث کئے جائیں اور اس کے درخت اس دنیا کے منقطع ہونے تک روشنی اور پھل دیں اور آپؐ کے آثار مٹ نہ جائیں اور آپؐ کا ذکر غائب نہ ہو۔

(۲۱) ’’وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِہٖ وَاَفْضَلُ اَنْبِیَائِہٖ وَسُلَالَۃِ اَصْفِیَائِہٖ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفَی الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ اللّٰہُ وَمَلٰئِکَتُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ‘‘

(اشتہار تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

ترجمہ۔ اور درود و سلام ہو سب رسولوں سے بہتر اور تمام انبیاء سے افضل اور برگزیدہ بندوں کے اصل محمد مصطفیٰ ﷺ پر جس پر خدا اور اس کے فرشتے اور تمام مقرب مومن درود بھیجتے ہیں۔

(۲۲) ’’وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ مُحَمَّدٍ اَحْمَدَ الَّذِیْ کَانَ اسْمَاہُ ھٰذَانِ اَوَّلَ اَسْمَاءٍ‘‘

(نجم الہدیٰ صفحہ ۱)

ترجمہ: رسولِ نبی اُمّی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ یہ دونوں نام اُس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اوّل یہی دو نام پیش ہوئے تھے۔

(۲۳) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَنُوْرِ الْاُمَمِ وَخَیْرِ الْبَرِیَّۃِ وَاَصْحَابِہِ الْھَادِیْنَ الْمُھْتَدِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الْمُطَھَّرِیْنَ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ‘‘

(مِنن الرحمن صفحہ ۱۹)

ترجمہ: ’’اور سلام اور صلوۃ اس کے رسول پر جو رسولوں کا سردار اور اُمتوں کا نور اور تمام مخلوق سے بہتر ہے اور اس کے اصحاب پر جو ہادی اور مہتدی ہیں اور اس کے آل پر جو طیب اور طاہر ہیں اور تمام خدا کے نیک بندوں پر‘‘۔

(۲۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ‘‘

(اشتہار تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۴)

ترجمہ: اے اللہ! تو محمد اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج جو تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہے۔

(۲۵) ’’ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَکْثَرَ مِمَّا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَائِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۰۵ حاشیہ)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر اُس سے زیادہ درود بھیج جتنا تو نے اپنے نبیوں میں سے کسی نبی پر بھیجا ہو۔ اور برکت اور سلامتی آپؐ پر نازل فرما۔

(۲۶) ’’اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی ذٰلِکَ الشَّفِیْعِ الْمُشَفَّعِ الْمُنْجِیْ لِنَوْعِ الْاِنْسَانِ‘‘ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵)

ترجمہ: اے اللہ نوعِ انسان کے نجات دہندہ اور شفاعت کرنے والے اِس وجود پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ سے عرب کے وحشی باخدا انسان بن گئے

’’پہلا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی اور عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے۔ کون سی بدی تھی جو ان میں نہ تھی اور کون سا شرک تھا جو ان میں رائج نہ تھا۔ چوری کرنا ڈاکہ مارنا ان کا کام تھا اور ناحق کا خون کرنا ان کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پیروں کے نیچے کچل دیا جائے۔ بچوں کو قتل کر کے ان کا مال کھا لیتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ بگور کرتے تھے۔ زناکاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدوں میں ان گندی باتوں کا ذکر کرتے تھے۔ شراب خوری اس قوم میں اس کثرت سے تھی کہ کوئی گھر بھی شراب سے خالی نہ تھا اور قمار بازی میں سب ملکوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ حیوانوں کی عار تھے اور سانپوں اور بھیڑیوں ←

درود اور سلام بھیج۔

(۲۷) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمٰوٰتِ وَذَرَّاتِ الْاَرْضِیْنَ'' (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۳۴)

ترجمہ: اے اللہ! آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذرّات کی تعداد کے برابر آپؐ پر درود وسلام بھیج۔

(۲۸) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ'' (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۳۷)

ترجمہ: اے اللہ! جزا وسزا کے دن تک آپؐ پر اور آپؐ کی آل پر درود وسلام بھیج۔

(۲۹) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر جزاء وسزا کے دن تک درود اور سلام بھیج۔

(۳۰) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ بِعَدَدِ کُلِّ مَافِی الْاَرْضِ مِنَ الْقَطَرَاتِ وَالذَّرَّاتِ وَالْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ وَبِعَدَدِ کُلِّ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَبِعَدَدِ مَاظَھَرَوَ اخْتَفٰی وَبَلِّغْہُ مِنَّا سَلَامًا یَمْلَأُ اَرْجَآءَ السَّمَآءِ'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴)

ترجمہ: اے اللہ! تو آپؐ پر زمین میں موجودہ قطرات وذرّات زندوں اور مردوں کی تعداد کے برابر اور ہر اُس چیز کی تعداد کے برابر جو ظاہر ہے اور مخفی ہے درود اور سلام بھیج اور تو آپؐ کو ہم سے ایسا سلام پہنچا جو آسمان کے اطراف کو بھر دے۔

(۳۱) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''۔ (اتمام الحجہ ۲۸)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر درود اور سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اِسی طرح آپؐ کی آل اور تمام اصحاب پر بھی اور ہماری آخری صدا یہی ہے کہ ہر قسم کی تعریف خدا تعالیٰ کیلئے ثابت ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

(۳۲) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا''۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۰)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما یقیناً خدا تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اِس نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی آپؐ پر درود بھیجو اور بہت زیادہ سلامتی کی دُعا کرو۔

(۳۳) '' اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵)

ترجمہ: اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپؐ کی جملہ آل واصحاب پر درود بھیج۔

(۳۴) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ'' (زندہ نبی اور زندہ مذہب صفحہ ۲۱)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور آپؐ کی آل پر درود بھیج۔

(۳۵) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ (کشتی نوح صفحہ ۱۱۱)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد (ﷺ) پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۳۶) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ'' (الحکم ۹ جولائی ۱۹۰۰ صفحہ ۵)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج۔

(۳۷) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اَفْضَلِ رُسُلِكَ وَخَاتَمِ اَنْبِیَآءِكَ مُحَمَّدٍ خَیْرِ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ'' (سر الخلافہ صفحہ ۶۳)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے رسولوں میں سے سب سے افضل اور تیرے نبیوں کے خاتم محمد (ﷺ) پر جو تمام انسانوں سے بہتر ہیں درود اور سلام بھیج۔

(۳۸) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِقَدْرِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَی الْاَبَدِ'' (برکات الدُعا صفحہ ۶)

ترجمہ: اے اللہ! آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر درود اور سلام بھیج اور جس قدر اِس اُمت کیلئے آپؐ کے ہم وغم ہیں اُس قدر برکتیں اور اپنی رحمتوں کے انوار آپؐ پر ہمیشہ نازل فرماتا رہ۔

(۳۹) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ' (برکات الدُعا اشتہار صفحہ ۲۹)

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آلِ محمد ﷺ پر جو سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں درود بھیج۔

(۴۰) ''اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ الرُّسُلِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الصَّالِحِیْنَ الصِّدِّیْقِیْنَ'' (براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۳)

ترجمہ: اے اللہ! آپؐ پر اور رسولوں اور نبیوں میں سے آپؐ کے تمام روحانی بھائیوں اور آپؐ کی پاک ومطہر آل اور صالح وصدیق اصحاب پر درود بھیج۔

(۴۱) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ وَحَبِیْبِكَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَاَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ'' (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۳۰)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے نبی اور حبیب سب نبیوں کے سردار اور سب رسولوں سے بہتر اور افضل خاتم النبین حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کی آل اور اصحاب پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۴۲) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ (براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۵۵۳)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج۔

(۴۳) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰی قَلْبَنَا لِحُبِّہٖ وَلِحُبِّ رَسُوْلِہٖ وَجَمِیْعِ عِبَادِہِ الْمُقَرَّبِیْنَ'' (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل اور تمام اصحاب پر درود بھیج۔ تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جس نے ہمارے دِل کو اپنی محبت اور اپنے رسولؐ کی محبت اور اپنے تمام مقرب بندوں سے محبت کرنے کیلئے ہدایت دی۔

(۴۴) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ'' (از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروایت مولوی عبد الستار صاحب کابلی مُہاجرؓ بحوالہ رسالہ درود شریف مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب صفحہ ۱۳۴)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور اصحابِ محمد ﷺ اور اپنے بندے مسیح موعودؑ پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۴۵) ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' (مکتوباتِ احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱۸)

ترجمہ: اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکتیں نازل فرما محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر جس طرح تو نے ابراہیم

کی ننگ پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے ان کے دلوں کو صاف کرنا چاہا تو اُن میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہوگئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخدا انسان اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہوگئے کہ انہوں نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دُکھ کو برداشت کیا۔ وہ انواع اقسام کی تکالیف سے عذاب دیئے گئے اور سخت بیدردی سے تازیانوں سے مارے گئے اور جلتی ہوئی ریت میں لٹائے گئے اور قید کئے گئے اور بھوکے اور پیاسے رکھ کر ہلاکت تک پہنچائے گئے مگر انہوں نے ہر ایک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا۔ اور بہتیرے ان میں ایسے تھے کہ ان کے سامنے ان کے بچے قتل کئے گئے اور بہتیرے ایسے تھے کہ بچوں کے سامنے وہ سولی دیئے گئے اور جس صدق سے انہوں نے خدا کی راہ میں جانیں دیں اس کا تصور کر کے رونا ←

اور آلِ ابراہیمؑ پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۶)"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (درمکنون صفحہ ۱۱۳)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ اور ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ہمارے سردار ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۷)"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"(درمکنون صفحہ ۱۱۴)

ترجمہ: اے اللہ ! ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمدؐ اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ہمارے سردار اور ہمارے نبی ابراہیم اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۸)"اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ وَاٰلِہِ الْمُطَھَّرِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ اُسُوْدُ مَوَاطِنِ النَّھَارِ وَرُھْبَانُ اللَّیَالِیْ وَنُجُوْمُ الدِّیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ"۔ (النجم الہدیٰ صفحہ ۴)

ترجمہ: اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہر اور طیب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں۔ اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہو۔

(۴۹) " اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا الرَّسُوْلِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ سَقَی الْاٰخِرِیْنَ کَمَا سَقَی الْاَوَّلِیْنَ وَصَبَّغَھُمْ بِصِبْغِ نَفْسِہٖ وَاَدْخَلَھُمْ فِی الْمُطَھَّرِیْنَ"(اعجاز المسیح صفحہ ۱)

ترجمہ: اے خدا! اس رسول نبی اُمی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی اسی طرح سیراب کیا جس طرح اولین کو سیراب کیا اور اُن کو اپنی ذات کے رنگ میں رنگین کیا اور مطہرین میں اُنہیں داخل کیا۔

(۵۰) " اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ النَّاصِرِیْنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ نُخَبِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اٰثَرُوا اللّٰہَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَاَعْرَاضِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ وَالْبَنِیْنَ" (البلاغ (فریاد درد) صفحہ ۶۳)

ترجمہ: اے خدا! پس آپؐ پر جزاء سزا کے دن تک درود وسلام بھیج۔ اسی طرح آپؐ کی طاہر وطیّب آل پر اور خدا کے برگزیدہ ناصر و منصور اصحاب پر بھی درود وسلام بھیج جنہوں نے خدا کو اپنی جانوں اور اپنی عزتوں اور اپنے اموال اور بیٹوں پر ترجیح دی۔

(۵۱) صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ" (انجام آتھم صفحہ ۵۴)

ترجمہ: محمدؐ اور اس کی آل پر درود بھیج وہ بنی آدم کا سردار اور خاتم الانبیاء ہے۔

(۵۲)"صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی رَسُوْلِکَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اٰمِیْن رَبَّنَا اٰمِیْن"(اتمام الحجۃ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: اپنے رسول اور خاتم النبیینؐ پر درود وسلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اے ہمارے ربّ قبول فرما۔

(۵۳) "وَصَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ" (مکتوبات احمدیہ حصہ اوّل)

ترجمہ: اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل پر درود اور سلام بھیج۔

(۵۴)"وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَخَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ عَمَائِدِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ" (سر الخلافہ صفحہ ۱-۲)

ترجمہ: اور اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد (ﷺ) پر جو خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں۔ درود اور سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اسی طرح آپؐ کی طیب و طاہر آل اور اصحاب پر جو ملت اور دین کے ستون ہیں اور اپنے تمام نیک بندوں پر بھی درود وسلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔

(۵۵) "صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَلصَّلٰوۃُ ھُوَ الْمُرَبِّیْ" (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۲۵)

ترجمہ: محمدؐ اور آل محمد (ﷺ) پر درود بھیج کہ وہی مربی ہے۔

(۵۶)"صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" (براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۶۱۲)

ترجمہ: محمد (ﷺ) پر درود بھیج۔

(۵۷)"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی مُحَمَّدٍ" الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ترجمہ: تجھ پر اور محمد (ﷺ) پر خدا نے درود بھیجا۔

(۵۸) "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ" (بروایت سید عنایت علی شاہ صاحب لدھیانوی)

ترجمہ: خدا اپنے حبیب محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل پر درود بھیجے۔

(۵۹)"وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَھَبْ لَہٗ مَرَاتِبَ مَا وَھَبْتَ لِغَیْرِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ رَبِّ اَعْطِہٖ مَا اَرَدْتَّ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مِنَ النَّعْمَآءِ ثُمَّ اغْفِرْلِیْ بِوَجْھِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرُّحَمَآءِ"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۰۰)

ترجمہ: تمام رسولوں میں سے برگزیدہ اور تمام متقیوں کے پیشوا حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج اور آپؐ کو وہ مراتب بخش جو تو نے کسی اور نبی کو نہیں بخشے۔ اے میرے رب! جو نعمتیں تو نے مجھے دینے کا ارادہ کیا ہے وہ بھی آپؐ ہی کو دے۔ اور پھر مجھے اپنے وجہ کریم کے طفیل بخش دے۔ اور تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

(۶۰) "عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْ حَضْرَۃِ الْعِزَّۃِ" (حقیقۃ المہدی صفحہ ۱۷)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر حضرت عزّت (خدائے بزرگ) کی طرف سے درود وسلام ہوں۔

(۶۱) "عَلَیْہِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالصَّالِحِیْنَ مِنَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (حقیقۃ المہدی صفحہ ۲۰)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر اللہ اور فرشتوں اور تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو۔

(۶۲) "عَلَیْہِ سَلَامُ اللّٰہِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ" (حقیقۃ المہدی صفحہ ۲۰)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر خدائے رؤف و رحیم کی طرف سے سلامتی ہو۔

(۶۳) عَلَیْہِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَاَخْیَارِ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"

ترجمہ: اُس نبیؐ پر خدا اور اُس کے فرشتوں اور تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو"

(۶۴) عَلَیْہِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَالْبَرَکَاتُ السَّنِیَّۃُ" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۳)

ترجمہ: اُن پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں۔

(۶۵) عَلَیْہِ سَلَامُ اللّٰہِ وَصَلٰوتُہٗ اِلٰی یَوْمٍ یُعْطٰی لَہُ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَالدَّرَجَاتُ الْعُلْیَا"۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۴۵)

ترجمہ: خدا کا سلام اور درود ہو اُن پر اُس روز تک کہ جس روز تک مقام محمود اور درجات بلند کئے جائیں۔

(۶۶) "نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ تَنْعَکِسُ اَنْوَارُہٗ فِی الصَّالِحِیْنَ وَالصَّالِحَاتِ وَتُفْتَحُ بِاسْمِہٖ

آتا ہے۔ اگر ان کے دلوں پر یہ خدا کا تصرف اور اس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو اسلام کی طرف کھینچ لیا اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کر کے ان کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی کہ جو بے کس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں اکیلا اور تنہا پھرتا تھا۔ آخر کوئی روحانی طاقت تھی جو ان کو سفلی مقام سے اٹھا کر اوپر کو لے گئی اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر ان کے ان کی کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن اور آنجناب کے خون کے پیاسے تھے۔ پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک غریب مفلس تنہا بےکس نے ان کے دلوں کو ہر ایک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔"

(پیغام صلح صفحہ 35 تا 37)

اَبْوَابُ الْبَرَكَاتِ وَتَتِمُّ بِنُوْرِهٖ حُجَّةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ وَالْكَافِرَاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ الطَّاهِرِيْنَ وَالطَّاهِرَاتِ وَاَصْحَابِهٖ الْمَحْبُوْبِيْنَ وَالْمَحْبُوْبَاتِ وَجَمِيْعِ عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ "۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۲۷)

ترجمہ: ہم اُس نبی اُمی پر درود بھیجتے ہیں جس کے انوار نیک مردوں نیک عورتوں میں چمکتے ہیں اور اُس کے نام کے ساتھ برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اُس کے نور کے ساتھ کافروں پر خدا کی حجت پوری ہوتی ہے اور درود اور سلام اُس کی آل پر جو پاک مرد اور پاک عورتیں ہیں اور اُس کے اصحاب پر جو خدا کے پیارے بندے اور پیاری کنیز میں ہیں اور ایسا ہی تمام نیک بندوں پر"۔

(۶۷) وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"

(نور الحق حصہ دوسرا صفحہ ۵۸)

ترجمہ: ہم خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور آخری دُعا یہ ہے کہ الحمد للہ ربّ العلمین"۔

(۶۸) وَنَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ نَجَّيْتَنَا بِهٖ مِنْ سُبُلِ الضَّلَالَةِ وَالطُّغْيَانِ وَاَخْرَجْتَنَا بِهٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْعِمٰى وَالْحِرْمَانِ" (براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱)

ترجمہ: اور ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ تو اپنے رسول نبی اُمی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج جس کے ذریعہ تو نے ہمیں گمراہی اور سرکشی کی راہوں سے نجات دی اور نابینائی و محرومی کے اندھیروں سے ہمیں باہر نکالا۔

(۶۹) نَحْمَدُ اللهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

ترجمہ: ہم خدائے بلند شان و بزرگ کی تعریف کرتے اور اُس کے معزز رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔

(۷۰) "نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ صَلَوَاتُ الْعَرْشِ اِلَى الْفَرْشِ"

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴)

ترجمہ: ہم تیری تعریف کرتے اور درود بھیجتے ہیں۔ عرش کے درود فرش تک نازل ہو رہے ہیں۔

(۷۱) "نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ"

(تحفہ غزنویہ صفحہ ۱)

ترجمہ: ہم اُس (خدا) کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسولؐ پر) درود بھیجتے ہیں۔

(۷۲) "فَاَحْمَدُهٗ وَاُصَلِّيْ عَلٰى نَبِيٍّ عَرَبِيٍّ مِنْهُ نَزَلَتِ الْبَرَكَاتُ وَمِنْهُ اللَّحْمَةُ وَالسَّدَاةُ"

ترجمہ: پس میں اُس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں۔ اُسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں۔ اور اُسی سے سب تانا بانا ہے"۔

(۷۳) رَبِّ يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى ذٰلِكَ النَّبِيِّ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ اَحَبَّهٗ وَاَطَاعَ اَمْرَهٗ وَاتَّبَعَ الْهُدٰى"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۰۳)

ترجمہ: اے میرے رب! اے میرے رب! تو درود اور سلام بھیج اور برکات نازل فرما اس رؤف و رحیم رسولؐ پر اور ہر اُس شخص پر جو آپؐ سے محبت کرے اور آپؐ کے حکم کی اطاعت کرے اور آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کا تابع ہو۔

(۷۴) سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ"

(تریاق القلوب صفحہ ۷۲)

ترجمہ: پاک ہے خدا تعالیٰ کی ذات اپنی حمد اور عظمت کے ساتھ اے اللہ محمدؐ اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج۔

(۷۵) سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" (نزول المسیح صفحہ ۲۰۸)

ترجمہ: پاک ہے خدا تعالیٰ کی ذات اپنی حمد اور عظمت کے ساتھ۔ اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔

(۷۶) كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۷)

ترجمہ: ہر ایک برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے پس بہت برکت والا ہے وہ انسان جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا ہے وہ جس نے تعلیم پائی۔"

(۷۷) وَاَدْعُوْ اِلٰى وَصَايَا نَبِيِّ اللهِ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ اَلْفُ اَلْفِ صَلٰوةٍ مِّنَ اللهِ الْكَبِيْرِ الْعَظِيْمِ"

ترجمہ: اور میں خدا کے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصایا کی طرف بلاتا ہوں جس پر خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہزاروں ہزار درود ہیں۔

(۷۸) وَلَا نَبِيَّ لَنَا اِلَّا مُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَجَعَلَ اَعْدَاءَهٗ مِنَ الْمَلْعُوْنِيْنَ" (انجام آتھم صفحہ ۱۴۳-۱۴۴)

ترجمہ: خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی رسول نہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے اور آپ کے دشمنوں کو ملعون بنادے۔

(۷۹) "فَمَا اَعْظَمَ شَانَ كَمَالِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ"

(براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۶۹ حاشیہ)

ترجمہ: پس اُس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کس قدر زیادہ بڑی ہے۔ اے اللہ اس پر اس کی آل پر درود بھیج۔

(۸۰) يَارَبِّ بَارِكْهَا بِوَجْهِ مُحَمَّدٍ رَيِّقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

(نور الحق حصہ دوم صفحہ ۳۴)

ترجمہ: اے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے لئے اس میں برکت ڈال جو سب کریموں سے افضل اور برگزیدوں سے برگزیدہ ہے۔

(۸۱) يَارَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِيْ

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۴ القصیدہ)

ترجمہ: اے میرے رب! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیج اس دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی۔

(۸۲) "صَلُّوْا وَسَلِّمُوْا عَلٰى رَسُوْلٍ حُشِرَ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِهٖ وَجُذِبُوْا اِلَى الرَّبِّ الرَّحِيْمِ الْمَنَّانِ"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو جس کے قدموں پر سب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور ربوبیت کرنے والے، بار بار رحم کرنے والے، بہت احسان کرنے والے خدا کی طرف کھینچے جائیں گے۔

(۸۳) وَصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَسَلِّمُوْا ثُمَّ اسْتَغْفِرُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاسْتَخْبِرُوْا۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۳۴)

ترجمہ: اور اس نبی کریم پر درود سلام بھیجو پھر اپنے نفسوں کے لئے بخشش طلب کرو اور اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہو۔

(۸۴) وَصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّكُمُ الْمُصْطَفٰى وَهُوَ الْوُصْلَةُ بَيْنَ اللهِ وَخَلْقِهٖ وَقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۶۵)

ترجمہ: خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجو کہ وہ خدا اور مخلوق میں وسیلہ ہے اور ان دونوں قوس الوہیت اور عبودیت میں وجود واقع ہے۔

(۸۵) وَصَلُّوْا عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْمُحْسِنِ الَّذِيْ هُوَ مَظْهَرُ صِفَاتِ الرَّحْمَانِ الْمَنَّانِ" (اعجاز المسیح صفحہ ۱)

ترجمہ: اس محسن پر درود بھیجو جو خدائے رحمان و منان کی صفات کا مظہر ہے۔

(۸۶) لطفِ حق بود روئے تابانش
صد صلوٰۃ و سلام بر جانش

کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان ←

(درمکنون صفحہ 137)

ترجمہ: آپ کے روئے تاباں پر خدا کا لطف تھا۔سینکڑوں درود سلام آپ کی جان پر۔

(۸۷) **زحق رسولے پیاپے سلام**
آورد کہ از کردگار ایں کلام

(درمکنون صفحہ 181)

ترجمہ: خدا کے پے در پے سلام اس رسول پر ہوں کہ آپ خدا کی طرف سے یہ کلام یعنی قرآن کریم لائے۔

(۸۸) **اے خدا بروے اسلام مارسان**
ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے

(براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ 8)

ترجمہ: اے خدا اس تک اور اس کے ہر بھائی پیغمبر تک ہمارا سلام پہنچا۔

(۸۹) **مصطفٰی بود گنج پر گوہر**
صد درود خدا بر آں سرور

(درمکنون صفحہ 57)

ترجمہ: محمد مصطفٰی ﷺ لعل و جواہر سے بھر پور خزانہ ہیں۔اس سردار پر خدا تعالیٰ کے سینکڑوں درود وسلام ہوں۔

(۹۰)

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ يَامَرْجَعَ الْوَرٰى
لِكُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْهِكَ نَيِّرٌ

(حمامۃ البشریٰ)

ترجمہ: اے مرجع خلائق! آپ پر خدا کے سلام ہوں آپ کے چہرہ کا نور تاریکی کے لئے سورج ہے۔

(۹۱)

وَصَلُّوْاعَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا اَيُّهَا الْوَرٰى
وَذَرُوْالَهٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُوْجَرُوْا

(حمامۃ البشریٰ)

ترجمہ: اور اے لوگو! آپؐ پر درود وسلام بھیجو۔اور آپؐ کی خاطر جھگڑے چھوڑ دو۔تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

(۹۲) ''اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو'' (اتمام الحجۃ صفحہ 28)

(۹۳)''ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفٰی ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے'' (نسیم دعوت صفحہ 3)

(۹۴) ''یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے(ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا، اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔''(حقیقۃ الوحی صفحہ 115)

(۹۵) ''ہزار ہا درود اس معصوم نبی پر جس کے وسیلہ سے ہم اس پاک مذہب میں داخل ہوئے اور ہزار ہا رحمتیں نبی کریم کے اصحاب پر جنہوں نے اپنے خونوں سے اس باغ کی آب پاشی کی۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 17)

(۹۶)''اس عالی شان نبی اور اس کی آل و اصحاب پر ہماری طرف سے بے شمار درود اور سلام ہو جس نے کروڑہا لوگوں کو تاریکی سے نکالا اور پلید عقیدوں اور قابل شرم عملوں اور ناپاک رسموں سے رہائی بخشی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔'' (آریہ دھرم صفحہ 2)

(۹۷)

''مصطفٰی پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے''

(درثمین صفحہ 18)

(۹۸)**وَالسَّلَامُ عَلٰى هٰذَا الْجَرِيِّ**
الْبَطَلِ الْمُظَفَّرِ فِي الْاُوْلٰى وَالْاُخْرٰى

(کرامات الصادقین صفحہ 63)

ترجمہ: اور سلامتی ہو اس بہادر پہلوان پر جو اول وآخر (تمام ادوار) میں کامیاب وکامران ہے۔

(۹۹) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ**
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: اے خدا احمد اور آلِ محمد اور خلفائے محمد (ﷺ) پر درود بھیج۔ ❀❀

اللہ تعالیٰ کی محبت میں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا — کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا
اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے — مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں — ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک — اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص — کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں — کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی — ہر گُل وگلشن میں ہے رنگ اُس تری گلزار کا
چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے — ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب — ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز — جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں — تا مگر درماں ہو کچھ اِس ہجر کے آزار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا — جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شُعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور مُلحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اُس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ 138)

شانِ ختم نبوت کی عارفانہ تفسیر حضرت مہدی معہودؑ کے مقدس الفاظ کی روشنی میں

(مولانا دوست محمد شاہد مرحوم ۔ مؤرخ احمدیت)

تحریک احمدیت کے قیام کا مقصدِ وحید خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ خاتمیت کا اپنی پوری شان اور شوکت کے ساتھ دنیا بھر میں اظہار ہے۔ چنانچہ سپین کے ممتاز عالم ربانی بے نظیر صوفی اور صاحبِ کشف و الہام بزرگ حضرت محی الدین ابن عربی ؒ (۱۱۶۵۔۱۲۴۰ء) نے اپنی تفسیر میں یہ حیرت انگیز خبر دی تھی کہ آنحضرت ﷺ کا مقامِ محمود مہدی معہود علیہ السلام ہی کے ذریعہ سے جلوہ نما ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

" عَسٰی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا اَیۡ فِیۡ مَقَامٍ یَجِبُ عَلَی الۡکُلِّ حَمۡدُہٗ وَھُوَ مُقَامُ خَتۡمِ الۡوِلَایَۃِ بِظُھُوۡرِ الۡمَھۡدِیِّ۔" (تفسیر ابن عربی جلد ا صفحہ ۳۸۲)

خدا کی شان! حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے بعینہٖ یہی غرض وغایت اپنی بعثت کی بیان فرمائی ہے۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ:۔

"ہمارا مدّعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کیلئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اِس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزّت کو دوبارہ قائم کریں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۱۔۹۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پر مقامِ خاتمیت محمدؐیہ کے بارے میں جو عظیم الشان روحانی تجلیات ہوئیں اُن کے نتیجہ میں آپؑ کو حقیقتِ ختم نبوت کے عرفان میں یقین اور معرفت کی فولادی چٹان پر کھڑا کر دیا گیا خود فرماتے ہیں۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترا عظیم ہے۔ ہم جس قوت ،یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سُنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اِس چشمہ سے سیراب ہوں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۲)

اس پس منظر میں آنحضرت ﷺ کے فرزندِ جلیل مہدی معہودؑ پر یہ انکشاف ہوا کہ:۔

" قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صلعم۔ دونوں وہ دریائے بے انتہاء ہیں کہ اگر تمام دُنیا کے عاقل اور فاضل ان کی تعریف کرتے رہیں تب بھی حق تعریف کا ادا نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ مبالغہ تک نوبت پہنچے۔"

(مکتوب مبارک ۸ نومبر ۱۸۸۲ مشمولہ مکتوبات احمدیہ جلد ا صفحہ ۳)

مذکورہ بالا آسمانی انکشافات کی روشنی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور ملفوظات میں مختلف پہلوؤں سے آیت خاتم النبیین کی نہایت پُر معارف وجد آفرین، اور رُوح پرور تفسیر بیان فرمائی ہے جس سے نہ صرف آنحضرت ﷺ کے منصب خاتمیت ، آپؐ کی زبردست قوتِ قدسی عالمگیر فیضان اور بے مثال برکات و تاثیرات کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس معرکۃ الآراء آیت کے بے شمار اسرار، رموز اور حقائق تک پہنچنے کیلئے ایک خارقِ عادت آسمانی نُورِ فراست عطا ہوتا ہے اور خاتمیت محمدیہ کے بحرِ ناپیدا کنار کی حیرت انگیز وسعتوں اور عمیق در عمیق حکمتوں کا تصور کرنے میں بھاری مدد ملتی ہے۔

جس طرح مہدی معہود علیہ السلام خاتم الانبیاء ختم المرسلین امام الاصفیا فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ترین فرزند ہیں اسی طرح ختم نبوت بھی مہدی موعودؑ کا محبوب ترین موضوع ہے جس پر آپؑ نے بڑی کثرت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور قیامت تک آنے والے عُشاق خاتم النبیین ﷺ کے لئے فکر و تحقیق کی غیر محدود راہیں روشن کی ہیں اور اس باب میں جو کچھ لکھا ہے حَکَم عَدَل کے منصب کی بناء پر لکھا ہے جو حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

ذیل میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر میں سے بطور نمونہ صرف ۱۷ معانیٔ مطالب ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

۱۔ دلائل اور معرفت کا آخری مقام

"ختم نبوت کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں پر دلائل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جس کو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۳)

۲۔ چشمۂ افادات

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمۂ افادات مانتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۱۱)

"وہی ہے جو سر چشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶)

۳۔ افاضہ میں تمام نبیوں سے بڑھ کر

"ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں"۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۷۔۶۷ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۹)

۴۔ نبوّت کا مصدّق

" آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مُہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۰۸)

۵۔ فیض رساں مُہر

"وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمّت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۔۲۸)

۶۔ آخری شارع اور مستقل نبی

"آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت اُن پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرفِ مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۹)

۷۔ زندہ نبی

"کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے
وہ بلا شبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلا شبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں ←

اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور رُوحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔'' (کشتی نوح صفحہ ۶)

۸۔ابدی نبوت کا حامل نبی

'' ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مُہر توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی اور آپؐ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپؐ کی اُمت میں وہی مہر نبوت لیکر آیا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں''۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۴۳)

۹۔پہلی نبوتوں کو بند کرنے والا

''اب بجُز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔'' (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۰)

۱۰۔خیر المرسلین

'' حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔''

(ازالہ اوہام)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

۱۱۔جامع کمالاتِ انبیاء

'' ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالاتِ متفرقہ جو آدمؑ سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کر دیئے گئے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

۱۲۔''جس کی اُمّت عظیم استعدادوں کی حامل ہو''

'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اِس اُمت میں بڑی بڑی استعدادیں رکھ دی ہیں یہاں تک کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنۡبِیَاءِ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡل بھی حدیث میں آیا ہے۔ علما عالم کی جمع ہے اور علم اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن شریف سے ملتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴۷۔۳۴۸)

۱۳۔رُوحانی ترقیات کا خاتم

''جسمانی طور پر جس قدر ترقیات آج تک ہوئی ہیں کیا وہ پہلے زمانوں میں تھیں؟ اسی طرح روحانی ترقیات کا سلسلہ ہے کہ ہوتے ہوتے پیغمبر خدا ﷺ پر ختم ہوا۔ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۳)

۱۴۔ہر کمال کا خاتم

ختم شد برنفسِ پاکش ہر کمال
لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

(براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱)

یعنی حضورؐ کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہوگیا اس لئے آپؐ پر پیغمبروں کا خاتمہ ہوگیا۔

۱۵۔ہر نعمت کا خاتم

تمت علیه صفاتُ کُل مزیة
ختمت بهٖ نعماءُ کل زمانٖ

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ: ہر قسم کے فضائل کی صفتیں آپؐ کے وجود میں اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ پر ختم ہیں۔

۱۶۔نبیوں کا باپ

'' آنحضرت ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کیلئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کیلئے۔ سو اس آیت کے پہلے حصے میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت ﷺ کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔ سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد براہِ راست فیوضِ نبوت ختم ہوگئے اور اب کمالِ نبوت صرف اس شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبویؐ کی مُہر رکھتا ہوگا۔''

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۷۔۸)

۱۷۔نبی تراش

'' اللہ جلشانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

(رسالہ الفرقان النبی الخاتم نمبر)

بیرون ملک مقیم درویشان کرام اور ان کے اقربا متوجہ ہوں

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مؤرخہ 11 مئی 1948ء کو اپنے ایک تاریخی پیغام میں درویشانِ کرام قادیان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ:

'' آپ لوگ وہ ہیں جو ہزاروں سال تک احمدی تاریخ میں خوشی اور فخر کے ساتھ یاد رکھے جائیں گے۔ اور آپ کی اولادیں عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی اور خدا کی برکات کی وارث ہوں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل بلاوجہ کسی کو نہیں چنتا۔'' (الفرقان ربوہ۔ درویشان کرام نمبر۔ اگست، ستمبر 1963ء صفحہ 5)

مؤرخہ 11 مئی 1948ء کو جو درویشان قادیان میں تھے اور اس پیغام کے اوّل المخاطبین میں سے تھے ان میں سے اکثر قادیان میں ہی موجود رہے۔ اور بہشتی مقبرہ کی مقدس خاک میں ابدی نیند سو گئے۔ اور ان میں سے بعض ابھی بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ (آمین)

ان سعادت مندوں میں سے بہت سے اجازت لے کر قادیان سے اپنے آبائی وطنوں کی طرف یا بیرون ملک چلے گئے۔ ان جانے والوں کی تاریخ اور حالات شعبہ تاریخ احمدیت قادیان کو درکار ہیں۔ لٰہذا ایسے درویشان کرام جو قادیان سے بیرون ہند چلے گئے تھے ان سے یا ان کے اقرباء سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل نقاط کے مطابق اپنا مفصل مضمون بھجوائیں۔

1۔ مختصر حالات زندگی۔
2۔ عرصۂ درویشی میں کہاں کہاں خدمت بجالانے کا موقعہ ملا۔
3۔ عرصۂ درویشی کے ایمان افروز حالات و واقعات۔
4۔ اگر حضرت مصلح موعودؓ یا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ یا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انہیں کوئی پیغام تحریری بھجوایا ہو تو اس کی فوٹو کاپی۔
5۔ اگر عرصۂ درویشی میں لی گئی کوئی تصویر ان کے پاس ہو تو وہ بھجوائیں۔
6۔ درویشان محترم کی اپنی تصویر۔
7۔ اولاد کی تفصیل اور یہ بھی کہ وہ کہاں کہاں پر ہیں۔

براہ کرم بیرون ہند میں مقیم درویشان کرام یا ان کے اقرباء یہ تفصیل محترم وکیل صاحب تعمیل و تنفیذ (برائے بھارت، نیپال اور بھوٹان) کی وساطت سے شعبہ تاریخ احمدیت قادیان کو بھجوا دیں۔

تمام درویشان کرام کی فہرست تاریخ احمدیت مطبوعہ نشر و اشاعت قادیان 2007ء کے صفحہ نمبر 372 تا 387 پر درج ہے۔ آپ کے گراں قدر تعاون کے لئے شعبہ تاریخ احمدیت قادیان شکر گزار ہو گا۔ (انچارج شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک متفرد انسان ہو جاتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور اپنے اسرار خاصہ اس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اس پر اتارتا ہے اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے اس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اس پر آشکار کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اس پر فرماتا ہے اور اس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے اور وہ اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرار غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 222،221)

اخبار بدر سے متعلق اپنی آراء
badrqadian@rediffmail.com
پر بھی feedback کر سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

اخبار بدر اپنی ویب سائٹ www.akhbarbadrqadian.in پر بھی دستیاب ہے۔ قارئین استفادہ کرسکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیماپوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کمپوزنگ وڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad